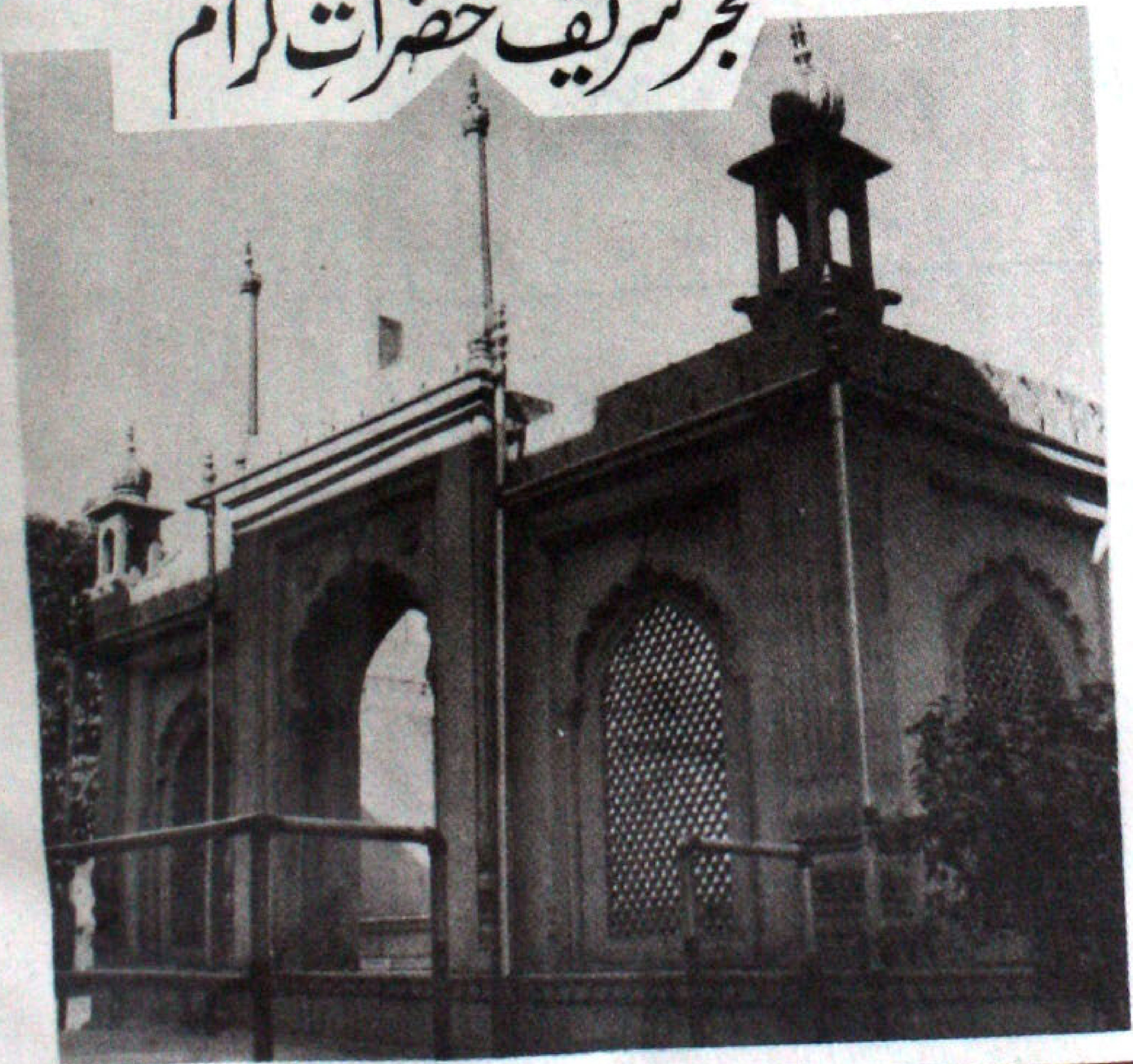


مسجد شریف درگاہ شاہ ابوالخیرؒ

مجرّ شریف حضراتِ کرام



نقشہ خانقاہ ارشاد پناہ

المعروف بہ درگاہ حضرت شاہ ابوالخیرؒ، شاہ ابوالخیر مارگ دہلی ۶

Plan Showing The Mosque and Dargah Shareef
Hazrat Shah Abdulah Abul Khair Farooqi Mujadadi
Situated at Chilli Qabar, Delhi, 6.

West Existing Road Hazrat Shah Abul Khair

ROOM
ROOM
ROOM
ROOM
STORE
MOSQUE
MOSQUE
HALL
OPEN YARD
OPEN COURT YARD FOR NAMAZ
PASSAGE
DARGAH SHAREEF
OPEN YARD
LANE
LANE
PASSAGE
HOUSE

هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ

سلسلۂ مطبوعات شاہ ابوالخیر اکاڈمی ۳

مناہج السیر

و

مدارج الخیر

ابوالحسن زید مجددی فاروقی عفی اللہ عنہ وعن والدیہ واحسن الیہما والیہ

درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر و خانقاہ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہما،
شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی ۶

کمال پرنٹنگ دہلی

حاجی عبدالغفار و پسران تاجران کتب ارگ بازار قندھار افغانستان ٹیلیفون ۲۲۳۰

فہرست مضامین مناہج السیر و مدارج الخیر

صفحہ	مضمون
۳	بیان مختصر از بست مراقبات
۴	بیان لطائف عالم خلق و لطائف عالم امر
۵	بعض اصطلاحات و بیان آن
۶	دیباچہ رسالہ
۸	مقدمہ در بیان آفرینش و خلقت انسان
۱۱	عرض امانت۔
۱۳	کلام جمیل از حضرات عالی قدر
۱۵	دائرۂ امکان
۱۷	لطائف عشرہ
۲۹	بیان دہ اصول کہ بہ مقامات عشرہ موسوم اند
۳۲	یازدہ کلمات مصطلحہ۔
۴۰	طرق الوصول
۴۱	رابطہ
۴۴	ذکر شریف۔
۴۴	ذکر اسم ذات
۴۶	سیر لطائف در دائرۂ ظلال کہ آن را ولایت صغری گویند
۵۲	ذکر نفی و اثبات
۵۴	تنبیہہ
۵۵	مراقبات
۶۰	مدرج اول دائرۂ امکان
۶۱	مدرج دوم دائرۂ ولایت صغری
۶۲	مراقبات لطائف خمسہ
۶۲	تذییل و تحقیق کلام حضرت مسکین
۶۸	مدرج سوم دائرۂ ولایت کبری
۷۰	مراقبہ اسم الظاہر
۷۰	مراقبہ شرح صدر
۷۱	مدرج چہارم دائرۂ ولایت علیا۔
۷۲	مراقبہ اسم الباطن
۷۴	مدرج پنجم دائرۂ کمالات ثلاثہ
۷۴	کمالات نبوت
۷۵	فائدہ
۷۶	کمالات رسالت
۷۶	کمالات اولوالعزم
۷۷	مدرج ششم حقائق الہیہ
۷۸	حقیقت کعبہ ربانی
۷۸	حقیقت قرآن کریم
۷۹	حقیقت صلاۃ
۸۰	معبودیت صرفہ

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۸۰	مدرج ہفتم حقائق انبیاء	۸۴	لاتعین و حضرت اطلاق
۸۰	حقیقت ابراہیمی	۸۵	تتمہ در بیان بعض حقائق دیگر
۸۱	حقیقت موسوی	۸۶	خاتمہ در بیان بعض فوائد
۸۱	حقیقت محمدی	۹۳	شجرہ شریفہ
۸۲	حقیقت احمدی	۹۵	قطعات تاریخ از تالیف و طبع رسالہ
۸۳	حُبِ صرفہ		

بیان مختصر از بست مراقبات کہ در دوائر سبعہ می باشند

نمبر	نام مراقبہ	نام دائرہ کہ در آن مراقبہ می باشد	منشاء فیض	مورد فیض	سیر قدمی یا انجذابی
۱	احدیت	دائرہ امکان	ذات پاک احد کہ متصف بہ صفات کمال و منزہ از سمات نقصان است	قلب۔	قدمی
۲	معیت ابتدائے سیر اسم الظاہر	ولایت صغریٰ	ذات پاک پروردگار کہ با ما است	قلب۔	قدمی
۳	اقربیت سیر اسم الظاہر	ولایت کبریٰ	ذات پاک پروردگار کہ با از رگ جان ما قریب تر است	نفس مع لطائف خمسہ	قدمی
۴	محبت سیر اسم الظاہر	ولایت کبریٰ	ذات پاک پروردگار کہ او مرا دوست می دارد و من او را دوست می دارم	نفس	قدمی
۵	محبت سیر اسم الظاہر	ولایت کبریٰ	" " " "	نفس	قدمی
۶	محبت سیر اسم الظاہر	ولایت کبریٰ	" " " "	نفس	قدمی
۷	محبت سیر اسم الباطن	ولایت علیا	" " " "	باد۔ آب۔ آتش	قدمی
۸	کمالات نبوت	تجلیات ذاتیہ	ذات پاک بحت	خاک	قدمی
۹	کمالات رسالت	تجلیات ذاتیہ	ذات پاک بحت	ہیئت وحدانی	قدمی
۱۰	کمالات اولوالعزم	تجلیات ذاتیہ	ذات پاک بحت	ہیئت وحدانی	قدمی
۱۱	حقیقت کعبہ ربانی	حقائق الٰہیہ	ذات پاک بحت	ہیئت وحدانی	قدمی
۱۲	حقیقت قرآن کریم	حقائق الٰہیہ	ذات پاک بحت	ہیئت وحدانی	قدمی
۱۳	حقیقت صلاۃ	حقائق الٰہیہ	ذات پاک بحت	ہیئت وحدانی	قدمی

نمبر	نام مراقبہ	نام دائرہ کہ در آں مراقبہ می باشد	منشاء فیض	مورد فیض	قدمی یا نظری
۱۴	معبودیت صرفہ	حقائق الٰہیہ	ذات پاک بحت	ہیئت وحدانی	نظری
۱۵	حقیقت ابراہیمی	حقائق انبیاء	ذات پاک بحت	ہیئت وحدانی	قدمی
۱۶	حقیقت موسوی	حقائق انبیاء	ذات پاک بحت	ہیئت وحدانی	قدمی
۱۷	حقیقت محمدی	حقائق انبیاء	ذات پاک بحت	ہیئت وحدانی	قدمی
۱۸	حقیقت احمدی	حقائق انبیاء	ذات پاک بحت	ہیئت وحدانی	قدمی
۱۹	حب صرفہ	حقائق انبیاء	ذات پاک بحت	ہیئت وحدانی	قدمی
۲۰	لاتعین و حضرات اطلاق	حقائق انبیاء	ذات پاک بحت	ہیئت وحدانی	نظری

بیانِ لطائفِ عالم خلق و لطائفِ عالم امر

لطائف خمسہ عالم خلق	نفس	ہوا	آب	آتش	خاک
لطائف خمسہ عالم امر	قلب	رُوح	سر	خفی	اخفی

رباعی

قدر گل و مل بادہ پرستان دانند
نے خود منشان و تنگ دستان دانند
از نقش توان بسوئے بے نقش شدن
لیکن نقش عجیب نقشبندان دانند

حضرت جامی قدس سرہٗ گفتہ

بعض اصطلاحات و بیان آن

ذات بحت	ذات پاک پروردگار بدون ملاحظۂ صفات
غیب ہویت	ذات احدیت بہ اعتبار لاتعین۔
محاضرہ	تجلی فعلی یعنی تجلی صفت تکوین۔ مرتبۂ اولیٰ
مکاشفہ	تجلی صفات پروردگار۔ مرتبۂ ثانیہ
مشاہدہ	تجلی ذات وحب ذات۔ مرتبۂ ثالثہ
جذبہ	کشش لطائف بہ اصول والی اصول الاصول
واردات	ورود فیضان الٰہی بر قلب کہ آن را عدم و وجود عدم نیز گویند۔
جمعیت	در قلب وسوسہ را جائے نہ ماند۔
حضور	قلب در ہمہ وقت متوجہ بہ حق سبحانہ باشد۔
فنا	دوام آگاہی و حضور کہ چیزے مزاحم آن نہ شود و شعور بہ وجود خود ہم نہ ماند۔
فنائے فنا جمع الجمع عین الیقین	ہر سہ بہ یک معنی کہ شعور بے شعوری خود ہم نہ ماند
جمع و قبول	اطمینان قلب یعنی جمعیت خاطر و دوام قبول دلہا حاصل شود۔
شہود وصول وجود	ہر دو بہ یک معنی کہ دل واقف و آگاہ و نگران بہ حق سبحانہ باشد۔
پرداخت	بہ وقت ذکر اسم ذات مفہوم اسم شریف در لحاظ باشد کہ ذات پاک موصوف بہ صفات کمال و منزہ از سمات نقصان۔

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدَانَا اللہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالرَّحْمَۃُ وَالْبَرَکَۃُ عَلٰی مَنْ رَأَی اللہُ تَقَلُّبَہٗ فِی السَّاجِدِیْنَ فَاَرْسَلَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ وَشَرَحَ صَدْرَہٗ لِلْحِکْمَۃِ وَالْعِرْفَانِ وَالْیَقِیْنِ وَرَفَعَ ذِکْرَہٗ فِی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ وَجَعَلَہٗ سَیِّدَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ اَکْرَمَہٗ بِالْمُخَاطَبَۃِ وَالْمُکَاشَفَۃِ وَالْمُرَاقَبَۃِ وَالْمُشَاھَدَۃِ وَالْمُکَالَمَۃِ وَالْمُشَافَھَۃِ. وَخَصَّصَہٗ بِالْوَسِیْلَۃِ وَالْفَضِیْلَۃِ وَالشَّفَاعَۃِ یَوْمَ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَۃُ الشَّافِعِیْنَ. ھُوَ سَیِّدُنَا وَسَنَدُنَا وَوَسِیْلَتُنَا وَشَفِیْعُنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَشَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ وَحَبِیْبُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، فَتَحَ اللہُ بِہٖ اٰذَانًا صُمًّا وَاَعْیُنًا عُمْیًا وَاَلْسُنًا بُکْمًا وَقُلُوْبًا غُلْفًا جَزَی اللہُ عَنْ اُمَّتِہٖ خَیْرَ مَا جَازٰی بِہٖ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ تَبِعَہٗ وَوَالَاہُ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضًی وَلِحَقِّہٖ اَدَاءً وَلِدِیْنِہٖ بَھَاءً وَلِاُمَّتِہٖ صَلَاحًا وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا دَائِمًا اَبَدًا عَدَدَ خَلْقِکَ وَرِضٰی نَفْسِکَ وَزِنَۃَ عَرْشِکَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ. وَبَعْدُ۔

ذرۂ بے مقدار و بندۂ ناکار ابوالحسن زید فاروقی مجددی نسباً و نقشبندی مجددی مشرباً و دہلوی مولداً و مسکناً فَتَحَ اللہُ بَصِیْرَتَہٗ وَاَوْرَثَہٗ مَعَارِفَ اٰبَائِہٖ وَمَحَاسِنَ اَجْدَادِہٖ عرض می نماید کہ یکے از دوستانِ صاف منش و سالکان پاک روش بعضے از معارفِ حضرات مجددیہ را بہ نوعے بیان فرمود کہ بہ گوش فقیر ازان نوع کلامے نہ رسیدہ بود. فقیر مراجعہ بہ تالیفاتِ اساطینِ حضراتِ مجددیہ قَدَّسَ اللہُ اَسْرَارَھُمُ الْعَلِیَّۃَ نمود. وَاِلَیْکَ بِاَسْمَاءِ الْکُتُبِ الَّتِیْ رَاجَعْتُ اِلَیْھَا۔ معمولات مظہری از حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی قدس سرہٗ درین کتاب

رسالہ کحل الجواہر از دلیل اللہ الصمد حضرت عبدالاحد متخلص بہ وحدت ومشتہر بہ شاہ گل قدس سرہٗ
در رسالہ حضرت مولوی **غلام یحییٰ** خلیفہ حضرت **مرزا مظہر جانجانان** شہید قدس اسرارہما
بہ صورت اختصار آوردہ شدہ وَ ہُمَا مِنْ اَحْسَنِ الرَّسَائِلِ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ - وایضاح الطریقہ
در رسائل سبعۂ سیارہ ومقامات مظہری ومکاتیب شریفہ از حضرت شاہ **غلام علی** قدس
سرہٗ - وہدایت الطالبین از حضرت شاہ **ابوسعید** قدس سرہٗ این رسالہ شریفہ بہ غایت تحقیق
در حیاتِ حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نوشتہ شدہ بلکہ حضرت ایشان بہ وجہ تمام مطالعہ
فرمودہ تصدیقِ مضامینِ شریفہ فرمودہ اند - ومراتب الوصول از حضرت شاہ **رؤف احمد**
مجددی بھوپالی قدس سرہٗ - این رسالہ نیز در حیات حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نوشتہ شدہ
وحضرت ایشان جستہ جستہ مطالعہ فرمودہ تصدیق نمودہ اند - وانہار اربعہ از حضرت شاہ **احمد
سعید** قدس سرہ - اگرچہ حضرت مؤلف از اکابر خلفائے حضرت شاہ صاحب ہستند لیکن تالیف
این رسالہ در حیات ایشان نہ شدہ - بعد از ارتحال ایشان در عرصہ دہ سال تا ۱۲۵۰ھ تالیف شدہ
یَقُوْلُ الْفَقِیْرُ ھٰذِہٖ آخِرُ رِسَالَۃِ الَّتِیْ یُعْتَمَدُ عَلَیْھَا فِیْ ھٰذَا الْبَابِ - این رسائل را
فقیر بہ وجہ کامل مطالعہ نمود ودر بعض مسائل مراجعہ بہ مکتوبات قدسی آیات ورسالہ مبدأ و
معاد نیز کردہ شد - از مطالعہ ومراجعۂ این رسائل مبارکہ معلوم شد کہ آن عزیز وافر تمیز عبارات
حضرات را بہ وجہ نیک مطالعہ نہ کردہ - ویا اقتصار بر مطالعۂ آن رسائل کردہ کہ درین دِلا
بہ ظہور رسیدہ اند - چہ رسائل حضرات عنقا صفت گشتہ - اگر بہ نوعے رسالۂ بہ دست می رسد
از اقتناء دیگرے معذور می ماند - وظاہر است کہ در بعض مسائل وبالخصوص در جزئیات اگر
در کتابے اجمال می باشد در دیگرے تفصیل بہ دست می رسد - درین مسائل عقل بے چارہ آوارہ و
سرگردان است - معارفے راکہ این حضرات بیان فرمودہ انداز ادراکِ کُنہ آن عوام راچہ رسد
کہ خواص راہم غیر از اظہار عجز نصیبے نیست - درجولان گاہِ اَخصِّ خواص دیگران راچہ یارا ے
سباق - دلیل اللہ الصمد حضرت عبدالاحد فرزند خازن الرحمہ حضرت محمد سعید فرزند حضرت مجدد
قدس اللہ اسرارہم می نویسند" بعد از ان معاملہ از عقل وفہم ما وشما بر تر است اللہ تعالیٰ سبحانہ
بہ محض عنایت بے غایت خویش از کمالات بہرۂ تمام فرماید اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ " فَالْوَاجِبُ
عَلَیْکَ اَیُّھَا الطَّالِبُ لِلْحَقِّ وَالرَّاغِبُ فِی الصِّدْقِ اَنْ لَّا تُنْکِرَ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ تَعَالٰی
فَاِنَّھُمُ الْوَسِیْلَۃُ بَیْنَکَ وَبَیْنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْخَلِیْفَۃُ مِنْ حَضْرَۃِ الرَّسُوْلِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

فَاِذَا کُنْتَ فِی الْمَدَارِجِ غِرًّا ۔ ثُمَّ اَبْصَرْتَ حَاذِقًا لَا تُمَارِ
لَا تَکُنْ مُنْکِرًا فَثَمَّ اُمُوْرٌ ۔ لِطِوَالِ الرِّجَالِ لَا لِلْقِصَارِ
فَاِذَا لَمْ تَرَ الْھِلَالَ فَسَلِّمْ ۔ لِاُنَاسٍ رَاَوْہُ بِالْاَبْصَارِ

ازین جہت بہ خیال فقیر آمد کہ رسالۂ درین باب تالیف باید کرد کہ قواعد و اصول و لطائف طریقۂ ذکر شریف و مراقبات و فوائد را بہ لفظ مختصر بیان نماید و ماخوذ از رسائل فوق الذکر بود بَلْ اِلٰی حَدٍّ کَثِیْرٍ منقول بہ الفاظ مبارکۂ حضرات باشد۔ تا برادرانِ طریقت و طالبانِ حقیقت فوائد ہا بردارند و بہ موجب اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ برائے فقیر باعثِ ازدیادِ اجر و مرحمتِ پروردگار گردد۔ لِہٰذَا این عاجز مُسْتَعِیْنًا بِاللّٰہِ وَمُتَوَکِّلًا عَلَیْہِ درصددِ تحریرِ این رسالۂ شریفہ گشت۔ چون کہ این لاشی از فرق تا بہ قدم غریقِ احسان ہائے مخدوم انام و مرشد خاص و عام۔ فخر اماثل و اماجد حضرت سیدی الوالد مولانا شاہ محی الدین عبد اللہ ابو الخیر قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ وَاَفَاضَ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِہٖ وَاَسْرَارِہٖ می باشد۔ ہر چہ درین رسالہ از خیر و خوبی پدید آید فَمِنَ اللّٰہِ و ازین التفات آن مصدر الخیرات والبرکات است و ہر چہ از نقص و خطا سر زند فَبِمَا کَسَبَتْ یَدَاہُ وَمِنْ نَفْسِہٖ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ۔ تَجَاوَزَ اللّٰہُ عَنْ سَیِّئَاتِہٖ وَاَقَالَ عَثَرَاتِہٖ وَوَفَّقَہٗ لِابْتِغَاءِ مَرْضَاتِہٖ ۔ ازین جہت اِظْہَارًا لِفَضْلِہِ الْعَظِیْمِ وَتَیَمُّنًا بِاِسْمِہِ الْکَرِیْمِ نام این رسالہ مَنَاہِجُ السَّیْرِ وَمَدَارِجُ الْخَیْرِ نہادہ شد تَقَبَّلَھَا اللّٰہُ بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَاَنْبَتَھَا نَبَاتًا حَسَنًا وَنَفَعَ بِھَا السَّالِکِیْنَ اِلٰی جَنَابِ قُدْسِہٖ وَالْمُتَطَلِّعِیْنَ اِلٰی مَعَالِمِ جَبَرُوْتِہٖ ۔ وَاَقُوْلُ مُسْتَعِیْنًا بِاللّٰہِ وَمُتَوَکِّلًا عَلَیْہِ فَاِنَّہٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِہٖ ۔

با این ہمہ بے حاصلی و ہیچ کسی ۔ درماندہ بہ نارسائی و بوالہوسی
دادیم ترا ز گنج مقصود نشان ۔ گر ما نہ رسیدیم تو شاید برسی

مُقدمہ در بیان آفرینش و خلقتِ انسان

در بیان آفرینش و خِلقتِ انسان۔ غواص بحرِ معنی حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس اللہ

سرّہ بہ وجہ خوب و نہج مرغوب در اواخر دفتر چہارم از مثنوی شریف می فرمایند۔

سالہا مردے کہ در شہرے بود — یک زمان کش چشم در خوابے رود
شہر دیگر بیند او پُر نیک و بَد — ہیچ در یادش نیاید شہر خود
کہ من انجا بودہ ام این شہر نو — نیست آنِ من در اینجا یم گرد
بل چنان داند کہ خود پیوستہ او — ہم درین شہرش بُداست ابداع و خو
چہ عجب گر رُوح موطنہائے خویش — کہ بُداستش مسکن و میلاد پیش
می نیارد یاد کاین دنیا چو خواب — می فرو پوشد چو اختر را سحاب
چند نوبت آزمودی خواب را — خواب دنیا را ہمان بین زابتلا
خاصہ چندین شہر ہا را کوفتہ — گرد ہا از درک او ناروفتہ
اجتہادِ گرم ناکردہ کہ تا — دل شود صاف و ببیند ماجرا
سر برون آرد دلش از بحر راز — اوّل و آخر ببیند چشم باز

اطوار و منازل خلقت آدمی از ابتدا

آمدہ اول بہ اقلیم جماد — وَز جمادی در نباتی اوفتاد
سالہا اندر نباتی عمر کرد — وز جمادی یاد ناورد از نبرد
وز نباتی چُون بہ حیوانی فتاد — نامدش حال نباتی ہیچ یاد
جُز ہمان میلے کہ آرد سوے آن — خاصہ در وقتِ بہار و ضیمران
ہمچو میل کودکان با مادران — سرِّ میلِ خود نہ داند در لبان
ہمچو میل مفرط ہر نو مرید — سوے آن پیرِ جوان بختِ مجید
جزوِ عقلِ این ازان عقلِ کل است — جنبشِ این سایہ زان شاخِ گل است
سایہ اَش فانی شود آخر درو — پس بداند سرِّ میلِ جست و جُو
سایۂ شاخِ درخت اے نیک بخت — کے بجنبد گر نہ جنبد این درخت
باز از حیوان سوے انسانیش — می کشد آن خالقے کہ دانیش
ہمچنین اقلیم تا اقلیم رفت — تا شد اکنون عاقل و دانا و زفت

عقلہائے اوّلینش یاد نیست — ہم ازین عقلش تحوّل کردنی است
تا رہد زین عقل پر حرص وطلب — صد ہزاران عقل بیند بوالعجب
گرچہ خفتہ گشت و ناسی شد زپیش — کے گزارندش دران نسیانِ خویش
باز ازان خوابش بہ بیداری کشند — کہ کند برحالتِ خود ریش خند
کہ چہ غم بود آنچہ می خوردم بہ خواب — چون فراموشم شد احوالِ صواب
چون نہ دانستم کہ غم و اعتلال — فعل خواب است و فریب است و خیال
ہمچنین دنیا کہ حلمِ نائم است — خفتہ پندارد کہ این خود قائم است
تا برآید ناگہان صبحِ اجل — وارہد از ظلمتِ ظنّ و دغل
خندہ اش گیرد ازان غم ہائے خویش — چون ببیند مستقر و جائے خویش

تخلیق حضرت آدم علیہ السلام بہ چہ طور بودہ ۔ از قرآن مجید و احادیث صحیحہ این قدر ثابت است کہ ۔ اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ۔ وَ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ طِیۡنٍ فَاِذَا سَوَّیۡتُہٗ وَ نَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَہٗ سٰجِدِیۡنَ ۔ وَ مَا لَکُمۡ لَا تَرۡجُوۡنَ لِلّٰہِ وَقَارًا وَ قَدۡ خَلَقَکُمۡ اَطۡوَارًا اَلَمۡ تَرَوۡا کَیۡفَ خَلَقَ اللّٰہُ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَّ جَعَلَ الۡقَمَرَ فِیۡہِنَّ نُوۡرًا وَّ جَعَلَ الشَّمۡسَ سِرَاجًا وَ اللّٰہُ اَنۡۢبَتَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ نَبَاتًا ثُمَّ یُعِیۡدُکُمۡ فِیۡہَا وَ یُخۡرِجُکُمۡ اِخۡرَاجًا ۔ و سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ مِنۡ قَبۡضَۃٍ قَبَضَہَا مِنۡ جَمِیۡعِ الۡاَرۡضِ فَجَاءَ بَنُوۡ اٰدَمَ عَلٰی قَدۡرِ الۡاَرۡضِ فَجَاءَ مِنۡہُمُ الۡاَبۡیَضُ وَ الۡاَحۡمَرُ وَ الۡاَسۡوَدُ وَ بَیۡنَ ذٰلِکَ ۔ وَ الۡخَبِیۡثُ وَ الطَّیِّبُ وَ السَّہۡلُ وَ الۡحَزۡنُ وَ بَیۡنَ ذٰلِکَ ۔ و فرمودہ خَلَقَ اللّٰہُ التُّرۡبَۃَ یَوۡمَ السَّبۡتِ وَ خَلَقَ فِیۡہَا الۡجِبَالَ یَوۡمَ الۡاَحَدِ وَ خَلَقَ الشَّجَرَ یَوۡمَ الۡاِثۡنَیۡنِ وَ خَلَقَ الۡمَکۡرُوۡہَ یَوۡمَ الثُّلَاثَاءِ وَ خَلَقَ النُّوۡرَ ۔ و در روایت غیر مسلم خَلَقَ النُّوۡنَ اَیِ الۡحُوۡتَ ۔ یَوۡمَ الۡاَرۡبِعَاءِ وَ بَثَّ فِیۡہَا الدَّوَابَّ یَوۡمَ الۡخَمِیۡسِ وَ خَلَقَ اٰدَمَ بَعۡدَ الۡعَصۡرِ مِنۡ یَوۡمِ الۡجُمُعَۃِ فِیۡ اٰخِرِ الۡخَلۡقِ وَ اٰخِرِ سَاعَۃٍ مِّنَ النَّہَارِ بَیۡنَ الۡعَصۡرِ اِلَی اللَّیۡلِ ۔ و فرمودہ اِسۡتَوۡصُوۡا بِالنِّسَاءِ خَیۡرًا فَاِنَّ الۡمَرۡاَۃَ خُلِقَتۡ مِنۡ ضِلَعٍ وَ اِنَّ اَعۡوَجَ شَیۡءٍ فِی الضِّلَعِ اَعۡلَاہُ فَاِنۡ ذَہَبۡتَ تُقِیۡمُہٗ کَسَرۡتَہٗ وَ اِنۡ تَرَکۡتَہٗ لَمۡ یَزَلۡ اَعۡوَجَ فَاسۡتَوۡصُوۡا بِالنِّسَاءِ خَیۡرًا ۔

و آنچہ علماء کرام در تفاسیر و کتب خود درین باب تفصیلات زیاد بیان فرمودہ اند بیشتر آن مستفاد و ماخوذ از اسرائیلیات است کہ آن یک گونہ اخبار اند لاغیر۔ قصہائے انبیاء ماسبق و اخبار امم سابقہ و تقدیر سالہا تا حضرت آدم علیہ السلام و امثال آن کہ کتب ازان مشحون اند جملہ ازین قبیل است نہ باید گفت کہ درین باب از حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نیز بعض روایات منقول اند۔ چہ ایشان از احبار یہود و امثال عبداللہ بن سلام صحابی و کعب احبار تابعی رضی اللہ عنہما کہ مشرف بہ اسلام شدہ بودند این گونہ اخبار می شنیدند بلکہ استفسار می فرمودند و آن را بیان نمودہ اند۔ بیانے کہ مولائے روم فرمودہ اند بہ ظاہر بہ قانون نشو و ارتقا توافق دارد۔ اگرچہ شیخ یوسف در منہج قوی شرح مثنوی تاویل کردہ اند۔ می نویسند ھٰذَا فِیْ بَیَانِ اَطْوَارِ وَمَنَازِلِ خِلْقَۃِ الْاٰدَمِیِّ مِنَ الْاِبْتِدَاءِ۔ اَلْاَطْوَارُ جَمْعُ طَوْرٍ وَھُوَ الْاُسْلُوْبُ۔ فَاِنَّا نَتَغَذّٰی بِلَحْمِ الْحَیْوَانِ وَھُوَ بِھٰذَا الْاُسْلُوْبِ مِنَ النَّبَاتِ وَالنَّبَاتُ مِنَ الْاَرْضِ فَکَانَ اَبْتِدَاءُنَا مِنَ التُّرَابِ۔ فقیر گوید برائے خاکی بودن انسان احتیاج بہ ذکر اطوار نیست۔ کافی است کہ گفتہ شود کلکم من آدم و آدم من تراب۔ چون قالب از خاک پاک باشد پس دور نبات و دور حیوان از کجا و از بہر چہ۔

عرض امانت

باید دانست چون مشیت پروردگار جلت عظمتہ خواست کہ کمالات اسماء و صفات خود را از پردۂ غیب بر منصۂ شہود جلوہ دہد و اظہار ربوبیت خود فرماید تمام عالم را کہ آن را عالم کبیر گویند از سر عرش تا آخر فرش۔ بہ قدرت کاملہ خود آفرید۔ ارادہ فرمود کہ حلۂ خلافت و اعباء امانت بہ مخلوقے تفویض نماید لیکن سزاوار این عنایت و مستحق این کرامت در مخلوقات کسے نہ بودہ۔ آسمانہا با این ارتفاع و منزلت و زمینہا با این پہنا و عظمت از تادیۂ این خدمت خود را عاجز یافتہ اظہار معذرت کردند اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَاَشْفَقْنَ مِنْہَا وَحَمَلَہَا الْاِنْسَانُ۔

دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند — گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

آسمان بار امانت نہ توانست کشید — قرعۂ فال بہ نام من دیوانہ زدند

چون مخلوقے منفرد اتاب و توانائی این بار عظیم نہ داشت۔ پروردگار حکیم دانا نسخۂ بدیعۂ انسان را

از اجزائے تمام عالم۔ چہ عالم علوی و چہ عالم سفلی۔ بہ نوعے ترکیب داد کہ وے در ذات خود جام جہان نما و عالم کوچک گردید۔

درجستن جامِ جم جہان پیمودم
روزے نہ نشستم و شبے نہ غنودم
ز استاد چو وصف جام جم بشنودم
خود جام جہان نمائے جم من بودم

ازین جا است کہ انسان را خلاصہ ممکنات و عالم صغیر گویند۔ در آیۂ کریمہ سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ بہ این معنی اشارتے رفتہ۔ علما اعلام بہ وضاحت تمام این موضوع را در تالیفات خود بیان فرمودہ اند فقیر قدرے از کلام شیخ اسماعیل حقی از روح البیان بہ صورت اصل و ترجمہ بہ اختصار ایراد می نماید۔

ہرچہ از دلائل قدرت در عالم کبیر است نمودار آن عالم صغیر است کہ آن جسم انسان می باشد
اَيُّهَا الْاِنْسَانُ هَلْ تَزْعَمُ اَنَّكَ جِرْمٌ صَغِيْرٌ وَفِيْكَ انْطَوَى الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ۔

ظاہراً آن اختران قوام ما
باطن ماگشتہ قوام سما
پس بہ صورت عالمِ اصغر توئی
پس بہ معنی عالم اکبر توئی

جمیع آنچہ مفصلاً در عالم است مجملاً در نشأت انسان است۔ از روئے صورت انسان عالم صغیر است اما از روئے صنعت و قدرت مرتبہ انسان بالاتر است و وے عالم کبیر است۔

اے آن کہ تراست ملک اسکندر و جم
از حرص مباش درپئے نیم درم
عالم ہمہ در تست ولیکن از جہل
پنداشتہ تو خویش را در عالم

جسم انسان مثل عرش است و نفس مثل کرسی و قلب مثل بیت معمور و لطائف قلبیہ مثل جنان و قوائے روحانیہ مثل ملائک و دو چشم و دو گوش و دو سوراخ بینی و دو پستان و مخرجین و دہن و ناف این دوازدہ مثل دوازدہ بروج و قوت باصرہ و سامعہ و ذائقہ و شامتہ و لامسہ و ناطقہ و عاقلہ این ہفت مثل کواکب سبعہ سیارہ۔ ریاست کواکب شمس را ہست و قمر مستمد از شمس است ہمچنان ریاست قوای عقل را ہست و نطق مستمد از عقل است اگر یک سال سہ صد و شصت روز دارد جسم انسان ہمان قدر بند دارد اگر در ماہ سی دزی باشد در دہن ہمان قدر دندان اند اگر قمر را بست و ہشت منازل اند در دہن بست و ہشت مخارج اند۔ گوشت مثل زمین است و استخوان مثل کوہ و مغز مثل معادن شکم مثل سمندر و رودہا مثل دریا و رگہا مثل انہار و پیہ مثل گل و مو مثلِ نباتات و تنفس مثل ریاح۔ و کلام مثل رعد و آواز مثل صاعقہ و گریستن مثل باران و خندہ مثل سفیدی روز و غم مثلِ تاریکی شب و خواب مثل مردن و بیداری مثل زندگی و

پیدائش مثل ابتدائے سفر خوردی مثل بہار و جوانی مثل تموز و میانہ سالی مثل خزان و پیری مثل زمستان و موت مثل اتمام سفر۔ سالہائے عمر مثل بلدان و ماہ ہا مثل منازل و اسابیع مثل فراسخ و ایام مثل امیال و انفاس مثل گامہا۔ ہر نفسے کہ می کشد قدمے بہ موت می بردارد

ہر دم از عمر می رود نفسے　　چون نگہ می کنم نماند بسے

لعاب دہن شیرین است و اشک نمکین و آب گوش منتن۔ اخلاق جمیع حیوانات درو است۔ معرفت و صفائے فرشتہ۔ مکر و فریب شیطان۔ شجاعت شیر۔ افساد گرگ۔ صبر خر۔ حیلۂ روباہ۔ تملق پشک۔ کینۂ شتر۔ حرص موش اندوختن مور۔ وفائے سگ و غیر آن دارد۔ علاوہ برین بہ نظر و استدلال و تمیز و انواع حرف و صناعات ممتاز است۔ فَهٰذِهٖ كُلُّهَا آيَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اَنْفُسِنَا فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

اے راز نہ فلک ز وجودت عیان ہمہ　　در دادن تو حاصل دریا و کان ہمہ
پیش تو سر بہ خاک مذلت نہادہ اند　　با آن علوم و مرتبہ روحانیان ہمہ
در گوش کردہ حلقۂ فرمان پذیر تست　　خاک و ہوا و آتش و آب روان ہمہ

چون نسخۂ بدیعۂ حضرت انسان بہ این کمال خوبی و بہ چنین مزایائے جمال و حسن تقویم از کار خانۂ اتقان حضرت مبدع سبحان در دکان بازار امکان بہ ظہور آمد پروردگار جلت قدرتہ مفرق وی رابہ تاج علم بیار است و مفاتیح کنوز حکمت بہ دست وے تفویض نمودہ معز عالم و عالمیان گردانید کروبیان را غیر از اظہار تقصیر خود راہے نہ ماند و عرض کردند سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

ملائک را چہ سود از حسن طاعت　　چو فیض عشق بر آدم فرو ریخت

کلام جمیل از حضرات عالی قدر

حضرات ما قَدَّسَ اللّٰهُ اَسْرَارَهُمْ وَاَفَاضَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ مِنْ بَرَكَاتِهِمْ وَفُيُوْضَاتِهِمْ وَمَعَالِيْ فِيْهِمْ وَاَنْوَارِهِمْ کہ دیدہ ہائے ایشان بہ کحل جواہر معرفت مکحل بودہ و بصائر ایشان از انوار حضرت واجب الوجود روشن و بینا گشتہ۔ فرمودہ اند۔ ذات پاک حضرت واجب الوجود اَلَّذِيْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ بہ عالم و عالمیان ہیچ مناسبت نہ دارد کجا واجب الوجود و کجا حادث۔

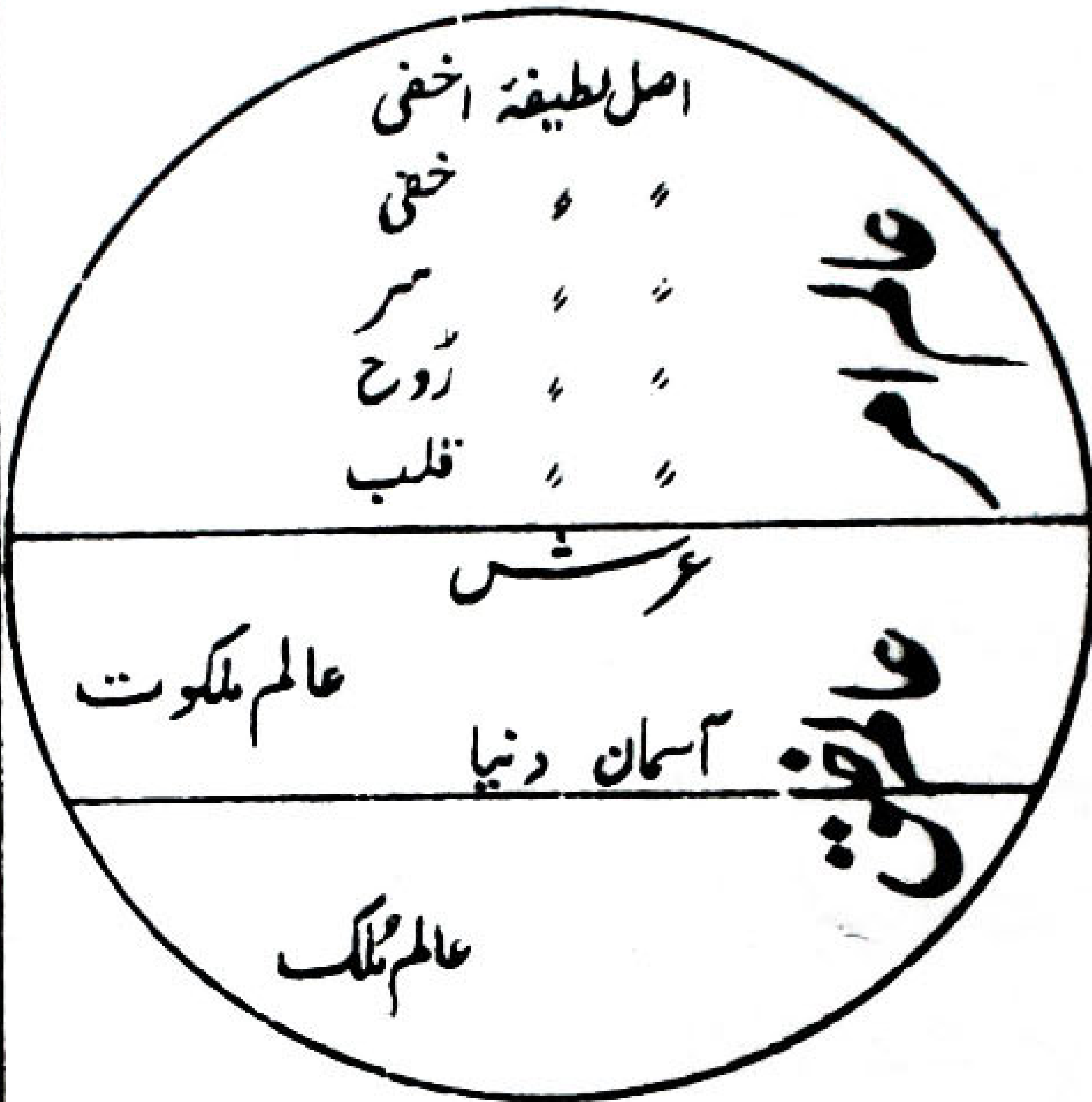
اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بہ پایان رسید عمر
ما ہمچنان در اوّل وصفِ تو ماندہ ایم

او سبحانہ و تعالیٰ بہ کمال استغنا موصوف چنانچہ می فرماید وَاِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ و بندۂ عاجز بہ کمال فقر معروف چنانچہ گفتہ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ۔ ہر چہ در عالم ظہور یافتہ کرشمۂ تجلیات اسمار و صفاتِ اوست۔ اگر اسمار و صفات را تجلیات نہ می بود عالم را وجودے نہ می بود تعینِ اوّل کہ در ذاتِ اَحدیت جلت عظمتہ شدہ آن تعینِ حُبّی است کَمَا وَرَدَ فِی الْخَبَرِ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ و مرکز آن تعینِ حُبی حقیقت جنابِ حبیب ربّ العالمین سیّد الانبیار والمرسلین سیّدنا و شفیعنا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ می باشد کَیْفَ لَا وَقَدْ رَوَی ابْنُ سَعْدٍ عَنْ قَتَادَۃَ مُرْسَلًا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ اَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرَھُمْ فِی الْبَعْثِ۔ وَرِوَایَۃُ اَبِیْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ و علامہ قسطلانی و مُلّا علی قاری و غیر ہما از اکابر علمار گفتہ اند کہ از احادیث صحیحہ این معنی بہ ثبوت رسیدہ کہ حق تعالیٰ بہ محبوب خود خطاب کردہ گفتہ۔ اے حبیبِ من اگر تو نہ می بودی آسمانہا را پیدا نہ کردمے و خدائی خود را بظہور نہ آوردمے۔ وَلِنِعْمَ مَا قَالَہُ سَیِّدِیْ الْعَطَّارُ قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ۔

خواجۂ دُنیا و دین گنجِ وفا
صدر و بدرِ ہر دو عالم مُصطفا
آفتابِ شرع و دریائے یقین
نورِ عالم رحمتہ لِلعالمین
جانِ پاکان خاکِ جانِ پاکِ او
جان رہاکن آفرینش خاکِ او
خواجۂ کونین و سُلطانِ ہمہ
آفتابِ جان و ایمانِ ہمہ
صاحبِ معراج و صدرِ کائنات
سایۂ حق خواجۂ خورشید ذات
ہر دو عالم بستہ بر فتراک او
عرش و کرسی قبلہ کردہ خاکِ او
پیشوائے این جہان و آن جہان
مُقتدائے آشکارا و نہان
مہترین و بہترین انبیار
رہنمائے اصفیا و اولیا
مُہدیِ اسلام و ہادیِ سُبُل
مُفتیِ غیب و امامِ جُزو و کل
حق چو دید آن نورِ مطلق در حضور
آفرید از نور او صد بحر نور
اصلِ معلومات و موجودات بود
نورِ او مقصودِ مخلوقات بود

بہر خویش آن پاک جان را آفرید | بہر او خلق جہان را آفرید
آفرینش را جز او مقصود نیست | پاک دامن تر از و موجود نیست

دائرۂ امکان



عالم کبیر کہ آن را دائرۂ امکان گویند وعبر بالدائرۃ لِتَسَاوِیْ اَطْرَافِہَا لِاَنَّ الْحَلْقَۃَ الْمُفْرَغَۃَ لَا یُدْرٰی اَیْنَ طَرَفَاہَا۔ دو حصہ دارد۔ وہر حصہ مستقل عالم است۔ نصف فوقانی را عالم امر گویند و نصف تحتانی را عالم خلق۔ تسمیۂ اول بہ امر ازان است کہ بہ مجرد حکم وامر پروردگار بہ ظہور آمدہ۔ محتاج بہ مدت و درنگ نہ بودہ۔ اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ دلالت برین مدعا می کند۔ اصول و حقائق تمام ممکنات وارواح کل ذی نفس درین عالم قرار دارد و تعلق عالم مثال و عالم ارواح بہ ہمین عالم است۔ واین عالم نور است کہ بالائے عرش مجید واقع است۔ از مقام اصل لطیفۂ قلب شروع شدہ تا آخر مقام اصل لطیفۂ اخفی رسیدہ بہ لامکانیت متحقق می شود۔ و تسمیۂ آخر بہ خلق ازان است کہ تخلیق او وابستہ بہ اسباب و علل گشتہ و تعلق بہ مدت و زمانہ دارد و بہ قانون نشو و ارتقا ظہور یافتہ۔ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ مشیر بہ این معنی است۔ ایام ستہ کہ در کریمہ ذکر شدہ از کدام قبیل است۔ آیا از قسم ایام معہودۂ این معمورہ است۔ یا از نوع وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ یا از جنس تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ یا ازین ہم کلان تر۔ لَا یَعْلَمُہٗ اِلَّا اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ ذوات واجسام تمام ممکنات درین عالم قرار دارد عرش۔ کرسی۔ لوح۔ قلم۔ جنت۔ دوزخ۔ کواکب۔ آسمانہا۔ زمینہا۔ ملائک۔ جن۔ انس۔ جمیع حیوانات۔ نباتات۔ جمادات۔ ہوا۔ آب۔ آتش۔ خاک۔ حرارت۔ برودت بہ این عالم تعلق دارد

واین را عالم اجسام نیز گویند۔ از سرِ عرش شروع شدہ تا آخر فرش بہ انتہامی رسد۔ واین عالم دو حصہ دارد۔ از اسفل سافلین تا زیرِ آسمان دُنیا۔ عالمِ مُلک است۔ واز سماءِ دُنیا تا انتہائے عرش مجید عالم ملکوت است۔

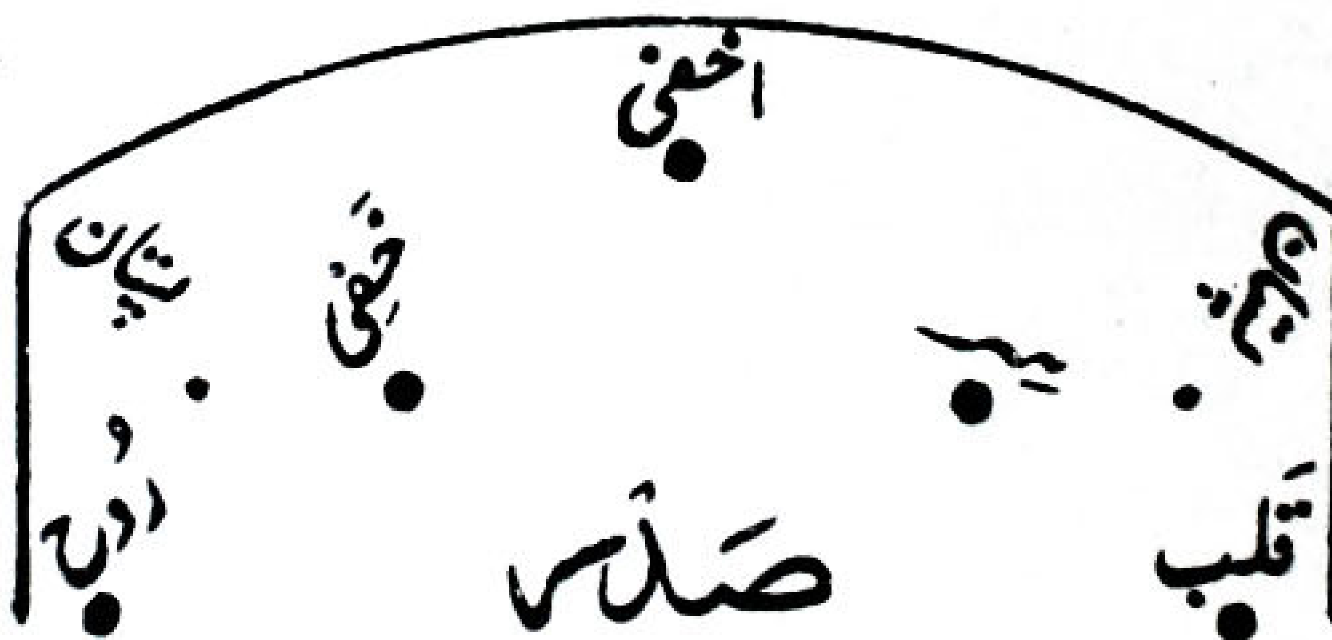
باید دانست عرش مجید در عالم خلق است وَعَلَیْهِ یَنْتَهِیْ عَالَمُ الْخَلْقِ ومقام اصل لطیفۂ قلب از عالم امر است وَمِنْهُ یَبْتَدِیْ عَالَمُ الْاَمْرِ۔ وفراغے کہ مابین مقام اصل لطیفۂ قلب وعرش مجید است آن برزخ است۔ زیرا کہ ہر آن حاجزے کہ مابین دو چیز باشد آن را برزخ گویند۔ چنانچہ زمانے کہ از موت تا نشر است آن را برزخ گویند چہ آن در حیات دنیوی وحیات اُخروی حاجز است۔ در برزخیت آن فراغ کلامے نیست۔ اگرچہ بہ اعتبار بعض وجُوہ عرش مجید یا مقام اصل لطیفۂ قلب نیز برزخ معنوی می تواند شد۔ چنانچہ در کلام بعض بزرگواران اطلاق برزخ بر ہر یکے ازین دو شدہ۔ حضرت شیخ عبد الاحد قدس سرہ می نویسند۔ "فوق عرش مجید وتحت اصول دیگر اصل قلب است لہذا قلب را برزخ درمیانِ عالم خلق و امر فرمودہ اند چہ منتہائے خلق عرش مجید است۔ و بہ این وجہ کہ عرش منتہائے عالم خلق است درروئے بہ امر دارد ویرا بہ برزخ گفتہ اند" انتہی۔ فقیر گوید می تواند شد کہ تسمیہ عرش مجید یا مقام اصل قلب بہ برزخ از قبیل تَسْمِیَةُ الشَّیْءِ بِالْمُتَّصِلِ اَوِ الْمُجَاوِرِ باشد لِاَنَّهُمَا عَلٰی طَرَفَیِ الْبَرْزَخِ۔ بعض افراد کہ از تحقیقات حضرات ناواقف اند وبہ کُنہِ کلامِ آن بزرگواران نارسیدہ اند عرش مجید را از عالم خلق خارج کردہ از عالم امر قرار دادہ اند۔ وعجب تر آن کہ بعض بے خبران عالم خلق را تمام دائرۂ امکان گفتہ اند وعالم امر را دائرۂ ظلال قرار دادہ اند ودائرۂ تجلیات اسماء وصفات را در مقام دائرۂ ظلال تصور کردہ اند۔ حالانکہ عالم امر از دائرۂ امکان است ودائرۂ ظلال دائرۂ دوم است کہ سیر آن بہ ولایت صغریٰ تعلق دارد ودائرۂ تجلیات اسماء وصفات دائرۂ سوم است کہ سیر آن بہ ولایت کبریٰ تعلق دارد۔ كَمَا سَيَاتِيْ بَيَانُ هٰذِهِ الدَّوَائِرِ فِيْ مَا بَعْدُ۔

باید دانست ہرچہ کہ از زیر فرش تا سر عرش در عالم خلق وجود دارد آن را حقیقتے واصلے در عالم امر لابدی است۔ چونکہ عالم بہ تمام وکمال مظاہر تجلیات اسماء وصفات واجبی است لہذا ہر شئے کہ در عالم بہ ظہور آمدہ است یا خواہد آمد وابستہ است بہ تجلی صفتے از صفات غیر متناہیہ حضرت واجب الوجود تعالیٰ وتقدس۔ خواہ این وابستگی بالاصالت بہ تجلی صفات

باشد یا بالوساطت باشد چہ اصولِ عامۂ خلائق از سبب فتور وکم ظرفی وقصور ہمت تاب تجلیات اسماء وصفات نہ دارد بلکہ اولاً ارتباط بہ ظلال تجلیات صفاتیہ پیدا می کنند۔ وبہ انوار آن ظلال برومند شدہ دقوتِ پرواز پیدا کردہ خود را تا اسرار وقاتِ تجلیات می رسانند۔ ہرچہ اصول نفوس زکیہ وقدسیہ حضرات انبیاء وملائکہ علیہم السلام اند پس لِصَفَاءِ سَرِیْرَتِهَا وَقُوَّةِ جِلَائِهَا وَعُلُوِّ اِسْتِعْدَادِهَا احتیاج بہ مساعدۃ ووساطۃ ظلال نہ دارند بلکہ بالاصالت وابستہ بہ تجلیات اند۔ اِمَّا بِدُوْنِ امْتِزَاجِ التَّجَلِّیِ الذَّاتِیِ وَذٰلِكَ لِلْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ وَاِمَّا بِالْاِمْتِزَاجِ وَذٰلِكَ لِلْمَلَائِكَةِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ

لطائفِ عشرہ

فرمودہ اند کہ نسخۂ عزیزۂ انسان از اجزائے ہر دو عالم ترکیب یافتہ است۔ وے مرکب از دہ اجزاء است کہ آن را حضرات مالطائف می نامند پنج از عالم امر کہ آن قلب و روح وسر و خفی واخفی اند کہ آن باطن انسان است وپنج از عالم خلق کہ آن نفس وباد وآب وآتش و خاک می باشند کہ آں ظاہر انسان است۔ چون حق تعالیٰ جلّ شانہٗ ارادہ فرمود کہ بارِ امانت و حلۂ خلافت بہ انسانِ ضعیف البنیان تفویض نماید۔ عناصرِ خمسۂ عالم خلق را بہ اصول آنہا کہ لطائفِ خمسۂ عالم امر اند معزز ومقوی فرمود۔ ہر اصل را با فرع خود تعلق وتعشق بخشید و از فوق العرش فرود آوردہ در موضع صدر کہ محل علم وعرفان وجائے شرح ونور ایمان می باشد بمقام خاص کہ ہر یکے را بہ آن مقام مناسبتے بود۔



متمکن ساخت۔ چنانچہ لطیفۂ قلب را کہ اصلِ لطیفۂ نفس بودہ زیر پستانِ چپ بہ فاصلۂ دو انگشت قدرے مائل بہ پہلو در مضغہ کہ قلب صنوبرش خوانند جائے دادند صنوبر بقش برائے آن گویند کہ مانند ثمر صنوبر مقلوب است۔ ولطیفۂ روح را کہ اصل لطیفۂ باد بودہ ومقام او در عالم امر بالاتر از مقام قلب بودہ از اصحاب یمین ساختہ زیر پستانِ راست بہ فاصلۂ دو انگشت قدرے مائل بہ پہلو جائے دادند۔ ولطیفۂ سر را کہ اصل لطیفۂ

آب بودہ و مقام او در عالم امر بالاتر از رُوح بودہ بہ محاذاتِ پستانِ چپ درمیان قلب و وسطِ سینہ جائے دادند۔ و لطیفۂ خفی راکہ اصل لطیفۂ آتش بودہ و مقام او در عالم امر بالاتر از سر بودہ از اصحاب یمین ساختہ بہ محاذاتِ پستان راست درمیان روح و وسطِ سینہ جائے دادند و لطیفۂ اخفیٰ راکہ اصل لطیفۂ خاک بودہ و مقام او در عالم امر بالاتر از خفی بودہ و احسن و اجمل لطائف امر و اقرب بہ حضرت اطلاق می باشد در وسط سینہ کہ مرکز است و مناسبتِ تام بہ حضرت اجمال دارد جائے دادند۔ این لطائف خمسہ چُون فروع خود را معین و مددگار شدند و در صدر قرار گرفتند پایۂ انسان از جمیع مخلوقات بلند شد۔ و در عالم کبیر عالم اکبر ظہور یافت۔

ہر دو عالم قیمتِ خود گفتۂ　　　نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

فرمودہ اند لطائف عالم امر انوار مجردہ بودہ اند۔ ہر یکے را نورے است علیحدہ۔ نور قلب زرد است و نور رُوح سُرخ و نور سر سفید و نور خفی سیاہ و نور اخفیٰ سبز۔ چُون انسان مورد انوار و موضع اسرار گردید حُلۂ خلافت بر تن وے بیاراست و تاج علم و دانش بر مفرق وے زیب داد۔ و بہ اوصاف خداوندی متصف گشت و بار امانت را متحمل شدہ ظِلُّ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِیْنَ وَخَلِیْفَۃُ اللّٰہِ فِی الْعٰلَمِیْنَ قرار یافت۔

چُون مرتبۂ ہیئتِ وحدانی لطائف عشرہ در علم و فضل و قوت و کمال از سکانِ عالم بالا بلند شد ایشان از گفتۂ خود أَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ خجالت کشیدہ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا گفتہ پیش وے سر بہ سجدہ نہادہ اعتراف فضل و شرف وے کردند۔ این است اصل انسان و این است حقیقت مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ و این است بیان اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ۔ پیر ہرات حضرت عبداللہ انصاری قدس سرہ می فرمایند وحدت صفت ذات با کمال اوست۔ و قدرت دلیل عظمت و جلال اوست۔ خواست کہ قدرت خود بیند عالم آفرید و خواست کہ خود را بیند آدم آفرید۔

خواست تا جلوہ دہد صورت خود را معشوق　　　خیمہ بر معرکۂ آب و گلِ آدم زد

وَھٰذَا ھُوَ مَحَلُّ التَّذْکِیْرِ وَالْعِبْرَۃِ فِی الْاٰیَۃِ الْکَرِیْمَۃِ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اَیْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ بِبَصَائِرِکُمُ الْاٰیَاتِ الْعَظِیْمَۃَ وَالْاَسْرَارَ اللَّطِیْفَۃَ وَالْاَنْوَارَ الْعَجِیْبَۃَ وَاللَّطَائِفَ الشَّرِیْفَۃَ الْمُسْتَکِنَّۃَ فِیْ صُدُوْرِکُمُ الْمُوْدَعَۃَ فِیْ نُفُوْسِکُمْ فَھَلْ مِنْ مُسْتَمِعٍ وَھَلْ مِنْ قَلْبٍ ذَاکِرٍ وَرُوْحٍ شَائِقٍ وَسِرٍّ تَائِقٍ وَخَفِیٍّ خَاضِعٍ

وَاَخْفیٰ خَاشِعَہٖ۔

نے فلک راست مسلّم نے ملک راست حاصل — آنچہ در سرِ سُوَیدا ہے بنی آدم است

چوں لطائف خمسۂ امراز اصل مقام خود دور افتادند و در ہیکلِ ظلمانی با فروع خود ہمکنار شدند و بہ سلسلۂ عشق و محبت در پیکرِ انسانی گرفتار ماندند۔ نورانیت و لمعانیتِ خود را در باختہ بہ رنگ لطائف خلق بے نور گشتند۔ مثنوی۔

پایۂ آخر آدم است و آدمی — گشت محروم از مقام بندگی
گر نہ گردد باز مسکین زین سفر — نیست از وے ہیچ کس محروم تر

این لطائف خمسۂ منورہ فی الحقیقت از درجاتِ ولایت پنج درجات اند کہ ہر درجہ راہ موصل است بہ حضرت ذات عَلِیَّہ تعالت و تقدست۔ چون کہ ارشادِ عباد بہ مسالک ہدیٰ و رشاد منوط بہ ذات حضرات انبیا و رسل علیہم السَّلام است۔ ہمان راہ راہِ ہدیٰ است کہ مختار و مسلوک ایشان بودہ و این لطائف خمسہ آن پنج طرق اند کہ انبیاء اولوالعزم ازان مَسالک در مقام ولایت بہ مقصود رسیدہ اند۔ مسلکِ اول لطیفۂ قلب است و آن اول مقام است از عالمِ اُمر و اقرب است بہ عالمِ خلق۔ تعلق و ارتباط این لطیفہ بہ تجلی صفت تکوین است کہ آن صفتِ اضافیۂ حق تعالیٰ است و آن صفت فعل و خلق و تخلیق و ایجاد و احداث و اختراع می باشد۔ ایجادِ ممکنات با این صفت متعلق است۔ ازین جا است کہ مقام اصل لطیفۂ قلب را قلب کبیر و حقیقتِ جامعۂ انسانی گویند۔ این لطیفۂ شریفہ برائے لطائف دیگر از عالم امر بہ منزلۂ بُنیہ و مُنگہ است و مدارِ کار لطائف امر بر تجلیہ و تصفیۂ این لطیفۂ جامعہ است۔ و مقام این لطیفۂ شریفہ در جسدِ انسانی در قلب صنوبری واقع شدہ است کہ صلاح و فساد جسد مربوط بر صلاح و فساد وے است۔ فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔ در لطائفِ عالمِ خلق لطیفۂ نفس را تعلق و ارتباط بہ اصل لطیفۂ قلب است کَمَا ذَکَرْتُہٗ مِنْ قَبْلُ۔ لذا لطیفۂ نفس برائے لطائفِ دیگر از خلق بہ منزلۂ لُب و رُب است۔ ازین جا است کہ صاحبزادگان حضرت مجدد قدس اللّٰہ اسرارہم بعد از تصفیۂ قلب بہ تزکیۂ نفس می پرداختند و می فرمودند کہ تصفیۂ لطائف دیگر در ضمن این دو لطیفۂ رئیسیہ حاصل می شود۔ اما طریقۂ حضرت مجدد قدس سرہ سیر تفصیلی بودہ کہ

به تزکیهٔ جمیع لطائف می پرداختند۔ وصول حضرت آدم علیه السلام از راه این لطیفهٔ شریفه شده است ازین جهت این لطیفه را زیر قدم حضرت ایشان علیه السلام می گویند چه اوّل سالک برین راه حضرت ایشان بوده اند۔ کسے که وصول او به جناب قدس ازین راه شود او را آدمی المشرب گویند او را استعداد سیر یک درجه از درجات پنجگانهٔ ولایت می باشد۔

مسلک دوم۔ لطیفهٔ رُوح است که تعلق و ارتباط به تجلی صفات ثبوتیهٔ الٰهیه دارد ۔ و نسبت به صفت تکوین که صفت اضافیه می باشد یک گام به حضرت ذات تعالت و تقدست قریب تر است وصول حضرت نوح و حضرت ابراهیم علیهما السلام از راه این لطیفهٔ شریفه شده است ازین جهت این لطیفه را زیر اقدام حضرات ایشان می گویند کسے که وصول او ازین راه شود او را ابراهیمی المشرب گویند او را استعداد حصُول دو درجه از درجات پنجگانهٔ ولایت می باشد۔

مسلک سوم لطیفهٔ سر است که تعلق و ارتباط به تجلی شیونات ذاتیهٔ الٰهیه دارد۔ و نسبت به صفات ثبوتیه یک گام به حضرت ذات قریب تر است ۔ وصول حضرت موسیٰ علیه السلام از راه این لطیفهٔ شریفه شده است ازین جهت این لطیفه را زیر قدم حضرت ایشان می گویند کسے که وصول او ازین راه شود او را موسوی المشرب گویند۔ او را استعداد حصول سه درجه از درجات پنجگانهٔ ولایت می باشد۔

مسلک چهارم لطیفهٔ خفی است که تعلق و ارتباط به تجلی صفات سلبیّهٔ تنزیهیه دارد و نسبت به شیونات ذاتیه یک گام به حضرت ذات قریب تر است وصول حضرت عیسیٰ علیه السلام از راه این لطیفهٔ شریفه شده است ازین جهت این لطیفه را زیر قدم حضرت ایشان می گویند۔ کسے که وصول او ازین راه شود او را عیسوی المشرب گویند او را استعداد حصول چهار درجه از درجات پنجگانهٔ ولایت می باشد۔

مسلک پنجم لطیفهٔ اخفی است که تعلق و ارتباط به تجلی شانِ جامع دارد که مثل برزخ است درمیانِ مرتبهٔ تنزیهیّه و احدیّتِ مجرّده ۔ این لطیفهٔ شریفه که احسن و اجلِ لطائف و اقرب به حضرت اطلاق است در وسطِ سینه که مناسبتِ تام به حضرت اجمال دارد جائے دارد۔ وصول حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین سیدنا و شفیعنا محمد صلی الله علیه وسلم از راه این لطیفهٔ شریفه شده است۔ کسے که وصول او ازین راه شود او را محمدی المشرب گویند۔ او را استعداد تمام مراتب پنجگانهٔ ولایت می باشد۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

اختلاف مشارب وتعدد مسالک از برائے تیسیر است بر عباد لاختلاف العزائم والقوی الکامنۃ فی العباد۔ واین رحمت بے غایت پروردگار است لکلٍ جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن لیبلوکم فی ما اٰتٰکم فاستبقوا الخیرات۔

باید دانست کہ برائے وصول بہ مقصود ہر یکے ازین طرق خمسہ وافی وکافی است۔ اگرچہ در فضل وشرف وتفاوت درجات متفاوت اند تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجات۔ ہر چند کہ بہ لامکانیت قریب تر در شرف بالاتر۔ کسانے کہ دو مراتب یافتہ اند از اصحاب یک امتیاز دارند وہمچنان اصحاب سہ از اصحاب دو۔ واصحاب چہار از اصحاب سہ۔ واصحاب پنج از اصحاب چہار۔ وتعین مراتب وتخصیص مشارب امر موہبتی است۔ کسب را دران اختیار نیست اللھم الا بہ قسر شدید کشش نزاند از پیر کامل۔ ع این کار دولت است کنون تا کرا رسد۔ این طرق ومراتب خمسہ بہ منزلت ابواب ثمانیۂ بہشت برین اند۔ کہ ہر باب برائے دخول بہ حضیرۂ رضا واوج قبول کافی ووافی است۔ ہر باب مخصوص بہ گروہے باشد۔ وکسانے باشند کہ استحقاق دو باب داشتہ باشند۔ وکسانے از سہ وکسانے ازین بیش تا آن کہ کسانے باشند کہ از ابواب ثمانیہ برائے ایشان صدائے خوش آمدید وکلمات ترحیب اھلاً وسھلاً ومرحبا بلند خواہد شد سردار دو جہان سید انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند۔ من کان من اھل الصلاۃ دعی من باب الصلاۃ ومن کان من اھل الجھاد دعی من باب الجھاد ومن کان من اھل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ ومن کان من اھل الصیام دعی من باب الریان فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ ما علی احد یدعی من تلک الابواب من ضرورۃ فھل یدعی احد من تلک الابواب کلھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم وارجو ان تکون منھم یا ابابکر انتھی واللہ یختص برحمتہ من یشاء۔

وباید دانست آنچہ حضرات ما قدس اللہ اسرارہم وافاض علینا من برکاتہم ولایت لطائف خمسہ را بہ حضرات انبیاء الوالعزم منسوب می فرمایند معنیش آن است۔ قربے کہ سالک را در ہریک لطائف خمسہ حاصل می شود آن تابع وبہ منزلۂ ظل آن قرب است کہ انبیاء علیہم السلام را در مقام

ولایت حاصل شده است مقامِ نبوتِ آن سروران راشانِ دیگر است که در ازار آن علوم و معارف ولایت ہیچ مناسبت نه دارد۔ حضرت شاہ غلام علی قدس سره در مکتوبے نوشته اند۔ زیر قدم بودنِ لطیفه یکے از انبیا علیہم السلام به آن معنی است که صفتے از صفات حقیقتاً مُربّی آن نبی است صلی اللہ علیه و آله وسلم و آن صفتِ جُزئیاتِ بسیار دارد که یک جزئی آن مُربّی سالک است الخ تشریح این کلام به نہجے است که حق تعالیٰ جلّ مَجدُهٗ را غنارِ ذاتی مسلم است۔ او تعالیٰ و تقدس به عالم و عالمیان ہیچ مناسبت نه دارد ہر چه به ظہور رسیده کرشمهٔ تجلیاتِ اسمار و صفاتِ آن بے نیاز است که به واسطهٔ آن ہر آن و ہر جا تازه فتوحات و فیوضات به تمام کائنات می رسد۔ چون عالم بتمامه مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰی آخِرِهٖ مظہر اسمار و صفاتِ واجبی است لہذا ہر فرد از افراد انسان لاَ مَحَالَة مظہر صفتے است از صفات غیر متناہیه او تعالیٰ و تقدس۔ و ہر صفت به رنگ کُلّی است که جُزئیات کثیرهٔ غیر متناہیه دارد چه ہر صفت را تجلیاتِ بے شمار است و ہر تجلی را ظلالِ بے اندازه و ہر ظل را نقاطِ بے عدد و بے پایان۔ تعلق و ارتباط حضرات انبیا علیہم السلام به کلیات است و تربیت ایشان به آنہا شده۔ و تعلق و ارتباط سائرِ ناس به ظلال و نقاط ظلال است که به منزلهٔ جُزئیات می باشند و تربیت ایشان از ان جزئیات شده۔ صفتِ تکوین که منشار صدور افعال است رَبّ حضرت آدم است علیه السلام تربیت ایشان به این صفت شده کسے که تربیت او از جُزئیات این صفت شده آن جُزئی مبدأ تعین او ست و او را آدمی المشرب گویند و لایت او زیر قدم حضرت آدم است علیه السلام و وصولِ او از رہِ لطیفهٔ قلب است۔ و تربیت حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما السلام از صفات ثبوتیه است خصوصاً از صفت علم که اجمع صفات ذاتیه است۔ و تربیت حضرت موسیٰ علیه السلام از شیونات ذاتیه است و شان الکلام رب ایشان است و تربیت حضرت عیسیٰ علیه السلام صفات سلبیه است که موطن تقدیس و تنزیه است۔ و تربیت حضرت خاتم الرسل علیه و علیہم الصلوات والتسلیمات از جامع صفات و شیونات و تقدیسات و تنزیہات است که مرکز دائرهٔ این کمالات است و در مرتبهٔ صفات و شیونات تعبیر از ان به شان العلم مناسب است که این شان عظیم الشان جامع جمیع کمالات است۔ کسانے که از جُزئیات این مقامات تربیت یافته اند آن جزئیات مبادیِ تعیُّناتِ ایشان است و مشارب ایشان ابراہیمی یا موسوی یا عیسوی یا محمدی می باشد۔ سیرِ محمدی المشرب به ترتیب از قلب به رُوح و از روح به سر و از سر به خفی و از خفی به اخفیٰ به حضرتِ اَحَدِیت بر شاہ راهِ مستقیم

واقع است کہ پنجگانۂ عالم امر را بہ ترتیب طے نمودہ۔ در اصولِ اینہا و باز در اصولِ اصول ہمیں ترتیب را مرعی داشتہ کار را بہ انجام می رسانند۔ بہ خلافِ اصحابِ ولایاتِ دیگر کہ گویا از ہر درجہ نقبے کندہ خود را تا بہ مطلوب می رسانند۔ شک نیست کہ افعال و صفات و شیونات و تنزیہات از ذات او تعالیٰ و تقدس منفک نیست اگر انفکاک است در ظلال است۔ پس دراں موطن واصلانِ افعال و صفات و شیونات و تنزیہات را نیز نصیبے از تجلیات ذات بے چوں تعالیٰ و تقدس حاصل خواہد شد اگرچہ صاحب اخفیٰ را در علو و سفل امتیازے حاصل است۔

باید دانست کہ بعثت انبیاء علیہم السلام بہ عالم خلق است و دعوت ایشاں مقصود بر عالم خلق ساختہ اند۔ لہٰذا مکلف اجزائے خلق اند کہ قالب است۔ تنعماتِ بہشت و آلام دوزخ و دولتِ دیدار و بے دولتی حرماں ہمہ وابستہ بہ خلق است امر را بہ آں تعلق نیست تعلق فرائض و واجبات و سنن بہ قالب و اجزائے خلق است۔ نصیب اجزائے عالم امر از اعمال نافلہ است۔

باید دانست سیر سالک در دائرۂ امکان و در دائرۂ ظلال کہ آں را ولایتِ صغریٰ گویند سیر الی اللہ می باشد و از اصل مبدأ تعین اعنی از دائرۂ ولایت کبریٰ از تجلیاتِ اسماء و صفات تا تجلیاتِ ذات و حضرتِ اَحَدیّتِ مجردہ سیر سالک را سیر فی اللہ گویند و چوں ازاں جا رجوع واقع شود آں را سیر عن اللہ گویند۔

و باید دانست کہ معنی وصول از راہ یکے از لطائف خمسہ مبارکہ آن است کہ ورود فیض براں لطیفہ شریفہ بیشتر می باشد لذتے و حلاوتے و طمانینتے کہ در آں لطیفہ شریفہ می باشد از اں گونہ احوالِ خصوصی در لطائف دیگر نہ می یابد۔ و معنی تہذیب لطائف شریفہ آں است۔ کہ لطائف بہ کیفیات و احوال ماسبق برسند نورانیت خود را دریابند و کارخانہ باطن از سر نو تازہ و روشن گردد۔ ابتدا از لطیفۂ قلب می شود۔ چوں لطیفہ اصل خود را بہ یاد می آرد۔ آتش شوق دیدار در می گیرد۔ قصدِ طیراں بہ اصل مقامِ خود می نماید تا بہ اصل خود بپیوندد۔ از غایت شوق شعلۂ رو می نماید کہ آں را حضرات مافتح باب می گویند رفتہ رفتہ ایں شعلہ قوی و بلند تر می شود تا آں کہ از قفسِ عنصری می بر آید۔ و ہمیں معنی مراد است آنکہ گویند لطیفہ از قالب برآمد۔ آں زماں از لطیفہ تا اصلِ مقامِ او کہ بالائے عرش برین است راہے کشادہ از نور ظاہر می گردد و بعضے افراد منارۂ از نور معلوم می کنند تا بہ اصل خود می پیوندد۔ و معلوم باد کہ از وقت برآمدنِ لطائف از قالب و تا وصول آنہا بہ اصول خود و قیام نمودن آنہا دراں

مواطن سالک انوار لطائف را بیرونِ سینۂ خود مشاہدہ می کند۔ و ایں الحضرات را سیرِ آفاقی گویند چوں لطائف به اصول خود می رسند و دراں مواطن قیام می نمایند سیرِ انفسی شروع می شود۔ آں زماں سالک ہرچہ می بیند من الانوارِ والاسرارِ۔ درونِ سینۂ خود می بیند و بہ سرِّ کریمہ سَنُرِیْهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ می رسد۔

حضرت مجدد قدس سرہٗ می نویسند۔ قلب از عالم امر است او را به عالم خلق تعلق و تعشق دادہ بہ عالم خلق فرود آوردہ اند و بہ مضغۂ کہ در جانب چپ است تعلق خاص بخشیدہ اند در رنگِ آں کہ بادشاہ را بہ کنّاس تعشق پیدا می شود و بہ سبب آں در منزلِ کنّاس نزول نماید و روح کہ الطف از قلب است از اصحابِ یمین است و لطائف ثلاثہ کہ فوق لطیفۂ روح اند بہ شرفِ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا مشرف اند ہر چند لطیف تر بہ وسط مناسب تر الّا اَنَّ السِّرَّ وَالْخَفِيَّ عَلٰى طَرَفِي الْأَخْفٰى اَحَدُهُمَا عَلَى الْيَمِيْنِ وَالْآخَرُ عَلَى الشِّمَالِ و نفس مجاور حواس است تعلق بہ دماغ دارد و ترقی قلب منوط است بہ وصولِ او درمقام روح و بہ مقام ما فوق روح و ہمچنیں ترقی روح و ما فوقِ او مربوط است بہ وصول آنہا بہ مقامات فوقانی لیکن ایں وصول در ابتدا، بہ طریقِ احوال است و در انتہا بہ طریقِ مقام و ترقی نفس بہ رسیدن او ست در مقام قلب بہ طریقِ احوال در ابتدا، و بہ طریق مقام در انتہا و در آخر کار ایں لطائف ستہ بہ مقام اخفیٰ می رسند و ہمہ بہ اتفاق قصدِ طیراں بہ عالمِ قدس می نمایند و لطیفۂ قالب را خالی و تہی می گزارند امّا ایں طیراں نیز در ابتدا بہ طریقِ احوال است و در انتہا بہ طریقِ مقام وَحِيْنَئِذٍ يَحْصُلُ الْفَنَاءُ و موتے کہ پیش از موت گفتہ اند از ایں جدائی لطائفِ ستّہ است از لطیفۂ قالب۔ و می نویسند۔ لازم نیست کہ جمیع لطائف در مقامے جمع شوند و از انجا طیراں نمایند گاہ باشد کہ قلب و روح ہر دو بہ اتفاق این کار کنند و گاہے ہر سہ و گاہے ہر چہار و آنچہ اوّل مذکور شد اتم و اکمل است و مخصوص بہ ولایت محمدی علیہ و آلہ الصلوات و التسلیمات و ما عدائے او قسمے از اقسام ولایت است۔ و نوشتہ اند۔ بعد از مفارقت لطائفِ ستّہ و عروج آنہا در عالم امر ہر آئینہ خلیفۂ آنہا دریں عالم ہمیں بدن خواہد ماند و کار ہمہ آنہا خواہد کرد بعد ازیں اگر الہام است بر ہمیں مضغہ است کہ خلیفۂ حقیقتِ جامعۂ قلبیہ است۔ و آنچہ در حدیثِ نبوی علیہ الصلاۃ و السلام آمدہ است مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ مراد ازیں قلب وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ ہمیں مضغہ است و در احادیث دیگر این مراد متعین است کما قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ

وَالسَّلَامُ اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِىْ عروض غَيْنِ بر مضغه است نه بر حقیقت جامعه که او بہ کلیہ از غین بر آمده است و در احادیث دیگر آمده از تقلب قلب کما قال علیہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ۔ الحديث وَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ كَرِيْشَةٍ فِىْ اَرْضٍ فَلَاةٍ۔ الحديث وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِىْ عَلٰى طَاعَتِكَ۔ وَالتَّقَلُّبُ وَعَدَمُ الثُّبَاتِ ثَابِتَةٌ لِهٰذِهِ الْمُضْغَةِ لِاَنَّ الْحَقِيْقَةَ الْجَامِعَةَ لَا تَقَلُّبَ لَهَا اَصْلًا بَلْ هِىَ مُطْمَئِنَّةٌ رَاسِخَةٌ عَلَى الْاِطْمِيْنَانِ۔ وَالْخَلِيْلُ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَيْنَمَا طَلَبَ اِطْمِيْنَانَ الْقَلْبِ اَرَادَ بِهِ الْمُضْغَةَ لَا غَيْرُ لِاَنَّ قَلْبَهُ الْحَقِيْقِىَّ قَدْ كَانَ مُطْمَئِنًّا بِلَا رَيْبٍ بَلْ نَفْسُهٗ اَيْضًا كَانَتْ مُطْمَئِنَّةً بِسِيَاسَةِ قَلْبِهِ الْحَقِيْقِىِّ۔ قَالَ صَاحِبُ الْعَوَارِفِ قُدِّسَ سِرُّهٗ اِنَّ الْاِلْهَامَ صِفَةُ النَّفْسِ الْمُطْمَئِنَّةِ الَّتِىْ عَرَجَتْ فِىْ مَقَامِ الْقَلْبِ وَاِنَّ التَّلْوِيْنَاتِ وَالتَّقْلِيْبَاتِ حِيْنَئِذٍ تَكُوْنُ صِفَاتُ النَّفْسِ الْمُطْمَئِنَّةِ وَهُوَ كَمَا تَرٰى مُخَالِفٌ لِلْاَحَادِيْثِ الْمَذْكُوْرَةِ وَلَوْ تَيَسَّرَ الْعُرُوْجُ مِنْ هٰذَا الْمَقَامِ الَّذِىْ اَخْبَرَ الشَّيْخُ عَنْهُ تَعْلَمُ الْاَمْرَ كَمَا هُوَ عَلَيْهِ وَلَاحَ صِدْقُ مَا اَخْبَرْتُ بِهٖ وَطَابَقَ الْكَشْفُ وَالْاِلْهَامُ بِالْاَخْبَارَاتِ النَّبَوِيَّةِ عَلٰى صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِيَّةُ۔ وَلَقَدْ تَعْلَمُ اَنَّ مَا اَخْبَرْتُ بِهٖ مِنْ خِلَافَةِ الْمُضْغَةِ وَوُرُوْدِ الْاِلْهَامِ عَلَيْهَا وَصَيْرُوْرَتِهَا صَاحِبَ اَحْوَالٍ وَتَلْوِيْنَاتٍ مِمَّا كَبُرَ عَلَى الْمُتَعَصِّبِيْنَ الْجَاهِلِيْنَ الْقَاصِرِيْنَ عَنْ حَقِيْقَةِ الْاَمْرِ وَثَقُلَ عَلَيْهِمْ فَمَاذَا يَقُوْلُوْنَ فِى الْاَخْبَارِ النَّبَوِيَّةِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَيْثُ قَالَ اِنَّ فِىْ جَسَدِ بَنِىْ اٰدَمَ لَمُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ اَلَا وَهِىَ الْقَلْبُ جَعَلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُضْغَةَ هِىَ الْقَلْبُ عَلٰى سَبِيْلِ الْمُبَالَغَةِ وَ وَنَاطَ صَلَاحَ الْجَسَدِ وَفَسَادَهٗ بِصَلَاحِهَا وَفَسَادِهَا فَيَجُوْزُ لِهٰذِهِ الْمُضْغَةِ مَا يَجُوْزُ لِلْقَلْبِ الْحَقِيْقِىِّ وَاِنْ كَانَ عَلٰى سَبِيْلِ النِّيَابَةِ وَالْخِلَافَةِ۔ ونوشته اند چوں لطائف ستّہ بعد از مفارقت از قالب وصول بہ مقام قدس و تلون بہ صبغ آن اگر بہ قالب باز رجوع نمایند تعلق پیدا کنند سوائے حُبّی و حکم قالب گیرند و بعد از امتزاج باز یک قسم فنائے پیدا کنند و حکم میّت بگیرند دریں وقت بہ تجلّی خاص متجلّی گردند و از سر حیات پیدا کنند و بہ مقام

بقا باللہ متحقق شوند و متخلی بہ اخلاق اللہ گردند۔ دریں وقت اگر آں خلعت را بخشیدہ بہ عالم باز گردانند مرتبہ از دنو بہ تدلی خواہد انجامید و مقدمۂ تکمیل پیدا خواہد شد۔ و اگر بہ عالم باز نہ گردانند و تدلی بعد دنو حاصل نہ شود از اولیائے عزلت خواہد بود و تربیت طالباں و تکمیل ناقصاں از دست او نخواہد آمد۔ این است حدیث بدایت و نہایت بہ طریق رمز و اشارت۔ اما فہمیدنِ آں بہ غیر قطع منازل محال است۔ و نوشتہ اند۔ باید دانست کہ ایں رجوع واصل کہ بہ کلیت واقع شود از اکمل مقامات دعوت است۔ ایں غفلت سبب حضور جمع کثیر است۔ غافلاں ازیں غفلت غافل اند و حاضراں ازیں رجعت جاہل۔ ایں مقام از قبیل مدح بما یشبہ الذم است۔ فہم ہر کوتہ اندیش اینجا نہ رسد اگر کمالات ایں غفلت را بیاں کنم ہر گز کسے آرزوئے حضور نہ کند۔ ایں آں غفلت است کہ خواص بشر را بر خواصِ ملک فضیلت بخشید۔ ایں آں غفلت است کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم را رحمت عالمیاں گردانید۔ ایں آں غفلت است کہ از ولایت بہ نبوت می رساند۔ ایں آں غفلت است کہ از نبوت بہ رسالت می رساند۔ ایں آں غفلت است کہ اولیائے عشرت را بر اولیائے عزلت مزیت می بخشد۔ ایں آں غفلت است کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم را بر صدیق اکبر سبقت می دہد بَعْدَ مَا کَانَا کَاذُنَی فَرَسٍ۔ ایں آں غفلت است کہ صحو را بر سکر ترجیح می نماید۔ ایں آں غفلت است کہ نبوت را بر ولایت افضل می گرداند عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ الْقَاصِرِیْنَ۔ ایں آں غفلت است کہ بہ سبب آں قطب ارشاد از قطبِ ابدال افضلیت پیدا می کند۔ ایں آں غفلت است کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرزوئے آں می نماید آں جا کہ می فرماید یَا لَیْتَنِیْ سَہْوُ مُحَمَّدٍ ایں آں غفلت است کہ حضور رکمینہ خادم اوست۔ ایں آں غفلت است کہ وصول مقدمۂ حصولِ اوست۔ ایں آں غفلت است کہ بہ صورت تنزل است و بہ حقیقت ترفع۔ ایں آں غفلت است کہ خواص را بہ عوام مشتبہ می سازد۔ و قبابِ کمالاتِ ایشاں می گردد۔ ح گر بگویم شرح ایں بے حد شود۔ و نوشتہ اند۔ قبابِ اولیاء اللہ صفاتِ بشریتِ ایشان است۔ بہ ہر چہ سائر مردم محتاج اند ایں بزرگواران نیز محتاج اند۔ ولایت ایشاں را از احتیاج نہ می برآرد۔ و غضب ایشاں نیز در رنگِ غضب سائرِ مردم است۔ ہر گاہ سید انبیاء علیہ و علیہم الصلوات و التسلیمات فرماید اَغْضَبُ کَمَا یَغْضَبُ الْبَشَرُ بہ اولیا چہ رسد۔ ہمچنیں ایں بزرگواراں در اکل و شرب و معاشرت با اہل و عیال و موانست با ایشاں، با سائر ناس شریک اند۔ تعلقاتِ شتّی از لوازم بشریت است از خواص و عوام زائل نہ می گردد حق سبحانہ در شان انبیاء

علیہم الصلوات والتسلیمات می فرماید وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وکفار ظاہر بیں می گفتند مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ۔ پس ہر کہ نظرِ او بر ظاہر اہل اللہ افتاد محروم گشت و خسرانِ دنیا و آخرت نقدِ وقتِ او آمد۔ ہمیں ظاہر بینی ابوجہل و ابولہب را از دولت اسلام محروم ساخت و در خسرانِ ابدی انداخت۔ سعادتمند آن است کہ نظرِ او از ظاہر بینی اہل اللہ کوتاہ گشت و حدّتِ نظر او بہ صفاتِ باطنۂ ایں بزرگواراں نفوذ کرد و بر باطن مقصور گشت۔ فَهُمْ كَنِيْلِ مِصْرَ بَلَاءٌ لِّلْمَحْجُوْبِيْنَ وَمَاءٌ لِّلْمَحْبُوْبِيْنَ عجب کارے است۔ صفات بشریہ آں قدر کہ در اہل اللہ ظاہر می گردد۔ در سائر مردم ظاہر نیست وجہش آن است کہ ظلمت و کدورت در محل ہموار و مصفّا اگرچہ اندک باشد بیشتر ہویدا می گردد و از آں چہ در محل ناہموار و غیر مصفّا اگرچہ بیشتر باشد لیکن ظلمت صفات بشریت در عوام در کلیت سرایت می کند و در قالب و قلب و روح می رود۔ و در خواص ایں ظلمت مقصور بر قالب و نفس است و در اخص خواص نفس نیز ازیں ظلمت مبرّی است مقصور بر قالب است و بس۔ و ایضاً ایں ظلمت در عوام موجبِ نقصان و خسارت است و در خواص موجب کمال و نضارت۔ ہمیں ظلمتِ خواص است کہ ظلمتہائے عوام را زائل می گرداند قلبہائے ایشاں را تصفیہ می بخشد و نفسہا را تزکیہ می دہد۔ اگر ایں ظلمت نہ می بود خواص را بہ عوام ہیچ مناسبت نہ می کشود و راہِ افادہ و استفادہ مسدود می نمود۔ و ایں ظلمت در خواص آں قدر نہ می ایستد کہ مکدر سازد بلکہ ندامت و استغفار کہ در قفائے او دست دہد چندیں ظلمت و کدورتِ دیگر را ہم زدایدَ (صاف و روشن کند) و ترقیات می فرماید۔ ہمیں ظلمت است کہ در ملائک مفقود است و بہ سببِ آں راہ ترقی مسدود۔ اسم ظلمت بروے از قبیل مدح بما یشبہ الذم است۔ عوام کالانعام صفات بشریت اہل اللہ را در رنگِ صفات بشریت خود می دانند و محروم و مخذول می مانند قیاس غائب بر شاہد فاسد است۔ ہر مقام را خصوصیات علیحدہ است و ہر محل را لوازم جدا۔ و نوشتہ اند حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اولیاء اللہ را بر نہجے مستور ساختہ است کہ ظاہر ایشاں از کمالات باطنِ ایشاں خبر نہ دارد فکیف ماعدائے ایشاں۔ باطن ایشاں را نسبتے کہ بہ مرتبہ بیچونی و بیچگونی حاصل گشتہ است نیز بیچون است و باطن ایشاں چوں عالم امر است نیز نصیبے از بیچونی دارد و ظاہر کہ سراسر چون است حقیقتِ آں راچہ دریابد بلکہ نزدیک است از نفس حصولِ آں نسبت انکار نماید لِغَايَةِ الْجَهْلِ وَعَدَمِ الْمُنَاسَبَةِ و تواند بود کہ نفسِ حصول نسبت را داند اما نہ داند کہ متعلقِ آں کیست بلکہ بسا است کہ نفی متعلقِ حقیقی او نماید وَكُلُّ ذٰلِكَ

لِعُلُوِّ تِلْكَ النِّسْبَةِ و دنو بہ ظاہر و باطن خود مغلوب آں نسبت است واز دید و دانش رفتہ است
چہ داند کہ چہ دارد و بہ کہ دارد پس ناچار غیر از عجز از معرفت راہ نہ باشد لہٰذا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرمود اَلْعَجْزُ مِنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ نفس ادراک عبارت از نسبت خاصہ است کہ
عجز از ادراک آں لازم است لِاَنَّ صَاحِبَ الْاِدْرَاكِ مَغْلُوْبٌ لَا يَعْلَمُ اِدْرَاكَهٗ
وَغَيْرَهٗ لَا يَعْلَمُ حَالَهٗ كَمَا مَرَّ۔ و نوشتہ اند الٰہی چیست کہ اولیائے خود را کردی کہ باطن
ایشاں زُلالِ خضر است ہر کہ قطرۂ ازاں چشید حیاتِ ابدی یافت و ظاہر ایشاں سَمِّ قاتل کہ ہر کہ
بہ آں نگریست بہ موتِ اَبدی گرفتار آمد ایشاں اند کہ باطنِ ایشاں رحمت است و ظاہر ایشاں زحمت
باطن بینِ ایشاں از ایشاں است و ظاہر بینِ ایشاں از بدکیشاں۔ بہ صورت جو نما اند و بہ حقیقت
گندم بخش۔ بہ ظاہر از عوام بشر اند و بہ باطن از خواصِ ملک۔ بہ صورت بر زمیں اند و بہ معنی بر فلک جلیسِ
ایشاں از شقاوت رستہ است و انیسِ ایشاں بہ سعادت پیوستہ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ
حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

ایں است قدرے از کلام و تحقیقِ ایں بزرگواراں فَالْقَلِيْلُ يَدُلُّ عَلَى الْكَثِيْرِ وَالْقَطْرَةُ
تُنْبِئُ عَنِ الْغَدِيْرِ حق تعالیٰ ایشاں را جزا عنایت فرماید کہ برائے ما دوں ہمتاں اقرب و اسہلِ طرق
تجویز فرمودہ اند کہ البتہ موصل الی المقصود می باشد آثار و خطوط ایں راہ ہُدیٰ امام الطریقہ بہاؤ الحق
والدیں حضرت سید السادات محمد نقشبند مشکل کشا بخاری قدس اللہ سرہ تجویز کردہ اند بعد ازاں کہ
پانزدہ روز سر بہ سجدہ نہادہ در جناب الٰہی تضرع نمودند کہ مرا راہے نشاں دہ کہ اَسہل و اوصل باشد
چنانچہ دعائے ایشاں بہ اوجِ قبول رسید و ایں طریقۂ شریفہ بہ ایشاں عنایت شد کہ اندراج نہایت
در بدایت دارد۔

سِکّہ کہ در یثرب و بطحیٰ زدند	نوبتِ آخر بہ بخارا زدند
از خطِ آں سِکّہ نہ شد بہرہ مند	جز دلِ بے نقش شہ نقشبند
آں گہرِ پاک نہ ہر جا بُوَد	معدنِ او خاکِ بخارا بُوَد
اوّلِ او آخرِ ہر منتہی	زاخرِ او جیبِ تمنّا تہی

حضرت ایشاں فرمودہ اند مرا طریقۂ عنایت کردہ اند کہ البتہ موصل است و یافت بسیار دارد۔
دراں نہ محرومی است نہ مجاہدہ۔ ما فضلیانیم و ما مُرادانیم۔ اتباعِ سنت و عمل بر عزیمت و ذکرِ خفی
طریقۂ من است۔ خلفا و جانشینانِ حضرت ایشاں طریقۂ شریفۂ ایشاں را واضح تر و روشن تر کردہ

رفتند تا آں کہ آفتاب کمال بر چرخ ہدایت ظہور نمود۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرہ آں راہِ عظیم المرتبت را شاہراہ کثیر المنفعت ساختہ و الی اقصی الغایات رسانیدہ عالمے را منور ساختند۔ فجزاھم اللہ سبحانہ و تعالیٰ عن الاسلام و المسلمین خیرًا۔ ایں بزرگواراں برائے وصول الی اقصی الغایات چند ضوابط و قواعد نہادہ اند تا سالک براں کاربند شدہ شاہراہ محبت را قطع نماید۔ لہذا فقیر اولاً آں اصول و کلمات مبارکہ را بیاں می نماید و باز کیفیت سلوک و مدارج آں را بیاں خواہد کرد۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت۔

در قافلہ کہ اوست دانم نہ رسم ایں بس کہ رسد ز دور بانگِ جرسم

بیانِ دہ اصول کہ بہ مقامات عشرہ موسوم اند

فرمودہ اند کہ قطع منازلِ سلوک عبارت از طے مقامات عشرہ است۔ کہ بنائے سلوک براں گزاشتہ شدہ۔ اول آں مقام توبہ و انابت است۔ دوم عزلت و ریاضت سوم ورع و تقوی۔ چہارم طاعت و ملازمتِ ذکر پنجم زہد و قناعت ششم توجہ و رجا ہفتم صبر و تسلیم ہشتم توکل و اعتماد بر پروردگار نہم حمد و شکر دہم رضا و خوشنودی بہ قضائے پروردگار جل شانہٗ و عم احسانہٗ۔

باید دانست کسانے کہ سیر سلوکی و تصفیۂ لطائف عالم خلق را مقدم داشتہ اند ایشاں مقامات و مراتب عشرہ را بالذات قطع می کنند۔ وکسانے کہ سیرِ جذبی را مقدم داشتہ اند مقامات عشرہ را در ضمن تصفیۂ لطائفِ عالمِ امر قطع می نمایند۔ چہ در قطعِ دائرۂ امکاں قطعِ ایں مراتب ہم دست می دہد کہ منوط بہ فنائے قلب است و بہ فنائے قلب سالک داخلِ زمرۂ اولیاء می گردد۔

فرمودہ اند چوں کہ ہمم دریں زماں قاصر اند و اول مقام از مقامات عشرہ توبہ است۔ برائے حصول آں مدتے درکار است اگر برائے تحصیل آں تکلیف بہ تفصیل کردہ شود شاید دریں مدت فتورے راہ یابد و طالب از مقصود باز ماندہ مقام توبہ را ہم بہ انجام نہ رساند۔ لذا اکتفا بر اجمال کردہ تفصیل را حوالہ بہ مرور ایام کنند۔ بعد از حصول توبہ بہ طریق اجمال شیخ طالب را مناسب استعداد او تعلیم نماید و توجہ بہ کار او وارد و التفات بہ حال او مرعی نماید۔ آداب شرائط راہ را بہ او نشاں دہد و بہ متابعت کتاب و سنت و اقوال ائمہ و آثار سلف صالحین ترغیب فرماید و اعلام نماید کہ کشوف و وقائع را کہ سرمو از کتاب و سنت مخالفت داشتہ باشند۔ اعتبار نہ کند بلکہ ازاں متنفر ماندہ بہ تصحیح

عقائد بہ مقتضائے آرائے فرقۂ ناجیۂ اہلِ سنت و جماعت نصیحت نماید و بہ تعلیمِ احکامِ فقہ از مسائلِ ضروریہ د بہ موجبِ آں تاکیدِ عمل فرماید کہ دریں راہ بے حصولِ دو جناح اعتقادی و عملی طیراں میسر نیست۔

محال است سعدی کہ راہِ صفا توان رفت جز در پئے مصطفا

و تاکید نماید کہ در لقمہ احتیاطِ نیک مرعی دارد۔ ہر چہ کہ یا بد و از ہر جائے کہ بدست رسد نہ خورد تا و قتیکہ دراں باب فتویٰ از شریعت غرا درست نہ کند بالجملہ در جمیع امور مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ را نصب عین خود سازد۔

باید دانست کہ حصولِ مقاماتِ عشرہ بہ تفصیل و ترتیب مخصوص بہ سالکِ مجذوب است کہ سیرِ سلوکی و تصفیۂ لطائف عالمِ خلق را مقدم داشتہ است. و بر سبیل اجمال و خلاصہ نصیبِ مجذوبِ سالک است. چہ او را عنایت ازلی گرفتارِ محبت ساختہ است کہ بہ تفصیل مقاماتِ عشرہ نمی تواند پرداخت۔ او را در ضمن جذبۂ محبت خلاصۂ مقامات بر وجہِ اتم حاصل است کہ صاحبِ تفصیل را میسر نیست۔ و باید دانست کہ سالکِ مجذوب باشد یا مجذوبِ سالک۔ بعد از طے منازل و رفع حجب ہر دو طائفہ واصل اند۔ در نفس وصول یکے را بر دیگرے ہیچ مزیت نیست۔ چنانچہ دو شخص از منازلِ بعیدہ بہ کعبۂ معظمہ می رسند یکے بہ معالم راہ و کیفیاتِ ہر منزل را بہ قدرِ استعداد خود دلنشیں ساختہ و دیگرے از تماشائے معالم و منازل چشم دوختہ از شرابِ محبت مدہوش گشتہ بہ کعبہ رسیدہ در وصول بہ کعبہ ہر دو مساوی اند یکے را بر دیگرے شرفے نیست اگرچہ در معرفتِ معالم راہ متفاوت افتادہ اند۔ و باید دانست کہ بعد از وصول بہ مطلوب ہر دو طائفہ را جہل لازم است خواہ آں سالکِ مجذوب بود کہ از اہلِ کشف و معرفت می باشد۔ یا مجذوبِ سالک بود کہ از اربابِ جہل و حیرت است لِاَنَّ الْمَعْرِفَةَ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَلْجَهْلُ وَالْعَجْزُ عَنِ الْمَعْرِفَةِ ۔ و قطع ایں مقاماتِ عشرہ منوط بہ تجلیاتِ ثلاثہ اند۔ تجلی افعال کہ آں را محاصرہ گویند و آں تجلیاتِ صفتِ تکوین است۔ و تجلی صفات کہ آں را مکاشفہ گویند۔ و تجلی ذات کہ آں را مشاہدہ گویند۔ جمیع مقامات غیر از مقامِ رضا وابستہ بہ تجلی افعال و تجلی صفات اند۔ و مقامِ رضا منوط بہ تجلی ذات است تعالیٰ و تقدس و بہ محبتِ ذاتیہ کہ مستلزم مساواتِ ایلامِ محبوب است بہ انعام او نسبت بہ محب۔ پس لاجرم رضا متحقق شود و کراہت بر خیزد۔ حصولِ مقاماتِ تسعہ اگرچہ وابستہ بہ تجلی افعال و تجلی صفات است اَمَّا بلوغ آنہا بہ حدِ کمال و فنائے اتم وابستہ بہ تجلی ذات است۔ ہرگاہ سالک قدرتِ کاملۂ حق سبحانہ را بر خود و بر جمیع اشیا مشاہدہ می کند بے اختیار بہ توبہ و انابت رجوع کردہ بہ گریہ و زاری

آمدہ عزلت و ریاضت اختیار کند و از ترس و بیم ورع و تقویٰ را شیوۂ خود ساختہ بہ طاعت و ملازمت ذکر خود را مشغول سازد۔ و چوں عظمت و کبریائی اُو تعالیٰ و تقدس مشاہدہ کند دنیائے دنی در نظرِ او خوار و بے اعتبار درآید۔ و ناچار بے رغبتی در دنیا پیدا شود و زہد و قناعت اختیار کند۔ و چوں مہربانی و رأفتِ او تعالیٰ متجلی شود در مقام توجہ و رجا درآید۔ و چوں او را مولائے نعم داند و اعطار و منع از و شناسد صبر و تسلیم را دیدنِ خود ساختہ از راہ توکل و اعتماد رفتہ در مقام شکر و حمد درآید۔ و مقام رضا آں زماں صورت بندد کہ ایلامِ محبوب بہ انعامِ اُو مساوات پیدا کند۔ کراہت از میان برخیزد ہر چہ از محبوب آید محبوب نماید۔

فَلَئِنْ قَالَ لِیْ مُتْ مُتُّ سَمْعًا وَّطَاعَۃً وَقُلْتُ لِدَاعِی الْمَوْتِ اَھْلًا وَّمَرْحَبَا

وصول بہ ایں مقام عالی بعد از قطع سلوک و جذبہ و مشاہدہ است اما بلوغ بہ حدِ کمال و فنائے اتم کَمَا یَنْبَغِیْ در بہشت بریں خواہد شد کہ وابستہ بہ دیدار پروردگار و خوشنودیِ اُو سبحانہ و تعالیٰ می باشد در صحیحین از ابو سعید روایت است کہ آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم فرمود اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِیْ یَدَیْکَ فَیَقُوْلُ ھَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا رَبِّ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَہٗ اَبَدًا مقامات تسعہ را در آخرت تصور نیست۔ دراں جا توبہ و انابت از چہ بود۔ و عزلت و ریاضت از بہر کہ۔ ورع و تقویٰ را چہ کار وَفِیْھَا مَا تَشْتَھِیْہِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ۔ نے طاعت و نے ذکر۔ زہد و قناعت را چہ جائے۔ توبہ و رجا را چہ گنجائش۔ صبر و تسلیم از چہ۔ توکل و اعتماد را چہ حاجت۔ آرے حمد و شکر را آں جا وجود می باشد لیکن آں از شعابِ مقام رضا است نہ مباین از رضا۔

نے از تو حیاتِ جاوداں می خواہم نے عیش و تنعمِ جہاں می خواہم
نے کامِ دل و راحتِ جاں می خواہم ہر چیز رضائے تست آں می خواہم

حق تعالیٰ ما تہی دستاں و از پا افتادگاں را ازیں مراتب بلند و مقامات ارجمند حظ وافر نصیب فرماید۔ ع از کریماں کارہا دشوار نیست۔ بحرمتہ سیدِ البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وسلم۔

در مراتب کمال فوق از مقام رضا مقامے نیست اَللّٰھُمَّ اِلَّا مقام محبتِ ذاتی کہ مخصوص بہ محبوب رب العالمین است صلی اللہ علیہ وسلم کہ مُعَرّیٰ است از جمیع نسب و اعتبارات۔

ایں دولتِ عظمیٰ حسنِ ظن است بہ محبوب تا آنکہ اگر محبوب بر حلقوم محب اجرائے سکین نماید و اعضائے او را یک یک کردہ قطع نماید محب ازاں لذتے یابد و صلاح و بہبودِ خود دراں تصور کند۔ در مقامِ رضا رفع کراہت بہ دست می رسد و دریں مقام التذاذ نقد وقت می گردد فَشَتَّانَ بَیْنَ رَفْعِ الْکَرَاهَةِ عَنِ الْفِعْلِ وَبَیْنَ الْاِلْتِذَاذِ عَنِ الْفِعْلِ۔ وجائز است کہ دراں موطن خادمے را از خادمانِ اُولش خورتہ تبعیت و ضمنیت و وراثت جائے دہند وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ۔ کَمَا اَفَادَهٗ حَضْرَةُ الْمُجَدِّدِ قُدِّسَ سِرُّهٗ۔ ونیز حضرت ایشاں نوشتہ اند۔ باید دانست کہ کراہت ظاہر منافی رضائے باطن نیست و مرارت صورت نافی حلاوت حقیقت نہ زیرا کہ ظاہر و صورت عارف کامل را بر صفات بشریت واگزاشتہ اند تا قیاب کمالات او گردد ابتلا و آزمائش پیدا کند و محق با مبطل ممتزج بود۔ ایں ظاہر و صورت عارف کامل را نسبت بہ باطن و حقیقت او در رنگ جامۂ یکتا تصور باید نمود نسبت بہ شخص لابسِ آں جامہ۔ و معلوم است کہ جامہ را نسبت بہ آں شخص چہ مقدار است۔ ہمچنیں است قدر صورت نظر بہ حقیقت او۔ ایں صورت عارف را بے بصراں در رنگ کوہ می انگارند و مثل صورِ بے حقائق خود خیال می کنند لاجرم در مقام انکار می آیند و حرماں کسب می نمایند۔ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰى۔

یازدہ کلمات مصطلحہ

بنائے طریقۂ شریفہ بر یازدہ کلمات طیبہ می باشد کہ ازاں جملہ ہشت منقول از خواجۂ خواجگان حضرت عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ است و سہ از امام الطریقہ حضرت سید محمد بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس سرہ۔ وَاِلَیْكَ بِهٰذِهِ الْکَلِمَاتِ۔

۱۔ ہوش در دم۔ عبارت از بیدار و ہشیار بودن سالک است در ہر نفس از انفاس خود تا بہ غفلت نہ برآید۔ انساں در شبانہ روز بست و چہار ہزار نفس یا قدرے زیادہ ازاں می کشد۔ و فردا بہ روز قیامت در انفاس خود خواہد نگریست کہ کدامش بہ غفلت گزشتہ و آں زماں پشیمانی و حسرت خواہد کرد فَیَا لَطُوْلِ الْحَسْرَةِ۔ وَلَاتَ حِیْنَ مَنْدَمٍ۔ حضرت پیر و مرشد برحق رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَاَفَاضَ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِهٖ بہ طالبانِ حق تاکید بلیغ می فرمودند کہ

درشبا روز نسبت و پنج ہزار بار ذکر شریف کردہ باشند۔ تا بہ عدد انفاس توشہ برائے آخرت بہم رسانند اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَا ھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ الْاَمَانِیَ۔ حضرت عبید اللہ احرار قدس سرہ فرمودہ اند دریں طریقہ شریفہ حفظ نفس راہم داشتہ اند۔ حضرت شاہ نقشبند قدس اللہ سرہٗ فرمودہ اند۔ دریں راہ بنائے کار بر نفس است نہ گزارد کہ ضائع گردد سعی نماید کہ در دخول و خروج بہ غفلت فرو نہ رود و بہ غفلت نہ برآید و در مابین النفسین غفلت بہ قلب راہ نیابد۔ از راہ ایں محافظت سالک بہ دولتِ حضور و آگاہی می رسد۔ حضرت نجم الدین کبریٰ قدس سرہ گفتہ اند۔ ذکرے کہ بر نفوس حیوانات جاری است انفاسِ ضروریۂ ایشان است۔ در فرو رفتن و برآمدنِ نفس حرف شریف ھا پیدا است کہ اشارت بہ غیب ہُوِیَّتِ حق تعالیٰ است۔ کسے خواہد یا نہ خواہد ایں حرفِ شریف پیدا است۔ پس طالب ہوشمند آن است کہ در وقت تلفظ ایں حرف ہُوِیتِ ذات حق سبحانہ ملحوظِ وے بود در دخول و خروج نفس واقف و آگاہ بود تا در نسبت حضور مع اللہ فتورے واقع نہ شود تا بہ جائے برسد کہ ایں نسبت شریفہ بے تکلف در دل او حاضر بود و بہ تکلف آں را دور کردہ نہ تواند۔

باغیب ہُوِیَّت آمدائے حرف شناس ۔۔۔ انفاس ترا بود براں حرف اساس
باش آگہ ازاں حرف در امید و ہراس ۔۔۔ حرفے گفتم شگرف اگر داری پاس

باید دانست کہ غیب ہُوِیَّت بہ اصطلاح اہلِ تحقیق عبارت از ذاتِ پاک پروردگار است بہ اعتبار لاتعین کہ ہیچ علم و ادراک بہ کنہ او نہ رسد۔ بعضے از فضلاء گفتہ اند کَمَا ذَکَرَہٗ اَبُو الْبَقَاءِ کہ اصل لفظ اسم جلالہ حرف ھا است کہ آں ضمیر غائب است کَمَا قَالَہُ الْکُوْفِیُّوْنَ اِنَّ الْوَاوَ لِاِشْبَاعِ الضَّمَّۃِ وَھِیَ زَائِدَۃٌ لِسُقُوْطِھَا فِیْ ھُمَا وَھُمْ۔ چوں بہ عقولِ خود اثباتِ او تعالیٰ کردند اشارہ بہ ھا کردند۔ و چوں دانستند کہ او تعالیٰ مالک تمام اشیاء است لام ملک را براں افزودند و گفتند لہ۔ ای لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ و باز الف لام تعریف براں داخل کردند و لفظ مبارک اللہ شد و آں را علم بر ذاتِ او سبحانہ و تعالےٰ گردانیدند فَسُبْحَانَ الَّذِیْ تَاہَ الْعُقَلَاءُ فِیْ ذَاتِہٖ وَصِفَاتِہٖ لِاِحْتِجَابِھَا بِاَنْوَارِ الْعَظَمَۃِ وَاَسْتَارِ الْجَبَرُوْتِ کَذٰلِکَ تَحَیَّرُوْا فِی اللَّفْظِ الدَّالِّ عَلَیْہِ اَنَّہٗ اِسْمٌ اَوْ صِفَۃٌ مُشْتَقٌّ اَوْ غَیْرُ مُشْتَقٍّ عَلَمٌ اَوْ غَیْرُ عَلَمٍ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ کَاَنَّہُ انْعَکَسَ اِلَیْہِ مِنْ مُسَمَّاہُ اَشِعَّۃٌ مِنْ تِلْکَ الْاَنْوَارِ فَقَصُرَتْ اَعْیُنُ الْمُسْتَبْصِرِیْنَ عَنْ اِدْرَاکِہٖ الخ

اے ماندہ ز بحر علم بر ساحلِ عین | در بحرِ فراغ است د بر ساحل شین
بردار صفا نظر ز موجِ کونین | آگاہ بہ بحر باش بین النفسین

۲۔ نظر بر قدم۔ عبارت ازاں است کہ سالک در راہ رفتن چشم بر پشت پائے خود دوزد تا از مشاہدۂ اشیائے متفرقہ خاطر پراگندہ نہ شود و نظر بے جا نیفتد۔ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا مشیر بہ ایں معنی است چہ تشتّتِ نظر باعث مرح می باشد۔ چوں نظر بر پشت پائے باشد۔ از کبر و خیلا، دوری می باشد۔ وگفتہ شدہ کہ نظر بر قدم عبارت از معرفت مشربِ خود است سالک بر احوال و لطائف خود نظر داشتہ باشد کہ بر قدم کدام نبی از انبیاء علیہم السلام رواں است و نیز گفتہ شدہ کہ نظر بر قدم اشارت بہ سرعت سیر است کہ قدم سالک در راہ سلوک از نظرِ او پس نماند۔ چوں نظر بہ جائے رسد در عقبش قدم ہم برسد۔ مولانا جامی در مدح امام الطریقہ قدس اللہ اسرارہٗ ہمہ گفتہ۔

کم زدہ بے ہمدمی د ہوشِ دم | در نہ گزشتہ نظرش از قدم
بس کہ ز خود کردہ بہ سرعت نظر | باز نہ ماندہ قدمش از نظر

معنی اوّل مناسب احوال مبتدیاں است و معنی دوم مناسب متوسطان و معنی سوم مناسب منتہیان کَمَا قَالَہٗ بَعْضُ الْمَشَائِخ۔

۳۔ سفر در وطن۔ عبارت ازان است کہ سالک از صفات بشریّہ بہ صفات ملکیّہ و از صفات ملکیہ بہ صفات الٰہیہ سفر کند۔ از اخلاق ذمیمہ برآمدہ بہ اخلاق قدسیہ بپیوندد کہ معنی تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللہِ است۔ خواجگانِ ما بہ سیرِ آفاقی کہ راہ دور و دراز است نہ می پردازند بلکہ در ضمن سیرِ انفسی آں را قطع می نمایند۔ و بہ جائے سیر آنی سیر کیفی را اختیار می فرمایند فرمودہ اند کہ سالک در بدایت حال چنداں سفر کند کہ خود را بہ ملازمت عزیزے رساند و در خدمت او سعی جمیل در حصولِ ملکۂ آگاہی نماید۔ مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہ فرمودہ اند خبیث ہر جا کہ رود خبیث است۔ خباثت وے زائل نہ شود تا از صفاتِ خبیثہ بہ صفاتِ قدسیہ انتقال نہ کند۔ حضرت عبید اللہ احرار قدس سرہٗ فرمودہ اند بہ خدمت عزیزے رسیدہ آئینۂ دل را از صور و نقوش حشویات کونیّہ پاک و صاف کند ملکہ و وصف تمکیں را حاصل کند و نسبت خواجگاں را بہ دست آرد۔ بعد ازاں ہر جا کہ رود و ہر جا کہ ماند مانع نیست۔

یارب چہ خوش است بے دہاں خندیدن | بے واسطۂ چشم جہاں را دیدن

بنشیں و سفر کن کہ بہ غایت خوب است　　بے منتِ پا گردِ جہاں گردیدن

۳ـ خلوت در انجمن عبارت ازاں است کہ در محلِ تفرقہ و در بزم و انجمن غفلت و پراگندگی بہ خلوت خانۂ دل راہ نہ یابد۔ بہ ظاہر با خلق و بہ باطن با حق باشد کہ مضمونِ الصُّوفِیُّ هُوَ الْکَائِنُ الْبَائِنُ است۔ خواجہ عزیزاں قدس سرہٗ فرمودہ اند۔

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ وش　　ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

ایں دولت در ابتدا ر بہ تکلف حاصل می شود و در انتہا بے تکلف۔ و دریں طریقہ نصیب مبتدیان است و در طرقِ دیگر نصیب منتہیاں۔ چہ ایں دولت در سیر انفسی دست می دہد کہ ابتدائے ایں طریق ازاں است و سیر آفاقی در ضمن آں طے می شود۔ بہ خلاف دیگر سلاسل کہ ابتدا بہ سیر آفاقی کنند و انتہا بہ سیر انفسی و بہ ایں اعتبار اگر اطلاقِ اندراج النہایۃ فی البدایۃ کردہ شود گنجائشے دارد صاحب ایں ملکہ را در عین تفرقہ جمعیت حاصل است مع ذالک اگر ظاہر را با باطن جمع سازد اولی باشد وَیُشْعِرُ بِهٖ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا حضرات ما فرمودہ اند طریقۂ ما صحبت است چہ در خلوت شہرت است و در شہرت آفت۔ و در صحبت جمعیت و عافیت کبیر الاولیا قدس سرہ در تفسیر خلوت در انجمن گفتہ اند کہ اشتغال بہ ذکر شریف و استیلائے آں و استغراق بہ مرتبہ برسد کہ اگر بہ بازار رود آواز کسے نہ شنود حضرت احرار قدس سرہٗ می فرمایند اگر مدت پنج شش روز بہ جد و جہدِ تمام اشتغال بہ ذکر شریف نمایند بہ ایں درجہ خواہد رسید کہ آواز ہا و حکایت مردم ہر چہ در گوش وے رسد ذکر نماید۔ قاضی محمد از حضرت احرار نقل کردہ اند کہ در ابتدائے سلوک ذکر شریف بر من چناں مستولی و غالب بود کہ اگر بادے می وزید یا برگ درختے می جنبید یا آواز کسے بہ گوشم می رسید ہمہ را ذکر شریف می پنداشتم۔ کسے کہ ابتدائش بہ ایں حال بود انتہائش بہ چہ کمال باشد ؏ قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا۔ حضرات ما بہ جائے دہہ و چلہ اکتفا بر ایں گونہ صحبت و خلوت کنند کہ حاصل آں در ایں داخل است و از آفات دور۔

آں کہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دیں　　سخرہ کند بر دہہ طعنہ زند بر چلہ

باید دانست کہ در بعض اوقات از جہت حقوق العباد غفلت پیدا می شود کہ آں ناشی از علم العلم می باشد آں را غفلتِ محمودہ گویند کہ اصلا مجوز تفرقہ و پراگندگی باطن نیست بلکہ سبب حضور و جمع کثیر است چنانچہ در آخر بیانِ لطائف عشرہ کلام حضرت مجدد قدس سرہٗ دریں

بنشیں وسفر کن کہ بہ غایت خوب است　　بے منتِ پا گردِ جہاں گردیدن

۲۷ خلوت در انجمن عبارت ازاں است کہ در محلِ تفرقہ و در بزم و انجمن غفلت و پراگندگی بہ خلوت خانۂ دل راہ نہ یابد۔ بہ ظاہر با خلق و بہ باطن با حق باشد کہ مضمونِ اَلصُّوفِیُّ ھُوَ الْکَائِنُ الْبَائِنُ است۔ خواجۂ عزیزاں قدس سرہٗ فرمودہ اند۔

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ وش　　ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

ایں دولت در ابتدا بہ تکلف حاصل می شود و در انتہا بے تکلف۔ و دریں طریقہ نصیب مبتدیان است و در طرقِ دیگر نصیب منتہیاں۔ چہ ایں دولت در سیر انفسی دست می دہد کہ ابتدائے ایں طریق ازاں است و سیر آفاقی در ضمن آں طے می شود۔ بہ خلاف دیگر سلاسل کہ ابتدا بہ سیر آفاقی کنند و انتہا بہ سیر انفسی و بہ ایں اعتبار اگر اطلاقِ اندراج النہایۃ فی البدایۃ کردہ شود گنجائشے دارد صاحب ایں ملکہ را در عین تفرقہ جمعیت حاصل است مع ذالک اگر ظاہر را با باطن جمع سازد اولی باشد وَیُشْعِرُ بِہٖ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا حضرات ما فرمودہ اند طریقۂ ما صحبت است چہ در خلوت شہرت است و در شہرت آفت۔ و در صحبت جمعیت و عافیت کبیر الاولیا قدس سرہ در تفسیر خلوت در انجمن گفتہ اند کہ اشتغال بہ ذکر شریف و استیلائے آں و استغراق بہ مرتبہ برسد کہ اگر بہ بازار رود آواز کسے نہ شنود حضرت احرار قدس سرہٗ می فرمایند اگر مدت پنج شش روز بہ جد و جہدِ تمام اشتغال بہ ذکر شریف نمایند بہ ایں درجہ خواہد رسید کہ آوازہا و حکایت مردم ہر چہ در گوش وے رسد ذکر نماید۔ قاضی محمد از حضرت احرار نقل کردہ اند کہ در ابتدائے سلوک ذکر شریف بر من چناں مستولی و غالب بود کہ اگر بادے می وزید یا برگ درختے می جنبید یا آواز کسے بہ گوشم می رسید ہمہ را ذکر شریف می پنداشتم۔ کسے کہ ابتدائش بہ ایں حال بود انتہائش بہ چہ کمال باشد ؎ قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا۔ حضرات ما بہ جائے دہہ و چلہ اکتفا بر ایں گونہ صحبت و خلوت کنند کہ حاصلِ آں در ایں داخل است و از آفات دور۔

آں کہ بہ تبریز یافت یک نظرِ شمس دیں　　سخرہ کند بر دہہ طعنہ زند بر چلہ

باید دانست کہ در بعض اوقات از جہت حقوق العباد غفلت پیدا می شود کہ آں ناشی از علم العلم می باشد آں را غفلتِ محمودہ گویند کہ اصلا مجوز تفرقہ و پراگندگی باطن نیست بلکہ سبب حضور و جمع کثیر است چنانچہ در آخر بیانِ لطائف عشرہ کلام حضرت مجدد قدس سرہٗ دریں

باب نقل کردہ شدہ و در کریمہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللهِ اشارت به ایں حال می باشد۔

۵ یاد کرد عبارت است از طردِ غفلت به ذکر شریف۔ ذکر شریف اسم ذات بود یا نفی و اثبات۔ به قلب بود یا به لساں۔ به نوعے باشد که خواب بود یا بیداری۔ در تکلم باشد یا خاموشی در حرکت باشد یا در سکوں دراں فترت پیدا نه شود۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماه نه باشی شاید که نگاہے کند آگاه نه باشی

باید دانست که در ذکر لساں از فترت ضروری است و در ذکر قلب و لطائف احتیاج فترت نیست۔ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الذِّكْرِ ای بِاعْتِبَارِ الْقَلْبِ وَاللَّطَائِفِ وَالْقَالِبِ۔ چه در خواب و چه در بیداری در همه وقت و همه حال ذاکر بودند چنانچه فرموده اند تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي ذکر لساں به اعتبار مورد قلیل است و حق تعالیٰ می فرماید۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيرًا۔ و ذکر قلب و سائر لطائف و تمام قالب در سلطان ذکر به اعتبار مورد کثیر است۔ و باید دانست که مقصود از ذکر شریف توجه الی الله و دوام آگاہی و حضور است که قلب به وصف محبت و تعظیم آگاه و ہشیار باشد اگر در صحبت الدباب الجمعیت ایں دولت به دست رسد خلاصۂ ذکر و مقصود حاصل شد و الّا به ذکر شریف حصولِ ایں دولتِ بے غایت نماید۔ و باید دانست تا وقتے که طرد غفلت به تکلف بود یاد کرد است و چوں از عہدۂ تکلف برآید آں را یاد داشت گویند۔

خیالِ ما سوِیٰ از دِل برو کن گزر از چون و حبِ بے چگوں کن

۶ بازگشت عبارت ازاں است که عقب ذکر شریف۔ اسم ذات بود یا نفی و اثبات۔ بعد از چند بار به کمال عاجزی و نیازمندی التجا نماید و عرض دار د خداوندا مقصود من توئی و رضائے تو محبت و معرفت خود عطا کن حضرت شاه غلام علی قدس سره نوشته اند اگر سالک صوفی منش و زاہد است۔ بیفزاید بعد از رضائے تو۔ ترک کردم برائے تو دنیا و آخرت را۔

مقصودِ منِ خسته ز کونین توئی از بہرِ تو می زیم و ز برائے تو زیم

اگر ذکر به لساں می کند مناجات نیز به زبان کند و اگر ذکر قلبی است پس مناجات نیز به لسانِ دل کند۔ بعض حضرات نوشته اند که مشائخ ما دریں زماں در نفی و اثبات از بازگشت بریں نوع اکتفا کرده اند که در وقت لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ملاحظه مقصود می کنند که نیست مقصود من غیر از معبود۔

چہ معبود ہمان است کہ مقصود باشد قَالَ تَعَالیٰ اَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ۔
۷ نگاہ داشت۔ عبارت است از محافظت کیفیت آگاہی و حضور کہ بہ ذکر شریف حاصل شدہ است بہ نوعے کہ خطرۂ از غیر حق بہ دل راہ نہ یابد۔

ہر فکر بجز ذکر خدا وسوسیست   شرمے ز خدا بدار کیں وسوسہ چند

حضرت سعد الدین کاشغری گفتہ اند یک یا دو ساعت یا ازاں زیادہ ہر قدر کہ میسر شود خطرۂ از غیر حق بہ دل راہ نیابد۔ حضرت قاسم خلیفۂ حضرت احرار فرمودہ اند کہ ملکۂ نگاہ داشت بہ آں درجہ برسد کہ از طلوع فجر تا چاشت بلند از خطور اغیار بہ نوعے دل را نگاہ دارد کہ قوتِ متخیلہ ہم از عمل خود باز ماندہ باشد۔ حضرات ما فرمودہ اند عزلِ قوتِ متخیلہ از عمل اگرچہ نیم ساعت باشد از بس عظیم است و کُمّل را احیاناً دست می دہد۔ فرمودہ اند کہ محافظتِ دولت آگاہی بہ نوعے باید کرد کہ از اسماء و صفات ہم غافل شدہ احدیتِ مجردہ را منظور نظر داشتہ باشد۔

تو مباش اصلا کمال این است و بس   رو در و گم شو کمال این است و بس

مقصودِ حضراتِ ما توجہ بہ نسبتے است کہ سر حد وادی حیرت و مقام تجلّی انوار ذات است و بعضے گفتہ اند کہ نگاہ داشت عبارت از محافظت خطور خطر است در وقت اشتغال بہ کلمۂ طیبہ۔
۸ یاد داشت و آں عبارت از رسوخ یادکرد و نگاہ داشت است۔ حضرت احرار در شرح یادکرد و بازگشت و نگاہ داشت و یاد داشت می فرمایند کہ یادکرد عبارت از تکلف است در ذکر و بازگشت عبارت از رفع تکلف و رغبت بہ حق سبحانہ و تعالیٰ است براں وجہ کہ ہر بار عقب کلمۂ طیبہ بہ دل اندیشد خداوندا مقصود من توئی۔ و نگاہ داشت عبارت از محافظت ایں رجوع است و یاد داشت عبارت از رسوخ نگاہ داشت است۔ و بہ ایں معنی یاد داشت تعلق بہ ذکر شریف دارد۔ و آنچہ خواجۂ خواجگاں از یاد داشت خواستہ اند بس تعلق بہ ذکر شریف نہ دارد کہ آں عبارت از حصول دوام آگاہی است بہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ بر سبیل ذوق۔

دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال   میدار نہفتہ چشم دل جانب یار

بعضے آں را بہ حضورِ بے غیبت تعبیر کنند و بعض اہل تحقیق بہ استیلائے شہود حق بر دل بہ توسط حُبِّ ذاتی تعبیر می نمایند کہ آں را مشاہدہ گویند۔

در و دیوار چو آئینہ شد از کثرتِ شوق   ہر کجا می نگرم روئے ترا می بینم

باید دانست اگر دوام آگاہی بہ نوعے مستولی گردد کہ کثرتِ کونین مزاحمِ آں نہ شود و شعور بہ

وجودِ خود ہم نہ ماند آں را فنا گویند۔ و وقتیکہ شعور ایں بے شعوری ہم نہ ماند آں را فنائے فنا گویند کہ آں را جمع الجمع و عین الیقین نیز خوانند۔ فنا عبارت از ذہولِ مطلق اشیا است بہ سبب تجلی حق سبحانہٗ و تعالیٰ۔

قرب نے بالا و پستی رفتن است — قربِ حق از قیدِ ہستی رستن است

چیست معراجِ فنا ایں نیستی — عاشقاں را مذہب و دیں نیستی

۹ وقوفِ زمانی۔ بہ دو معنی است۔ یکے آں کہ سالک واقف بر انفاس خود باشد ہر ساعت پاس نفسہا را ملحوظ دارد کہ بہ حضور می گرزد یا بہ غفلت۔

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش — شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود

دوم آں کہ سالک در ہر وقت واقف بر احوال خود باشد۔ در صورت طاعت شکر بجا آرد و در صورت معصیت عذر خواہ گردد۔ حضرات مشائخ ایں را محاسبہ می گویند۔ در حال بسط شکر و در حال قبض استغفار باید کرد۔

حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ فرمودہ اند۔ وقوف زمانی کارگزارندۂ راہ است کہ در ہر زمان واقف احوال خود باشد کہ موجب شکر است یا سزاوار عذر باید کہ ہر ساعت محاسبہ کنیم کہ حضور است یا غفلت۔ چوں بینیم کہ ہمہ نقصان است بازگشت کنیم و عمل از سر گیریم۔

وصل اعدام گر توانی کرد — کار مردان مردواری کرد

و فرمودہ اند کہ وقوف زمانی عبارت از محاسبہ است۔ وَاِلَی الْمُحَاسَبَةِ اِشَارَةٌ فِیْ قَوْلِهٖ جَلَّ وَعَزَّ وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ۔ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمودہ حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا۔

طوطیاں در شکرستاں کامرانی می کنند — وز تحسر دست بر سر می زند مسکیں مگس

حضرت مجدد قدس سرہٗ فرمودہ اند۔ قبل از نوم چند بار تسبیح و تحمید و تکبیر کار محاسبہ می نماید بہ تکرار کلمۂ تسبیح اعتذار از سیئات می کند و آنچہ از تقصیرات بہ جناب قدس عائد شدہ تقدیس می نماید و استیصال معاصی می خواہد و در استغفار طلب ستر آں است۔ کجا استیصال و کجا استتار و بہ تکرار کلمۂ تحمید شکر می کند و در تکرار کلمۂ تکبیر اشارت است بہ آں کہ جناب قدسِ او بالا و برتر است ازاں کہ ایں اعتذار و شکر شایان او باشد۔

بے تو جاناں قرار نہ توانم کرد — احسانِ ترا شمار نہ توانم کرد

گر بر تنِ من زباں شود ہر موئے　　　یک شکر تو از ہزار نہ توانم کرد

۸۔ وقوف عددی۔ عبارت از نفی و اثبات است بارعایت عدد طاق در ہر نفس۔ حبس نفس شرط نیست البتہ مقید و مفید است۔ چہ حرارتِ قلب و ذوق و شوق و رقت و نفی خواطر از فوائد حبس نفس است۔ گویند ایں ذکر شریف بارعایت حبس نفس ماثورہ از حضرت خضر است علیہ السلام و ایں اول سبق است از علمِ لدنی۔ چہ حصولِ کیفیات و کشود اسرار و دریافت آن، ہمہ ازیں ذکر شریف است۔ فرمودہ اند بسیار گفتن شرط نیست۔ ہر قدر گوید از سر وقوف و حضور گوید تا فائدۂ براں مترتب شود و چوں عدد از بست و یک بگزرد و اثرے ظاہر نہ شود دلیل بے حاصلی است۔ و اثر ذکر آن است کہ در زمان نفی وجود بشریت منفی گردد و در زمانِ اثبات اثرے از آثار تصرف جذباتِ الہیہ مطالعہ افتد۔ و می تواند شد کہ نسبت بہ اہل بدایت مطالعۂ ایں آثار، مرتبۂ اوّل از علم لدنی بود، وھو علم لایکتنہ کنھہ ولا یقادر قدرہ، گویندۂ ایں علم محقق است کہ از یافت سخن گوید، نور بر سخن وے، و آشنائی بر روئے وے، و عبودیت در سیرت وے پیدا، برقے از نور اعظم در دل وے تافتہ و چراغ معرفت وے افروختہ و اسرارِ غیبی او را مکشوف شدہ، چنانکہ حضرت خضر را بود۔ و نسبت بہ اہلِ نہایت آں بود کہ ذاکر بر سریان اَحدیّتِ حقیقیہ در مراتب اعدادِ کونیہ واقف شود۔ چنانچہ بر سریانِ واحد عددی در جمیع مراتب اعدادِ حسابی وقوف دارد۔

اعداد کون و صورت کثرت نمائشی است　　　فَالْکُلُّ وَاحِدٌ یَتَجَلّٰی بِکُلِّ شَانٍ

و در شرح عبارات فرمودہ

در مذہب اہلِ کشف و ارباب خرد　　　ساری است اَحد در ہمہ افراد عَدد

زیرا کہ عدد گرچہ برون است ز حد　　　ہم صورت و ہم مادّہ اش ہست اَحد

آرے معانی کلمہ طیبہ دریائے بے کراں است بعضے از اسرار آں بدایت علم لدنی است و بعضے نہایت، حضرت بہاؤالدین قدس سرہٗ در ذکر نفی و اثبات حبس دم و رعایت عدد طاق را لازم نہ می شمردند۔

۹۔ وقوف قلبی محمول بر چند معانی است۔ اوّل آں کہ در عین ذکر شریف ارتباط و آگاہی بہ حضرتِ مذکور تعالیٰ و تقدس دست دہد۔ دل واقف و آگاہ بہ او سبحانہ و تعالیٰ باشد۔ و ایں را شہود و وصولِ وجود نیز گویند۔ و ایں معنی از مقولۂ یادداشت است۔ دوم آں کہ ذاکر در اثنائے ذکر شریف متوجہ بہ قلب صنوبری باشد کہ حقیقت جامعہ و مقر لطیفۂ قلب می باشد

تا این مضغه از مفہومِ ذکر شریف غافل نہ ماند بلکہ گویا بہ اسم پاک سبحان باشد۔
مانند مرغے باش ہاں بر بیضۂ دل پاسباں ؛ کز بیضۂ دل زا بدت مستی و شور و قہقہہ
و این معنی از مقولۂ یادداشت نیست۔ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ اہتمام وقوف قلبی بہ این ہر دو
معنی از رعایت وقوف عددی زیادہ می فرمودند۔ چہ مقصود ذاکر آں دوامِ حضور و آگاہی است در وقوف
قلبی حاصل است۔ **سوم**۔ عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ فرمودہ اند کہ ذاکر نگراں
باشد بر دل تا تفرقہ و نقوش ماسوی راہ نیابد۔ و این معنی نیز از مقولۂ یادداشت می تواند شد۔
چہارم حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ فرمودہ اند کہ وقوفِ قلبی عبارت از آگاہ بودنِ دل است
بہ جناب قدس سبحانہ و تعالیٰ بہ وجہے کہ ہیچ بایستنے غیر حق نہ باشد۔ بہ این معنی تخصص بہ قلب و تعلق
بہ ذکر نہ دارد بلکہ از اجزائے نفس است۔
حضرت شاہ **غلام علی** دہلوی قدس سرہٗ نوشتہ اند۔ توجہ بہ قلب۔ بے آں کہ شکل صنوبری
دل۔ با نقش اسم ذات۔ در تصور آرد این را وقوف قلبی گویند۔ این توجہ قائم مقام ضرب است
کہ در طرق دیگر در ذکر شائع است۔ و نوشتہ اند۔ در توجہ بہ ذاتِ الٰہی داشتن، نگراں بہ جہت
فوق باشد کہ منتظر فیض است۔ رعایت جہت فوق بہ پاس ادب است کہ اللہ تعالیٰ فوق ہمہ
اشیاء است۔ وقوف قلبی و توجہ بہ مبدأ فیاض از ارکانِ ذکر و طریقۂ علیا است کہ حصولِ نسبت
بے این محال است۔ از حضرت مجدد قدس سرہٗ روایت است ہر کرا ذکر قلبی در نہ گیرد و دیر از
ذکر باز داشتہ بہ مجرد وقوف قلبی امر باید کرد۔ و توجہات باید نمود تا ذکر در گیرد۔ باید دانست درین
ارشادِ سراسر سداد وقوف قلبی بہ معنی سوم می باشد۔ واللہ اعلم وصلی اللہ وسلم علیٰ سیدنا محمد و علیٰ
آلہ و اصحابہ اجمعین۔

طرق الوصول

برائے حصول دولت آگاہی و حضور کہ سرمایۂ صحت عبودیت است حضرت خواجگانِ
ما قدس اللہ اسرارہم سہ طریق مقرر نمودہ اند۔ یکے رابطہ۔ دوم ذکر شریف۔ سوم مراقبہ۔
بیان ہر یکے بہ صورت اختصار کردہ می شود۔
وَفَّقَنِیَ اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ لِمَا یُحِبُّہٗ وَیَرْضَاہُ وَبَلَّغَنَا اِلٰی اَقْصَی الْغَایَاتِ

من شوم عریاں زتن او از خیال   تا خرامم در نہایات الوصال

رابطہ

رابطہ از ربط است کہ بستن را گویند و بہ اصطلاح حضرات مشائخ دل را بہ خیال پیرو مرشد بر حق بستن است۔ پیرے کہ بہ مقام مُشاہدہ رسیدہ باشد و بہ تجلیات ذاتیہ متحقق گشتہ کہ دیدار او بہ مقتضائے ھُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُأُوْا ذُکِرَ اللّٰہ فائدہ ذکر دہد و صحبت او بہ موجب ھُمْ جُلَسَاءُ اللّٰہِ نتیجہ صحبت مذکورہ بخشد۔ چوں صحبت چنیں عزیزے دست دہد خود را بہ او سپارد و آئینہ دل را از حشویات صُوَرِ کونیہ صاف کند و نسبت خواجگان را بہ دست آرد۔ صحبت او را ہر قدر تواند حاصل کند۔

یک زمانہ صحبتے با اولیا   بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

فرمودہ اند نظر را میاں دو ابروئے پیر گمارد و تصور کند کہ بہ جز وجود مرشد ہیچ چیز نماندہ و از خود منسلخ شدہ بہ وجود پیر خود متصف گردد۔ تا زمانے کہ در خدمت او باشد بہ ایں نہج ربط خیال او را مرۃً بعد اخری کردہ باشد تا آں کہ کیفیت معہودہ ملکہ وے گردد و در غیبوبتِ پیرو مُرشد صورت و خیال او را در مدرکہ خیال خود محفوظ دارد۔ صورت پیر و مرشد را روبروئے قلب خود تصور نماید یا درونِ خانہ دل نگاہ دارد یا خود را در صورت شیخ خود تصور نماید۔

ظاہر بیناں و حقیقت ناشناساں بر رابطہ و حفظ صورت شیخ در نگار خانہ دِل یا قبالہ قلب قیل و قال می کنند بعضے از جاہلین منجاسرین آں را شرک گویند و بعضے آں را بدعتِ سیئہ خوانند۔

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ   چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

حق تعالیٰ ایشاں را فہم درست و عقل صحیح و بصیرت نافعہ عنایت فرماید۔ فکر کنند و نیک بہ بینند کہ اولیائے حضرتِ پروردگار بہ آلائش شرک اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہ یا بہ اوساخ بدعتِ سیئہ چساں ملوث خواہند شد۔ اَوَلَا یَنْظُرُوْنَ اَنَّ الْکَرَامَۃَ لَا تَظْھَرُ عَلٰی یَدِ الْفَاسِقِ و بردست حق پرست ایں بزرگواراں ہزاراں ہزار کرامات بہ ظہور رسیدہ اند و از پیروانِ پاک نہادانِ ایشاں تا ایں زمان بہ ظہور می رسند و ان شاء اللہ تعالیٰ خواہند رسید۔

درسفالیں کاسۂ رنداں بہ خواری منگرید / کیں حریفاں خدمتِ جامِ جہاں بیں کردہ اند
قُدسیاں بے بہرہ اندازجرعۂ کاس الکرام / ایں تطاول بیں کہ باعشاقِ مسکیں کردہ اند

مع ہٰذا فقیراند کے ازکلام ایں بزرگواراں ایراد می نماید تاناواقف آگاہ وآگاہ خورسند ومُستقیم تر گردد۔

۱ـ عبدالرزاق وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ وحاکم ازابن عباس در تفسیر کریمۂ لَوْلَآ اَنْ رَّاٰی بُرْھَانَ رَبِّہٖ نقل کردہ اند کہ حضرت یوسف صورت پدر خود را دید۔ حاکم تصحیح ایں روایت کردہ است وابن کثیر در تفسیر خود ازابن عباس وسعید ومجاہد وسعید بن جبیر وابن سیرین وحسن وقتادہ وابی صالح وضحاک ومحمد بن اسحاق وغیرہم روایت کردہ کہ حضرت یوسف پدر خود را دید کہ انگشت بہ دنداں گرفتہ بود۔

۲ـ در تفسیر کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ فرمودہ اند کینونت عام است صورۃً باشد یا معنیً۔ در صحبت ایشاں کینونت ظاہری است و در غیبوبت بہ حفظ خیال شریف ایشاں کینونت معنوی حاصل است

۳ـ ترمذی در جامع خود ایں دعائے مبارک را ازآں سرور صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یَّنْفَعُنِیْ حُبُّہٗ عِنْدَکَ اَللّٰھُمَّ مَا رَزَقْتَنِیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْہُ قُوَّۃً لِّیْ فِیْمَا تُحِبُّ۔ الحدیث۔ محبت ارتباطِ قلب را گویند کہ باکسے یا چیزے باشد۔ ازیں حدیث شریف ہر آں محبّت وارتباط قلب کہ باکسے باشد وموصل الی اللہ بود مطلوب است وظاہر است تا وقتیکہ صورت وخیال محبوب در خلوت خانۂ دل قرار نہ گرفتہ باشد محبت بہ چہ نوع خواہد بود۔

بہ چہ تسکیں وہم ایں دیدہ ودل راکہ مدام / دل ترا می طلبد دیدہ ترا می خواہد

بیان مرتبۂ احساں آں سرور عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم بہ ایں نہج فرمودہ اند اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ۔ الحدیث۔ برائے دریافت ایں مرتبۂ عالی کہ حضرات مشائخ آں را فنا فی اللہ گویند ماموریم کہ وسیلہ تلاش کنیم وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ فرمان او تعالیٰ وتقدس است وآں وسیلۂ جلیلہ ذات پاک جناب محبوب کبریا است صَلَوٰتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ۔ ازیں جا است کہ ارشاد شدہ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰٓی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ رواہ الشیخان۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ اجمعین از فرط شوق ومحبت در اثنائے روایت حدیث شریف می فرمودند کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ وکسے ازغایت محبت می گفت قَالَ حِبِّیْ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت حسن فرزند حضرت علی رضی اللہ عنہما کہ در زماں آں سرور انس وجاں صلی اللہ علیہ وسلم صغیر السن بودند۔ چوں بہ سن تمیز ورشد رسیدند ازخالِ خود

ہندبن ابی ہالہ کہ وصّافِ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم بودہ استفسار حلیہ مبارکہ آں جناب می نمود چنانچہ بیاں می فرماید سَأَلْتُ خَالِیْ هِنْدَ بْنَ اَبِیْ هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا عَنْ حِلْيَةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَشْتَهِیْ اَنْ يَصِفَ لِیْ مِنْهَا شَيْئًا اَتَعَلَّقُ بِهٖ ۔ الحدیث

قَالَ الْقَارِیْ فِی الشَّرْحِ قَوْلُهٗ اَتَعَلَّقُ بِهٖ اَیْ اَتَشَبَّثُ بِذٰلِكَ الْوَصْفِ وَاَجْعَلُهٗ مَحْفُوْظًا فِیْ خِزَانَةِ خَيَالِیْ ۔

از دل بروں کن غم دنیا و آخرت   یا خانہ جائے رخت بود یا خیالِ دوست

ہمیں فدائیت و محبت راکہ با رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شود حضرات ما قدس اللہ اسرارہم فنافی الرسول گویند۔ برائے ایں مرتبہ علیا و دریافت ایں فضیلت قصوی ضروری است کہ واسطہ پیدا کنیم۔ چہ آب در جوئے بہ مدد یاری رود۔ حضرت حسن از خوال خود ہند بن ابی ہالہ را تلاش فرمود۔ حضرات تابعین حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم را ذریعہ حصول ایں دولت بے غایت گرفتند کہ در حق ایشاں ارشاد شدہ است مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ ہر خلف سلف خود را کہ از زمرہ هُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُاُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ بودہ ذریعہ خود ساختہ تخم محبت را در قلب خود کشتہ از تعلق کو نین خود را اخلاص کردہ۔ بہ دولت حضور و آگاہی کہ پرتوے است از تجلی ذات تعالت و تقدست خود را رسانیدہ۔ در صحبت و خدمت ایں بزرگواراں و بہ یمن و محبت حفظ خیال ایشاں در اندک مدت ایں دولت بے غایت بہ دست می رسد۔

صنارہ قلندر سزد ار بہ من نمائی   کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی

ہمیں حفظ خیال و تربیت محبت راکہ منجر بہ محبت خدا و رسولِ خدا می گردد حضرات مشائخ بہ تصور یا رابطہ می نامند کہ منشا ظہور عجائب و غرائب است۔ فرمودہ اند تنہا ذکر شریف بے رابطہ موصل نیست و تنہا رابطہ با رعایت آداب صحبت البتہ کافی و موصل است۔ حضرت عطار قدس سرہٗ می فرماید۔

گر ہوائے ایں سفر داری دلا   دامنِ رہبر بگیر و پس برا
در ارادت باش صادق اے فرید   تا بیابی گنج عرفاں را کلید
دامن رہبر بگیر اے راہ جو   ہر چہ داری کن نثار راہ او
گر روی صد سال در راہ طلب   راہ بر نبود چہ حاصل زاں تعب
بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق   عمر بگزشت و نہ شد آگاہ عشق

پیر خود را حاکمِ مطلق شناس
تا بہ راہِ فقر گردی حق شناس
ہر چہ فرماید مُطیع امر باش
تو تیائے دیدہ کُن از خاک پاش
او چو می گوید سخن تو گوش باش
تا نہ گوید او۔ بگو۔ خاموش باش

ذِکرِ شریف

باید دانست ہر عملے کہ بر وفق شریعتِ غرا کردہ آید داخل ذکر است اگرچہ بیع و شری بود پس در جمیع حرکات و سکنات مراعاتِ احکامِ شرعیہ باید نمود تا آنہا ہمہ ذکر گردد۔ کما افادہ حضرت سیدی المجدد قدس سرہ و در عرف عام اطلاق ذکر شریف بر تلاوت قرآن مجید و خواندن اوراد و وظائف و احزاب و اذکار می باشد لیکن بہ اصطلاح حضرات مشائخ ما قدس اللہ اسرارہم اطلاق ذکر شریف بر اسم ذات پاک پروردگار و بر نفی و اثبات لا الٰہ الا اللہ می باشد۔ ابتداء بہ اسم پاک می کنند۔

ذِکرِ اسمِ ذاتِ پاک

طالب را باید چون نزد پیر و مرشد برائے اخذ طریقہ شریفہ حاضر شود قلب خود را از جمیع خطرات و حدیث نفس خالی کند اندیشہائے گزشتہ و آیندہ را دور نماید و برائے رفع خواطر بہ جناب الٰہی تضرع نماید۔ قلب خود را حاضر ساختہ مقابل قلب شیخ بدارد۔ چشم فراز کند۔ دہان استوار دارد۔ زبان را بہ کام چسپاند۔ دندان را برہم نہد و بہ ادب و تعظیم تام حسب ارشاد پیر و مرشد بہ ذکر اسم ذات مشغول شود۔ اول از لطیفۂ قلب مشغول شود۔ محل وقوع این لطیفۂ شریفہ و لطائف اخری در بیان لطائف عشرہ گزشتہ۔ آن جا باید دید۔ طالب را باید کہ مفہوم اسم شریف را در لحاظ دارد کہ ایمان آوردیم بر ذات پاک کہ موصوف بہ صفات کاملہ و منزہ از سمات ناقصہ می باشد۔ این لحاظ مفہوم شریف را بہ داخت گویند۔ در اثنائے ذکر شریف توجہ و جذبہ صرفہ بہ حضرت ذات تعالت و تقدست باید کرد۔ چہ ذکر بے توجہ بیش از وسوسہ نیست۔ و در دوران ذکر شریف بعد از چند بار بازگشت ضروری است۔ بگوید۔ خداوندا

ے صفحہ ۱۷ را باید دید۔

مقصودِ من توئی و رضائے تو محبت و معرفت خود عطا کن۔

اے خدا قربانِ احسانت شوم | ایں چہ احسانہا است قربانت شوم

درا ثنائے ذکرِ شریف توجہ بہ قلب صنوبری کہ محل لطیفۂ قلب است نیز داشتہ باشد کہ آں مضغہ ہم از مفہوم ذکرِ شریف غافل نہ ماند بلکہ آں ہم ہمراز لطیفۂ شریفہ گشتہ بہ نام پاک پروردگار گویا باشد۔

مانند مرغے باش ہاں بر بیضۂ دل پاسباں | کز بیضۂ دل زایدت مستی و شور و قہقہہ

چہ بعد از طیران لطائف خمسۂ مبارکہ بل لطائف ستہ بہ عالم امر و عروج آنہا در عالم قدس خلیفۂ آنہا در جسد انسانی ہمیں مضغہ است کہ صلاح و فساد جسد مربوط بر صلاح و فساد او است کما ورد فی الحدیث۔

اِنَّ فِیْ جَسَدِ بَنِیْ اٰدَمَ لَمُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔ دریں حال کارِ ہمہ آنہا را ہمیں مضغہ خواہد کرد اگر الہام است بروے است و اگر عروض غین است بروے است۔ کما تقدم بیانہ۔

ذکر کن ذکر تا ترا جان است | پاکی دل ز ذکر سبحان است

چوں لطیفۂ قلب ذاکر شود ذکرِ شریف از لطیفۂ ثانیہ لطیفۂ روح کند و باز از ثالثہ لطیفۂ سر و باز از رابعہ لطیفۂ خفی و باز از خامسہ لطیفۂ اخفی و باز از لطیفۂ نفس کہ محل آں در پیشانی است و باز از لطیفۂ قالبیہ کہ محل آں تمام بدن از موئے سر تا ناخن قدم است تا از بن ہر ہر موئے و از ہر ہر رگ و پے صدائے اسم مبارک اللہ بہ سمع خیال رسد۔ ایں ذکر قالبیہ را سلطان ذکر گویند۔

اے طالب صادق سعیہا باید نمود و جانے باید کند تا شاہد مقصود از گوش بہ آغوش و از شنید بہ دید رسد شہودے کہ لطائف خمسۂ مبارکہ را پیش از گرفتاری جسد انسانی بود باز حاصل شود۔ ہر یکے را شعلۂ در گیرد و تا بالا راہے منور و کشادہ معلوم گردد۔ دریں وقت احوال عروج و نزول ظہور می یابند۔ در عروج لطیفہ را بہ جانب فوق کشاں کشاں می یابد و در نزول می پندارد کہ تختۂ نورانی از بالا بہ اسفل رواں است کما تقدم بیانہ۔ تا ایں وقت ہر چہ از اسرار عجائب ملک و ملکوت دیدہ سیر در عالم خلق بودہ کہ آں را سیر آفاقی گویند چوں لطائف در اصول خود مستہلک و مضمحل می گردند و لطیفۂ نفس بہ مقام اصل قلب می رسد و آں جاجذبے و عروجے پیدا می کنند آں وقت سیر در عالم امر شروع می شود کہ آں را سیر انفسی گویند بعد ازیں سالک

ہر چہ می بیند در نفس خود می بیند و بہ کُنہ سِرّ سَنُرِیۡهِمۡ آيَاتِنَا فِي الۡآفَاقِ وَفِي أَنۡفُسِهِمۡ می رسد
نور لطیفۂ قلب زرد و نور لطیفۂ روح سُرخ و نور لطیفۂ سر سفید و نور لطیفۂ خفی سیاہ و نور لطیفۂ اخفی سبز و نور لطیفۂ نفس بے رنگ و بے کیف می نماید۔ بعضے افراد تمیز ما بین الوان انوار نہ می توانند و آں نقصانے نہ می رساند۔ حضرت عبدالاحد از حضرت مجدد قدس اللہ اسرارہما نقل فرمودہ اندکہ ادائے صلاۃ فجر در غلس مثمر فنائے اخفی است۔ از انوار و برکات لطائف سینہ مطلع انوار و مصدر اسرار می گردد۔

ز دریا موج گوناگوں بر آمد ز بے چُونی بہ رنگِ چُوں بر آمد
گہے در کسوت لیلا فرو شد گہے بر صورت مجنوں بر آمد
چو یار آمد ز خلوت خانہ بیروں ہموں نقش درون بیروں بر آمد

سیر لطائف در عالم ظلال کہ آں را دائرہ ولایت صغریٰ گویند

باید دانست کہ حضرات اکابر نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم اصل کار بر جمعیت و حضور داشتہ اند۔ بہ صور و اشکال غیبی متوجہ نہ می شوند کشوف و انوار را چنداں اعتبار نہ نہادہ اند۔ طالب را بہ حصول چہار چیز رغبت می نمایند۔

جمعیت و حضور و جذبات و واردات۔ جمعیت عبارت ازاں است کہ در حریم دل ہواجس و وساوس را جائے نماند و خیال ماسوی بالکلیہ دور شود۔

خیال ماسوی از دل بروں کُن گزر از چون و خُبِ بے چگوں کُن

وحضور عبارت از آں است کہ دل بہ ہمہ وقت و ہمہ حال متوجہ بہ مبدأ فیاض باشد۔ بیداری بود یا خواب خاموش بود یا مصروف کلام در قہر بود یا در مجاملہ مصداق کَاَنَّہٗ یَرَی اللہَ باشد۔

دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال می دار نہفتہ چشم دل جانب یار

و جذبات عبارت ازان است کہ کشش لطائف بہ اصول خود شود و ازاں اصول بہ اصولِ آنہا وَهَلُمَّ جَرًّا مِنَ الۡاُصُوۡلِ اِلٰی اُصُوۡلِهَا اِلٰی اَنۡ یَبۡلُغَ الۡکِتَابُ اَجَلَهٗ۔

بر سر خاک ما بیا نغمۂ عشق را بسرا کز جذبات شوق تو نعرہ ز خاک بر زنم
بعد ہزار سال اگر بر قبرم گزر کُنی مشک شود غبار من رُوح شود ہمہ تنم

ووار دات عبارت ازاں احوال است کہ از جہت فوق بر قلب فیضانے رونماید کہ تاب و تحمل آں متعسر باشد۔

تو در دلی بہ غم این و آں کہ پردازد　　بہ جائے جاں کہ تو باشی بہ جاں کہ پردازد

زناز نیست ترا فرصت و مرا ز نیاز　　کنوں بہ حال دل ناتواں کہ پردازد

باید دانست رعایت جہت فوق از وجہ شرف و بہ سبب ممارست توجہ بہ آں جہت است۔ وَاِلَّا حق سبحانہٗ و تعالیٰ را بیروں از دائرۂ جہات باید جست۔ واِیں واردات را در طریقہ عدم و وجودِ عدم می گویند۔ در ابتدار بر دل سالک گاسے ماسہے ورود می نماید و باز نوبتے در ہفتہ و عشرہ۔ ورفتہ رفتہ در شبا روز مرتے تا بہ مرورِ لیالی وانہر بہ توالی و تواتر ورود می نماید تا آں کہ بہ انصال می انجامد۔

وصل اعدام گر توانی کرد　　کار مرداں مردواری کرد

فنائے لطائف خمسہ و کمال سیر انفسی در دائرۂ ولایت صغریٰ کہ دائرۂ ظلال و محل ظہور توحید و اسرار معیت است حاصل می شود۔ امام الطریقہ حضرت نقشبند قدس سرہ فرمودہ اند۔ اولیاء اللہ بعد از فنا و بقا ہر چہ می بینند در خود می بینند و ہر چہ می شناسند در خود می شناسند حیرت ایشاں در نفس خود می باشد۔ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝

ہمچو نابینا مبر ہر سوئے دست　　با تو در زیر گلیم است آنچہ ہست

حضرت مجدد قدس سرہٗ در مکتوب نود و نہم از دفتر دوم می نویسند۔ پرسیدہ بودند کہ سیرے کہ بیرون انفس نوشتہ اند آں کدام باشد سیر مراتب عشر عالم خلق و عالم امر و سیر ہیئتِ وحدانی داخل انفس می نماید پس سیر در ماورائے انفس کدام باشد۔ بدانند کہ انفس در رنگ آفاق ظلالِ اسماء الٰہی است جل سلطانہٗ و چوں ظل بہ فضلِ خداوندی جل شانہٗ خود را فراموش ساختہ متوجہ اصل خود گردد و محبت بہ اصل خود پیدا کند ناچار بہ حکم اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ خود را ہماں اصل خود خواہد یافت و انائے خود را بر ہماں اصل خود خواہد انداخت۔ و ہمچنیں چوں آں اصل را اصل دیگر است از یں اصل بہ آں اصل خواہد رفت بلکہ خود را عین اصل خواہد یافت۔ وَھَلُمَّ جَرًّا اِلٰی اَنْ یَّبْلُغَ الْکِتَابُ اَجَلَہٗ ایں سیر سیر ماورائے آفاق و انفس است اما بدانند جمعے سیر انفسی را سیر فی اللہ گفتہ اند۔ آں سیر کہ گفتہ شد ورائے ایں سیر است کہ گفتہ اند چہ ایں سیرِ حصولی است و آں سیر وصولی۔ و فرق درمیانِ حصول و وصول در مکاتیب متعددہ نوشتہ است از انجا معلوم کردہ باشند۔ الخ۔

علامت رسیدن قلب بہ دائرۂ ولایت صغریٰ آں است کہ توجہ فوق مضمحل شدہ احاطۂ شش جہت می فرماید و معیّتِ بے چُونی حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ محیط خود و محیط ہمہ عالم بہ ادراک بے چُوں می بیند۔ دوام ذکر و فکر و غلبۂ شوق و محبّت بہ سُوئے محبُوب حقیقی پیدا می شود و جذبہ و توجہ بہ حضرت قدس روی می نماید آئینۂ دل از زنگ غفلت و اُدُرانِ ہَواجِس صاف شدہ بمنزلۂ جام جہاں نمائے می نماید۔

تو کتابی در تو مسطور است عالم ہرچہ ہست
چیست آں کو در کتاب لوح دِل مسطور نیست

وسیر در ظلالِ اسمار وصفات واجبی شروع می شود۔ سالک بے چارہ و عاشق دلدادہ کہ نادیدہ بہ محبُوبِ خود تعشقے بہم رسانیدہ بود چُوں در آئینۂ قلبِ خود عکوسِ ظلال اسمار وصفاتِ واجبی مُلاحظہ می کند از نافہمی خود آں را عین محبُوب تصور کردہ بہ شطحیات تکلم می کند و صُورت محبُوب را در نگار خانۂ باطنِ خود دیدہ از ہوش رفتہ خیال وصال می کند۔

عکس روئے تو چو در آئینۂ جام فتاد
عارف از خندۂ مَیٔ در طمع خام فتاد

جلوہ کرد رخش روز ازل زیر نقاب
عکسے از پرتو آں بر رُخ افہام فتاد

ایں ہمہ عکسِ می ونقشِ مخالف کہ نمود
یک فروغِ رخ ساقی است کہ در جام فتاد

چُوں از غایت وارفتگی و درماندگی واز نہایت مدہوشی و سرشاری فرق در ظل واصل نہ می تواند کرد لاجرم نعرۂ اتحاد و عینیّت از نہادش می برآید۔

چُوں عکسِ رُخِ دوست در آئینۂ عیاں شد
بر عکس رُخِ خویش نگارم نگراں شد

غلبۂ ایں دید بہ جائے می رساند کہ تعیّن و تشخصِ خود نیز از نظرش مرتفع می شود۔ کسے بہ سُبحَانِیٓ مَا اَعْظَمَ شَانِیٓ دم می زند کسے را صدائے مَا فِی جُبّتِیٓ اِلّا اللّٰہُ از نہادش بلند می شود و کسے را نعرۂ اَنَا الْحَقّ تا سرِ دار می رساند۔

مرد رہِ حق سخن محقق گوید
از ہر کہ جز اوست ترک مطلق گوید

در راہِ حقش اگر دو صد پارہ کنند
ہر پارہ از و دو صد اَنَا الْحَقّ گوید

آرے آرے اے برادر پاک سیر بہ گوش ہوش بشنو۔ در حدیث قدسی وارد است۔ اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ اِنْ خَیْرًا فَخَیْرٌ وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ۔

اے برادر تو ہمیں اندیشۂ
مابقی تو استخوان و ریشۂ

گر گل است اندیشۂ تو گلشنی
ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی

ہوش کن ہوش کن کہ دربارۂ ایں گشتگانِ پاک نہاد خیالِ فاسد را در دلِ خود جائے نہ دہی عالِمُ
الّسِرّ اَیْ جَلَّ شَانُہٗ دانا است کہ ایں صدا از کجا برخواستہ و ایں شور از چہ پیدا شدہ

زسازِ مطربِ پُر سوز ایں رسید بہ گوش — کہ چوب و تار و صدائے تین و تنن ہمہ زوست

ایں آں نعرہ نیست کہ از شعشانِ انوار ذات و صفات واجبی ذرات ممکنات از نظر سالک مخفی شدہ
وے دراصلِ خود خود را فراموش ساختہ انائے خود را بر اصل خود انداختہ۔ و ایں آں صدائے است
کہ جام دلربائے عقل و خردِ بے چارہ و بسمل را با خود بردہ وے را مصروف آہ و فغاں ساختہ۔

عشق آمد عقل او آوارہ شد — صبح آمد شمع او بے چارہ شد
عقل سایہ حق بود حق آفتاب — سایہ را با آفتاب او چہ تاب

صاحب ایں کیفیت از خود و از بایستہائے خود فانی گشتہ۔ دامنِ وے از طعن و ملامت
دُور است۔ وے داخل زمرۂ اولیائے پاک پروردگار است وے از گروہ عاشقان و مجذوبانِ
حضرت کردگار است۔ وجود او را آتش شوق درہم گرفتہ و خرمنِ ہستی او را شعلۂ محبت خاکستر
کردہ او از خود غائب است بہ ستر کلام خود چہ رسد۔

آتش آں نیست کہ بر شعلۂ او خندد شمع — آتش آں است کہ در خرمنِ پروانہ زند

ہاں ہاں کسے کہ در دائرۂ ولایتِ صغریٰ قدم نہ نہادہ است و سیر در ظلالِ اسماء و صفاتِ واجبی
نہ کردہ است برائے او سخنانِ توحید گفتن و اعتقادِ وحدت وجود نمودن حرامِ قطعی است۔ ایشاں
را فکر باید کرد کہ دعوت حضراتِ انبیاء علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والتسلیماتُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
است کہ موقوف بر کثرت است چہ انتفائے الہیۂ باطلہ و اثبات وحدانیت مر خدا را در اثبات
کثرت صورت می بندد اگر کثرت نہ بُودے اثبات وحدت از کجا بُودے و از بہر چہ بودے مشائخ
وقت را حق تعالیٰ انصاف دہد کہ اعتقاد ملحدانہ بہ پیروانِ خود تلقین می نمایند۔ عوام کالانعام
را در تخیل مراقبۂ توحید وجودی انداختن غیر از خسارت دُنیا و آخرت چیزے نہ می افزاید۔

بے خردے چند ز خود بے خبر — عیب پسندند بہ زعمِ ہنر
باد شوند ار بہ دماغے رسند — دود شوند ار بہ چراغے رسند

البتہ بعض سالکاں را قبل از قطع دائرۂ امکاں بلکہ قبل از برآمدن لطیفہ از قالب حالتے شبیہہ
بہ توحید وجودی وہمہ اوست ظاہر می شود۔ موجبش آنکہ بہ تخیل مراقبۂ توحید صورت توحید در متخیلہ
ایشاں منصور می شود۔ چوں ایں تخیل غلبہ می کند سخنان توحید بے تحاشی می گویند۔ خصوصًا در

اوقات سماع و آواز خوش و تار و نغمہ کہ در قلب حرارتے و ذوقے پیدا می شود بے باک ترمی شوند و اشعار توحید شنیدہ خود را ہم حالِ قائلانِ آں اشعار می شناسند نمی دانند کہ اربابِ ایں احوال را آداب و شرائط است کہ در اینہا مفقود است۔ و جمعے را عنصر ہوا دست می دہد چوں کہ ایں عنصر را لطافتے است کہ در ذرات ممکنات ساری است ایشاں از کوتہ نظری خود آں را وجود حق تصور نمودہ سخنانِ توحید بر زباں می آرند۔ نمی دانند کہ ایں سیر داخل دائرۂ امکان است و مقام توحید بعد از انقطاع دائرۂ امکان است۔ و برخے را بہ سبب انکشاف عالم ارواح و بے چُونی آں عالم نسبت بہ عالم اجسام و نیز احاطۂ عالم ارواح بر عالم اجسام ایشاں آں را قیومِ عالم تصور نمودہ بہ خدائی می پرستند۔ دریں مقام بعضے اکابر را نیز اشتباہے واقع شدہ چوں عنایت پروردگار شامل حال ایں بزرگوارں بودہ ایشاں را ازاں مقام عروج واقع شد آں زماں حقیقتِ اشتباہ بر ایشاں ظاہر شد۔

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجا است نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

چُوں لطائف خمسہ را سیر تفصیلی واقع می شود اوّل گزر ایشاں در دائرۂ امکاں واقع می شود کہ عالم ملک و ملکوت کہ آں را عالمِ اجسام گویند و عالمِ ارواح و عالم مثال کہ آں برائے دیدن است نہ برائے ماندن و عالمِ امر ہمہ داخلِ ایں دائرہ اند چوں ازیں دائرۂ عُروج می شود قدم در دائرۂ ولایت صغریٰ می نہند در اینجا سیر در ظلالِ اسماء و صفات واجبی واقع می شود۔ ہر نقطۂ ازیں دائرہ ناشی است از اصل دیگر و آں اصل را اصل دیگر است و ہلم جرّاً تا آں کہ بعد از قطعِ سیر تفصیلی سیر بہ نقطۂ اجمالی می رسد کہ تعینِ اوّل و حقیقتِ محمدی است کہ ناشی است از ذات بحت و احدیت مجردہ۔ کما سیاتی بیانہا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اے برادر بے نہایت درگہیست ہر چہ بروے می رسی بروے مئیست

باید دانست کہ دائرۂ ظلال مبدأ تعینِ جمیع ممکنات است غیر از انبیاء و ملائکہ علیہ السلام کما تقدم۔ ہر فردے را از افراد عالم بہ توالی و تواتر از جناب الٰہی فیوضات تازہ بتوسط مظاہر اسماء و صفاتِ غیر متناہیہ و ظلالِ آنہا می رسد۔ ازیں جہت ظلال را مبدأ تعینِ افراد گویند و آں را عین ثابتہ نیز می نامند۔ و آنچہ حضرات صوفیہ فرمودہ اند اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَتَقَدَّسَ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ اشارت بہ ہمیں نقطہائے ظلال اند کہ مبادی تعین افراد می باشند۔ در دائرۂ ظلال لطائف خمسہ را فنا و بقا حاصل می شود۔

لطیفۂ قلب را فنا و بقا، در ظلالِ تجلیات افعال الٰہیہ یعنی صفت تکوین می باشد۔ در وقت فنا تعلق حُبّی و علمی از ماسویٰ در ساحت سینہ نہ می ماند و خطرۂ از غیر بہ دل راہ نہ می یابد۔

خیال ماسویٰ از دل بروں کُن   گزر از چون و حُبِّ بے چگوں کُن

و در وقت بقا افعال خود و افعالِ جمیع ممکنات را آثار افعال حق سبحانہٗ و تعالیٰ می بیند چوں ایں دید غالب می شود صفات و ذوات ممکنات را مظہر صفات و ذات پروردگار می بیند و لب بہ توحید وجودی می کشاید۔

غیرتش غیر در جہاں نہ گزاشت   لاجرم عین جملہ اشیا شد

و لطیفۂ روح را فنا و بقا در ظلالِ تجلیات صفات ثبوتیۂ الٰہیہ می باشد در وقت فنا سالک صفات خود و صفاتِ جمیع ممکنات را معدوم می بیند مثل سمع و بصر و قدرت و ارادہ و کلام وغیرہ و در وقت بقا اثبات صفات جمیع را بہ حق سبحانہ و تعالیٰ می کند و می گوید۔

عِشقم کہ در دو کون و مکانم پدید نیست   عنقا مغربم کہ نشانم پدید نیست

ز ابرو و غمزہ ہر دو جہاں صید کردہ ام   منگر بداں کہ تیر و کمانم پدید نیست

گویم بہ ہر زبان و بہ ہر گوش بشنوم   ایں طرفہ ترکہ گوش و زبانم پدید نیست

و لطیفہ سر را فنا و بقا در ظلالِ تجلیاتِ شیونات الٰہیہ می باشد۔ در وقت فنا سالک ذاتِ خود و ذوات جمیع ممکنات را در ذات پاک وحدہٗ لا شریک لہٗ مضمحل و گم می یابد و در وقت بقا ذات پاک ذوالجلال را بہ جائے جمیع ذوات می بیند۔

چوں بنگرم در آئینہ عکسِ جمالِ خویش   گردد ہمہ جہاں بہ حقیقت مصورم

خورشید آسمانِ ظہورم عجب مدار   ذراتِ کائنات اگر گشت مظہرم

و لطیفۂ خفی را فنا و بقا در ظلال تجلیات صفات سلبیہ الٰہیہ می باشد۔ در وقت فنا سالک در صفات سلبیہ فانی می شود و در وقت بقا تفرید جناب کبریا از جمیع مظاہر می نماید۔

آں کس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند   فرزند و عیال و خانماں را چہ کند

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی   دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

و لطیفۂ اخفیٰ را فنا و بقا، در ظلال تجلیات شانِ جامع الٰہی است در وقت فنا سالک از اخلاق خود می گزرد و در وقت بقا متخلق بہ اخلاق پاک پروردگار می گردد۔

منبع آداب و اخلاق حسن   مجمع اوصاف ربّ ذوالمنن

اگرچہ لطائف خمسہ را فنا و بقا در دائرۂ ظلال حاصل می شود لیکن نہ باید فہمید کہ سیر و عروج ایں لطائف بہ انتہا رسید ہنوز ایں لطائف را از دائرۂ ظلال بہ دائرہ تجلیاتِ اسماء و صفات رسیدن است کہ آں در دائرۂ اولی از ولایت کبریٰ متحقق می شود و آں وقت سیر ایں لطائف و عروج آنہا بہ کمال خواہد رسید۔

ایں مرتبہ را بلندی و پستی نہ بود — خود بینی و خویشتن پرستی نہ بود
در ہر قدمے ز نیست بینی اثرے — جائے برسی کہ نام ہستی نہ بود

فائدہ۔ آں کہ حضرت فرمودہ اند۔ طریقے کہ ما در صددِ قطعِ آنیم ہمگی ہفت گام است مراد ازاں لطائف سبعہ اند پنج از عالم امر و دو از عالم خلق کہ یکے نفس و دیگرے قالب است۔ و آں کہ دو قدم فرمودہ اند پس بہ اعتبار عالم امر و عالم خلق گفتہ اند چہ لطیفۂ قلب از امر و لطیفۂ نفس از خلق بہ منزلۂ بنگہ و برزخ است مر لطائف دیگر را کما تقدم بیانہ۔

ذِکرِ نفی و اثبات

طالب را باید کہ با وضو رو بہ قبلہ مُربع یا دو زانو بنشیند دست ہا را بر روئے رانہا بنہد و متوجہ قلب صنوبری شدہ حواس را جمع ساختہ چشم بر ہم نمودہ نفس را زیر ناف بند کردہ بہ ادب و تعظیم تمام کلمہ لَا را از ناف بہ طرف بالا کشیدہ تا بہ پیشانی و دماغ رساندہ متوہم شود کہ از دماغ پرید و اِلٰہَ را بہ طرف راست برا بر کتف فرود آوردہ اِلَّا اللّٰہُ را سخت بر دل صنوبری زند بہ نوعے کہ گزر و اثرِ آں بہ لطائف خمسہ شود و حرارت بہ تمام اعضا رسد با رعایت عدد طاق کہ ایں را وقوف عددی گویند تا ہر جا تواند اعداد را رساند لیکن آواز نہ کند و در اخفا سعی بلیغ نماید تا آں کہ اگر شخصے نزد او باشد معلوم نہ کند کہ در کدام چیز مشغول است چوں نفس فرو گزارد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بگوید۔ بعد از چند بار باز گشت کند کہ خداوندا مقصودِ مَن توئی و رضائے تو محبت و معرفت خود عطا کن۔

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم — خاکے شوم و زیر پائے تو زیم
مقصودِ مَنِ خستہ ز کونین توئی — از بہر تو می میرم و از برائے تو زیم

اگر در حبس نفس تنگی یا مضرتے محسوس کند پس بدونِ حبس نفس شغل نماید چہ حبس دم در یں ذکر شریف

بمنزلۂ قید است نہ شرط۔ البتہ معنی را بہ خوب وجہ ملحوظ دارد۔ در وقت نفی جمیع محدثات وممکنات را بہ نظر فنا ونیستی دیدن است و در وقت اثبات وجود پروردگار را مقصود بہ دانستن و بہ نظر بقا و دوام ملاحظہ کردن است تا آں کہ بہ تکرار ایں کلمۂ مبارکہ توحید در قلب متمکن گردد و اثر ذکر بروے ظاہر گردد۔ در زمان نفی وجودِ بشریت منتفی گردد و در اثبات اثرے از آثار جذبات الٰہی مطالعہ افتد۔ چہ کمالِ مراتب ذکر آن است کہ مذکور بہ نوعے بر دل مستولی گردد کہ نام مذکور ہم فراموش گردد۔

چوں بادۂ شوق تو کند بَرّاقی گردد تن و روح جملہ مست ساقی
تن مست شراب و روح مست ساقی آں گردد فانی و ایں گردد باقی

حضرت علاؤ الدین عطار قدس سرہٗ فرمودہ اند بسیار گفتن سود مند نیست ہر چہ گوید از سر وقوف گوید چوں عدد از بست و یک بگزرد و اثرے از آثار جذبات الٰہیہ ظاہر نہ شود دلیل بے حاصلی است و عمل باطل است باز از سر گیرد۔ ذکر شریف آں قدر کند کہ یک ہزار ضرب بہ حساب آید۔

ایں ذکر شریف بہ ایں نہج کہ ابتدا از ناف کنند و بہ دماغ رسانیدہ بہ کتف راست فرود آوردہ بر قلب ضرب دہند از برائے آن است کہ حرارت فیض بہ جمیع لطائف عشرہ برسد و ہمہ را عروجے حاصل شود۔ نہ گویند کہ عروج و نزول بہ لطائف خمسۂ امر و لطیفۂ نفس متصور است نہ بہ لطائف اربعۂ باقیہ کہ آں را عناصر اربعہ گویند۔ چہ مراد از عروجِ قالب طہارت ہر عنصر است از اوجِ ترفع و تکبر و خود سری و از حضیض پستی و دنارت و رذالت۔ عناصر از افراط و تفریط پاک شدہ رو بہ اعتدال آرند البتہ عروج و نزول لطائف خمسۂ را شانے دیگر است کما تقدم بیانہ۔

حضرت مجدد قدس سرہ نوشتہ اند۔ اگر کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ نہ می بود راہے بہ جناب قدسِ خداوندی جل سلطانہٗ کہ می نمود و نقاب از چہرۂ توحید کہ می کشود و فتح ابواب جنات کہ می فرمود۔ کوہ کوہ صفات بشریہ بہ استعمالِ کلندِ ایں لا کندہ می شود و عالم عالم تعلقات بہ برکت تکرار ایں نفی منتفی می گردد و نفی آں الٰہیۂ باطلہ را منتفی می سازد و آں معبود حق را جل شانہٗ مثبت سالک مدارج امکانی را بہ مدد او قطع می نماید و عارف بہ معارف وجوبی بہ برکت او ارتقا می فرماید اوست کہ از تجلیات افعال بہ تجلیات صفات می برد و از تجلیات صفات بہ تجلیات ذات می رساند۔

تا بہ جاروب لا نہ روبی راہ نہ رسی در سرائے الا اللہ

ونوشتہ اند۔ ہمہ عالم در جہت ایں کلام معظم کاش حکم قطرہ می داشت لنسبت بہ دریائے محیط۔ ایں کلمۂ طیبہ جامع کمالات ولایت ونبوت است۔ مردم تعجب دارند کہ بہ یک گفتنِ ایں کلمہ چگونہ دخول جنت می شود۔ ومحسوس ومشہود ایں فقیر شدہ اگر تمام عالم را بہ یک گفتن ایں کلمہ بخشند و بہ بہشت برند گنجائے دارد۔ واگر برکات ایں کلمہ را قسمت کنند بہ تمام عالم ہمہ، ابدالآباد معمور وسیراب کند۔ ونیز نوشتہ اند۔ حصول برکت وظہور عظمت ایں کلمہ را بہ اعتبار درجات قائل آن است۔ ہر چند گوئندہ عظیم تر ظہور برکت آں بیشتر وایں مصراع بر زبان گوہر افشان خود راندند ع یَزِیْدُكَ وَجْهُهٗ حُسْنًا اِذَا مَا زِدْتَهٗ نَظَرًا۔

فائدہ: حضرات ما قدس اللہ اسرارہم فرمودہ اند کہ برائے دور کردنِ ادرانِ رذائل و ازالۂ اوساخ ذمائم کہ در باطن رسوخ یافتہ ومتمکن گشتہ مثل حسد وکینہ وخست ودنائت وعجب ونخوت وغرور وریا وکبر وغیظ وغضب وبے صبری وبے قناعتی وامثال آں ایں کلمۂ طیبہ ازبس نافع است بہ نوعے کہ بہ وقت لَآ اِلٰہَ گفتن انتفائے آں خصلتِ بدِ خود کند کہ ازاں رستگاری طلب دارد وازاِلَّا اللہ طالب حُبِ پروردگار باشد۔ مثلاً برائے زوال حسد گوید لَآ اِلٰہَ یعنی نیست حسد در من اِلَّا اللہ مگر محبت پروردگار۔ کلمۂ طیبہ را بہ زبان خواند یا بہ دل اختیار دارد البتہ بہ عاجزی وحضور گوید۔ تاآں کہ ذمیمہ زائل گردد۔ وہمچناں تمام رذائل رایک یک کردہ از باطن خود دور کند تا باطن را تصفیہ حاصل شود۔

تنبیہہ

فرمودہ اند تاوقتے کہ سالک بہ دولت حضور وآگاہی وبہ فنائے نفس وتہذیب اخلاق مشرف نہ شدہ است غیر از نماز فرض وواجب وسنن موکدہ اشتغال بہ نوافل وتلاوت قرآن بہ اوراد واذکار وادعیہ صحیح نیست۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ نوشتہ اند۔ آدمی تا بہ مرض قلب مبتلا است، ہیچ عبادتے۔ او را نافع نیست بلکہ مضر است لہٰذا اوّلاً ساحتِ سینۂ خود را از ادران رذائل صاف کند ودولت حضور وآگاہی را حاصل کند کہ اعلیٰ ترین اذکار است بلکہ مقصود از اذکار ہمیں کار است۔ وباید دانست کہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ اسرارہم العلیہ بعد از حصول دولتِ آگاہی ودوامِ حضور۔ اشتغال بہ امورِ یقینیہ وعلوم دینیہ می فرمایند۔

به ذکر شریف و تلاوت قرآن مجید و مطالعهٔ احادیث نبویه علیٰ صاحبها السلام والتحیة و درود شریف و نماز با نیاز و استغفار و تسبیح و تحمید و تکبیر۔ اوقات شریفهٔ خود را معمور می دارند۔ به اوراد و احزاب و عملیات نه می پردازند۔ حضرت مجدد قدس سرهٗ نوشته اند طریق ما طریق دعوت اسما نیست۔ الخ۔ کسانے که به چنیں امور اشتغال دارند از جمعیت خاطر محروم می مانند۔

دل گفت مرا علمِ لدنّی ہوس است | تعلیمم کن اگر ترا دست رس است
گفتم که الف گفت دگر گفتم ہیچ | در خانه اگر کس است یک حرف بس است

روزے نیک مردے که در طریقهٔ شریفهٔ حضرات قادریه بیعت بود از جناب پیر و مرشد برحق قدس سرهٗ طالب اجازت حزب البحر شد۔ آں جناب اجازت مرحمت فرموده ارشاد کردند۔ ایں دعائے حضرت ابوالحسن علی شاذلی قدس سره بسیار بابرکت دعا است که مشتمل است بر آیات شریفه و ادعیهٔ ماثوره و کلمات الہامیه اگر شما ایں دعا را خالصاً للّٰه برائے حصولِ خوشنودیِ او سبحانه و تعالیٰ بخوانید ضمناً فتوحات دنیویه به شما حاصل شود بهتر است تا از ثواب محرومی نه آید و اگر شما برائے حصولِ اغراضِ دنیویه خوانید پس از ثواب محرومی یقینی است۔ اگر دنیوی مقصود حاصل شد ثمره بخشید و الّا نه فائده دیں و نه فائده دُنیا۔ فقیر گوید ذکر الشعرانی فِی لَوَاقِحِ الْاَنْوَارِ الْقُدْسِیَّةِ اَنَّ الْاِمَامَ اَحْمَدَ رَوٰی فِیْ مُسْنَدِہٖ مَنْ عَمِلَ مِنْ هٰذِہِ الْاُمَّةِ عَمَلَ الْاٰخِرَةِ لِلدُّنْیَا فَلَیْسَ لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ۔ هٰذا و رَوَی الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوْ اِمْرَاَةٍ یَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ۔ ہوشیار آں کس است که فکر فردا امن گیر او بود اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔

دردم از یار است و درماں نیز ہم | دل فدائے او شد و جاں نیز ہم

مُراقبات

مُراقبه ماخوذ از رقوبت و رقابت است به معنی حفاظت کردن و انتظار کشیدن و در

اصطلاح حضرات مشائخ چشم بند کردہ انتظار ورود فیض از حضرت مبدأ فیاض نمودن است بہ اعتبار صفتے از صفات یا وجہے از وجوہ یا بدون اعتبار صفتے یا وجہے انتظار فیض از ذات بحت کردن است بر لطیفہ از لطائف یا بر ہیئت وحدانی بہ نوعے کہ خطرہ ماسوی راد رحریم دل جائے نہ باشد و اگر اندیشہ سرایت کند فوراً آں را دفع نماید۔ خواجہ خورد در فوائح می نویسند۔ اَلْمُرَاقَبَۃُ ھِیَ الْخُرُوْجُ عَنِ الْحَوْلِ وَالْقُوَّۃِ وَالْاِعْرَاضُ عَنْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ وَالْاَوْصَافِ مُنْتَظِرًا لِلِقَائِہٖ وَمُشْتَاقًا اِلٰی جَمَالِہٖ وَمُسْتَغْرِقًا اِلٰی ھَوَاہُ وَمَحَبَّتِہٖ قَالَ اِمَامُنَا نَقْشْبَنْدُ قُدِّسَ سِرُّہٗ اَلْمُرَاقَبَۃُ اَقْرَبُ الطُّرُقِ۔

دل آرامے کہ داری دل درو بند　　دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

حضرت سعدالدین کاشغری از سید الطائفہ حضرت جُنید بغدادی قدس اسرارہما حکایت می کنند کہ استادِ من در مُراقبہ گربہ بودہ۔ روزے بر سُوراخ موشے نشستہ دیدم۔ بہ نوعے متوجہ آں جہت بودہ کہ جنبش موئے را حرکت نہ بودہ من از رُوئے تعجب در روے می نگریستم کہ ناگاہ صدائے از غیب بہ گوشم رسید کہ اے پست ہمت۔ در مقصودِ تو کمتر از موشے نیستم کہ مقصود گربہ می باشد تو در طلبِ من کمتر از گربہ مباش۔ ازاں پس در مُراقبہ افتادم۔

دانی کہ مرا یار چہ گفت است امروز　　جز ما بہ کسے درمنگر دیدہ بدوز

حضرت علاؤ الدین عطار قدس سرہ فرمودہ اند طریقہ مراقبہ از طریق نفی و اثبات اعلیٰ و اقرب است۔ از طریق مُراقبہ بہ مرتبۂ وزارت و تصرف در عالم ملک و ملکوت می تواں رسید۔ اشراف بر خواطر و القائے سکینہ و بہ نظرے موہبت کردن و بہ توجہے باطن را منور ساختن از دوام مراقبہ می باشد۔ از ملکۂ مراقبہ اطمینان قلب و جمعیت خاطر و دوام قبول الہا حاصل می شود۔ و ایں معنی را جمع و قبول می گویند۔ حضرت مُجدِّد قدس سرہ فرمودہ اند۔ سالکے کہ سیر او در تفصیل اسماء و صفات افتاد راہ وصول او بہ حضرت ذات جل سلطانہ مسدود گشت چہ اسماء و صفات را نہایتے نیست تا بعد از قطع آنہا بہ مقصد اسنیٰ تواند رسید۔ مشائخ ازیں مقام خبر دادہ اند کہ مراتب وصول را نہایت نیست زیرا کہ کمالات محبوب نہایت نہ دارد۔ مراد از وصول اینجا وصلِ اسمائی و صفاتی است۔ سعادت مند کسے است کہ سیرِ او در اسماء و صفات بہ طریق اجمال واقع شدہ و بہ سرعت واصلِ حضرتِ ذات تعالیٰ و تقدس گشتہ

ہر نقابے رُوے جاناں را نقابے دیگر است　　ہر حجابے را کہ طے کردی حجابے دیگر است

حضرت ایشاں قدس سرہ ایں راہ دور و دراز را بر اساسِ شریعتِ غرّاء و قواعدِ ملتِ بیضاء بہ شفقۃ

عَلَى الْعِبَادِ وَعَمَلًا بِمَا جَاءَ فِي الْخَبَرِ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا به نوعے واضحتہ الاعلام و سہل المنال ساختند کہ نظیرش در تصور نہ آید چہ جائے کہ فوق آں مذکور شود۔ ہزاراں ہزار افراد کہ در بحرِ بے کران توحید غوطہ زن بودند ازان راہ بہ ساحلِ شہود رسیدہ اند۔ جَزَاهُ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ خَيْرَ الْجَزَاءِ۔

یارب زرہ راست نشانے خواہم — از بادۂ آب و خاک جانے خواہم
از نعمت خود چو بہرہ مندم کردی — در شکر گزاریت زبانے خواہم

اے برادرِ صاف منش و اے سالکِ پاک روش رَزَقَنِيَ اللّٰهُ وَاِيَّاكَ الْبَصِيْرَةَ لِنَرٰى اٰيَاتِ اللّٰهِ فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِنَا وَنَصِلَ اِلٰى اَعْلٰى دَرَجَةِ الْاِحْسَانِ بِاَنْ نَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّنَا نَرَاهُ۔

تا دوست بہ چشمِ سر نہ بینم — از پائے طلب کجا نشینم
مردم گویند خدا بہ چشمِ سر نتواں دید — آں انساں اندو من چشمِ ہر دم

بہ پائے جدو استقامت سعیہا باید نمود تا از خیابانِ ایماں افزا دامنِ مراد پر کنیم۔ پیرِ ہرات حضرت عبداللہ انصاری قدس سرہٗ می فرمایند۔ درویشاں طائفہ اند کہ ہمہ ہشیاراں ستند و بیدارانِ الستند۔ نہ بر شادمانی دل بستند و نہ از فوتِ کامرانی خود را خستند۔ غنی دلاں تنگ دستند۔ راہ کو بان ہوا پرستند۔ پاکانے اند کہ از ہستی و نیستی رستند و از قفسِ ما و من جستند قرابہ حبِ جاہ شکستند و در حرمِ لی مَعَ اللّٰہِ نشستند۔

حبذا قومے کہ دادِ بندگی را دادہ اند — ترک دنیا کردہ اند و از ہمہ آزادہ اند
روزہا با روزہا در گوشۂ بنشستہ اند — باز شبہا در مقامِ بندگی استادہ اند
طرفتہ العینے نہ بودہ غافل از حضرت ولے — سیلہا با ایں ہمہ از چشمِ خود بکشادہ اند
راحتے دیدند و ذوقے یافتند از این و آں — روز و شب در کنجِ محنت بر سرِ سجادہ اند
پیرِ انصاری تو میدانی کہ ایشاں کیستند — فرقۂ بے کر و فر زمرۂ دل سادہ اند

حضرت ایشاں قدس سرہٗ راہ سلوک را ہفت قسمت نمودہ اند کہ ایں فقیر آں را بہ ہفت مدارج تعبیر نمودہ۔ مدرج اول دائرۂ امکان است کہ دو حصہ دارد یکے عالمِ خلق و دیگری عالمِ امر و مشتمل است بر یک مراقبہ۔ مدرج دوم دائرۂ ظلالِ تجلیات اسماء و صفات است کہ آں را دائرۂ ولایتِ صغریٰ گویند و مشتمل است بر یک مراقبہ۔ مدرج سوم دائرۂ

تجلیات اسماء و صفات است کہ آں را دائرۂ ولایت کبریٰ گویند و مشتمل است بر سہ دائرہ و یک قوس یعنی بر چہار مراقبہ۔ باید دانست از ابتدائے ولایت صغریٰ تا انتہائے ولایت کبریٰ سیر سالک تعلق بہ اسماء و صفات الہیہ جل شانہ دارد وَ اللهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی ظَاهِرٌ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَآيَاتِهٖ۔

تَاَمَّلْ فِیْ نَبَاتِ الْاَرْضِ وَانْظُرْ — اِلٰی آثَارِ مَاصَنَعَ الْمَلِیْكُ
عُیُوْنٌ مِّنْ لُجَیْنٍ شَاخِصَاتٌ — بِاَبْصَارٍ هِیَ الذَّهَبُ السَّبِیْكُ
عَلٰی قُضُبِ الزَّبَرْجَدِ شَاهِدَاتٌ — بِاَنَّ اللهَ لَیْسَ لَهٗ شَرِیْكُ

ازیں جہت سیر ایں ہر دو ولایت را سیر در اسم مبارک هُوَ الظَّاهِرُ گفتہ می شود و مظاہر ایں اسم شریف بوجہ تام بہ وضوح می رسد۔ مدرج چہارم۔ دائرۂ تجلیات اسماء و صفات بہ امتزاج تجلیات ذاتیہ الہیہ است کہ آں را دائرۂ ولایت علیا گویند و مشتمل است بر یک دائرہ۔ دریں ولایت سیر سالک در تجلیات ذاتیہ می شود کہ در تجلیات اسماء و صفات ممتزجہ و پوشیدہ است ازیں جہت ایں سیر را سیر در اسم مبارک هُوَ الْبَاطِنُ گفتہ می شود۔ مدرج پنجم۔ دائرۂ تجلیات ذاتیۂ دائمیہ است کہ آں را دائرۂ کمالات ثلاثہ نیز گویند و مشتمل است بر سہ دائرہ۔ بعد ازیں راہ سلوک دو جا شدہ۔ یکے از طریق عابدیت و معبودیت بہ سرادقات عظمتِ معبودیت صرفہ جل مجدہٗ می رساند۔ کہ آں را سیر در حقائق الہیہ گویند و ایں مدرج مشتمل است بر چہار دائرہ۔ و دیگرے از منازل خُلت و محبیت و محبوبیت و حب صرفہ گزشتہ بہ بارگاہِ کبریاء لاتعین می رساند کہ آں را سیر در حقائق انبیاء علیہم السلام گویند و ایں مدرج مشتمل است بر پنج دائرہ۔ بعضے از مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اول تسلیک حقائق الہیہ می فرمایند و باز بہ حقائق انبیاء علیہم السلام می برند۔ و بعضے برعکس ایں عمل می کنند وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا۔ ہر دو نہج معمول حضرات است۔ البتہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید و حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ اسرارہما را معمول طریق اول بود و خلفائے نامدار ایشاں در تالیفات خود ہماں طریق را مقدم داشتہ اند ازیں باعث فقیر نیز مسلک ایشاں را اختیار کردہ فَاِنَّ الْخَیْرَ كُلَّ الْخَیْرِ فِی اقْتِفَاءِ آثَارِ اَهْلِ الْخَیْرِ۔

فَتَشَبَّهُوْا اِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ — اِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحٌ

دلیل اللہ الصمد حضرت عبدالاحد وحدت قدس سرہٗ می نویسند کہ عروج لطائف خمسہ عالم امرتا دائرۂ اولی ولایت کبریٰ کہ متضمن سہ دائرہ ویک قوس است خواہد بود۔ چوں ازاں دائرہ معاملہ بالارود در دائرۂ اصل اصل الاصل سیر افتد معاملہ بانفس خواہد افتاد ونفس بہ فنائے اتم و بقائے اکمل و شرحِ صدر و اسلام حقیقی دبہ حصولِ اطمینان و بہ ارتقا بہ مقام رضا مشرف خواہد شد۔بعدازاں اگر سیر در ولایت علیا افتد معاملہ باسہ عنصر یعنی ناری وہوائی ومائی خواہد افتاد۔ واگر ازاں جابہ فضل او تعالیٰ ترقی واقع شود ودر کمالات نبوت سیر واقع شود معاملہ بہ اجزائے ارضی خواہد افتاد واز انجا اگر ترقی واقع شود خواہ در کمالات رسالت خواہ درحقائق ثلاثہ یعنی حقیقتِ کعبہ حقیقت قرآن حقیقت صلاۃ معاملہ با ہیئت وحدانی کہ از مجموع اجزائے عشرہ است۔ اجزائے خمسہ عالم خلق واجزائے خمسہ عالمِ امر۔ بعداز حصول کمالات ہر یک فرداً فرداً حاصل شدہ خواہد افتاد۔ وبعدازاں معاملہ از عقل وفہم ما وشما برتر است اللہ تعالیٰ سبحانہ بہ محض عنایت بے غایتِ خویش از کمالات بہرہ تمام فرماید۔ اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ۔

حضرت مولوی غلام یحییٰ خلیفہ حضرت شمس الدین حبیب اللہ مرزا جان جاناں مظہر شہید قدس اللہ اسرارہما نوشتہ اند لطیفہ کہ بداں انتظار ورودِ فیض باید کشید در دائرۂ امکاں وولایت صغریٰ لطیفۂ قلب است وآں نورے مجرد است کہ تعلق بہ ایں مضغہ گوشت کہ بہ قلب صنوبری نامندہ می شود دارد و بہ تبعیت از قلب کلی کہ از عالم امر و فوقِ عرش مجید است لیکن باید دانست کہ در وقت لحاظ بہ سوئے قلب شکل ولون نورانیت قلب اصلاً ملحوظ نہ باید داشت بلکہ صرف توجہ باطنی بہ سوئے او در رنگِ توجہ بسوئے مبدأ فیاض کہ ازیں صفات منزہ ومبرّیٰ است باید داشت وآں وجہ صفت کہ در شروع مراقبہ مبدأ فیاض رابہ آں ملحوظ باید کرد۔ در دائرۂ امکاں جامعیت اوست جمیع صفات کمالات را ودر ولایتِ صغریٰ معیت اوست باما کہ مستفاد است از آیہ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ و در ولایتِ کبریٰ تا آخر قوس آں لطیفہ مذکورہ لطیفۂ نفس است کہ موضعش دماغ است وآں وجہ مذکور در دائرۂ اولیٰ اقربیت اوست تعالیٰ شانہ باما کہ مفہوم است از کریمہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد و در باقی دو دائرہ ہمچنیں در قوس ہمچنیں در ولایت علیا علاقۂ محبت میانِ ما واو سبحانہ است کہ آیہ کریمہ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ مشعر بہ آن است۔

و در ولایت عُلیا لطیفۂ مذکورہ عناصر ثلاثہ است یعنی آب و ہوا و آتش۔ و در کمالات نبوّت لطیفۂ خاک و در مقامات مافوق آں ہیئت وحدانی اجزائے عشرہ۔ و از کمالات نبوت تا آخر سلوک مبدأ فیض در وقت مراقبہ بہ صفتے از صفات ملاحظہ نہ باید کرد بلکہ توجہ بہ سوئے ذات بحت باید داشت و از و انتظار باید کشید۔ ہمچنیں معمول در خانقاہ شمسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یافتہ و بہ زبان شریف بہ کرّات و مرّات سماع نمودہ۔ انتہی۔

باید دانست حضرات مشائخ قدس اللہ اسرارہم مقاماتِ قربِ الٰہی را بہ دوائر تعبیر نمودہ اند زیرا کہ دائرہ کہ آں حلقۂ مفرغہ می باشد از سمت و جہت عاری می باشد۔ ہر مقام او زیر و بالا۔ راست و چپ می تواند شد۔ نہ اول دارد نہ آخر و اِلاّ فکما قال شاہ غلام علی قدس سرہ۔ جائے کہ خدا است دائرہ کجا است۔

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم　　کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا ایں جا است

باید دانست مراقبات را با ذکر شریف ہم می کنند و بدون ذکر شریف ہم۔ بہ ہمہ حال بہ نیازمندی و عاجزی متوجہ بہ مبدأ فیاض باشد تا در فیض بروے بکشایند۔

ایں جانِ ضعیف و دلِ خستہ می خرند　　کس عاشقی بہ قوتِ بازو نہ می کند

در مراقبات معلوم کردن دو امر ضروری است۔ یکے منشا فیض یعنی فیض از کجا بہ کدام وجہ می آید و دیگرے مورد فیض یعنی فیض بر کدام لطیفۂ شریفہ ورود می نماید۔ وَ اِلَیْکُمُ الْاٰنَ بِبَیَانِ الْمُرَاقَبَاتِ۔

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید　　دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا کردی

مدرج اوّل دائرۂ امکاں



ایں مدرج یک مراقبہ دارد کہ آں را مراقبۂ احدیت صرفہ گویند۔ منشا فیض ذات پاک احد بے چون و بے چگوں کہ متصف بہ جمیع صفات کمال و منزہ از جمیع سمات نقصان است و مسمّٰی بہ اسم مبارک اللہ می باشد۔ و موردِ فیض لطیفۂ قلب است۔ یعنی فیض وارد می شود

از ذات پاک احد بر لطیفۂ قلب. قلب را از خواطر و ہواجس نگاہ داشتہ ہمہ وقت بہ نیاز تام متوجہ ذات الٰہی و منتظر فیض او تعالیٰ و تقدس باشد تا آں کہ توجہ الی اللہ بے مزاحمت خاطر ملکہ گردد۔

دائم ہمہ جا باہمہ کس در ہمہ حال ۔۔۔ می دار نہفتہ چشمِ دل جانب یار

چوں تا چہار گھڑی یعنی تا سہ ساعت خطرۂ خطور نہ کند و توجہ الی الفوق رو نماید علامتِ قطع دائرۂ امکان است و بعضے دیدن انوار را علامت قطع دائرہ گفتہ اند۔ جذب و حضور و جمعیت و واردات و کشف داخل ایں دائرہ است۔

تا چند بہ بازوے خود تاسپت شوی ۔۔۔ بشتاب کہ از فنا خودت مست شوی

از مایۂ سود دو جہاں دست بشوے ۔۔۔ سود تو ہماں بہ کہ تہی دست شوی

مدرج دوم دائرہ ولایت صغریٰ

دائرۂ ولایت صغریٰ
کہ دائرۂ ظلال تجلیات اسماء و صفات است
مراقبۂ معیت

ایں مدرج یک مراقبہ دارد۔ ایں جا سیر سالک در دائرۂ ظلالِ اسماء و صفات می باشد کہ مبادی تعینات عامۂ خلائق است و ازیں جا سیر در مظاہر اسم ہُوَ الظَّاہِر شروع می شود۔ ایں جا مراقبۂ معیت می فرمایند کہ مفہوم کریمۂ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ می باشد۔ منشأ فیض ذات پاک پروردگار است۔ بہ لحاظِ آں کہ او سبحانہ باما است۔ باہر جزوے از اجزائے ما است و باہر ذرۂ از ذرات ممکنات است و مورد فیض لطیفۂ قلب است لیکن جذبات و حالات ہمہ لطائف را می رسد و تحصیل آں ضروری است۔ درایں مقام ذکر اسم ذات و نفی و اثبات بہ لحاظ معنی با توجہ قلب بسیار مفید است ذکر بے توجہ غیر از وسوسہ نیست۔ دریں جا حضور و توجہ بہ فوق نقد وقت می شود توحید وجودی و ذوق و شوق و نعرہ و آہ و نالہ و استغراق و بے خودی و نسیان ماسوی کہ عبارت از فنائے قلب است متحقق می شود۔ باید دانست کہ تخیل معیّت او سبحانہ و تعالیٰ از بہر آں است کہ قلب جہاتِ ستّہ را احاطہ نماید و توجہ الی الفوق رو بہ اضمحلال آرد و برائے سیر در مدرج سوم فتح باب شود۔

ہر زمانہ رُوئے جاناں را نقابے دیگر است
ہر حجابے را کہ طے کردی حجابے دیگر است

مراقبات لطائف خمسہ

حضرت شاہ **غلام علی** قدس سرہ دریں مقام بہ مراقبات خمسہ لطائف امر ارشاد می نمودند کہ سالک لطیفہ قلب خود را مقابل قلب مبارک جناب رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم داشتہ بہ جناب الٰہی جل شانہ عرض کند کہ الٰہی فیض تجلی افعالی کہ از لطیفہ مبارک آں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ لطیفہ مبارک ابوالبشر صفی اللہ حضرت آدم علیہ السلام رسیدہ است در لطیفہ قلب من برساں و باید کہ قلب حضرت آدم علیہ السلام و لطیفہائے قلب حضرات پیراں را از اول سلسلہ مبارکہ تا آخر آں کہ وسائط فیض اند مانند شیشہائے عینک ملحوظ خاطر دارد کہ باعث از دیاد قوت بصری باشند۔ و برہمیں نہج مراقبہ لطیفہ رُوح کند و فیض تجلی صفات ثبوتیہ الٰہیہ را از پروردگار طلب نماید کہ از لطیفہ مبارکہ رُوح پر فتوح آں سرور دنیا و دیں رحمۃ للعالمیں بہ روح من برساں و ہمچناں در مراقبہ سر فیض تجلیات شیونات ذاتیہ الٰہیہ را، و در مراقبہ خفی فیض تجلیات صفات سلبیہ الٰہیہ را طلب نماید و در مراقبہ اخفی فیض تجلیات شان جامع را طالب بود۔ در مراقبہ ہر لطیفہ توجہ بہ حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم باید کرد تا مناسبت و التفات ازاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر شود در خاتمہ نقل عبارت حضرت شاہ **غلام علی** قدس سرہ خواہد شد۔ اگرچہ دریں دائرہ کہ دائرہ ظلال است ولایات لطائف خمسہ بہ کمال می رسد۔ چہ اصول لطائف خمسہ از عالم امر پرواز نمودہ در اصول خود اندر دائرہ ظلال فانی و مستہلک می شوند۔ لیکن بہ منتہائے کمال آں زماں می رسند کہ بہ اصول اصول کہ آں دائرہ تجلیات اسماء و صفات واجبی است بپیوندند و آنجا مستہلک و فانی گردند و آں در دائرہ اولی از دوائر ولایت کبریٰ نصیب وقت خواہد شد

گدائے میکدہ ام لیک وقت مستی بیں
کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

تذییل

عارف پاک منش حضرت محمد نعیم معروف بہ مسکین شاہ حیدرآبادی خلیفہ حضرت شاہ

سعد اللہ حیدر آبادی خلیفۂ مرشد عالم حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس اللہ اسرارہم در مجموعۂ رسائل موسومہ بہ لذات مسکین ۱۳۱۳ھ کہ در ۱۳۱۲ھ ہجری در حیدر آباد بہ حلیۂ طبع آراستہ شدہ بہ نسبت مورد فیض در مراقبۂ معیت می نویسند۔ (در رسالۂ ارشادیہ) مورد فیضان دریں مراقبۂ لطیفۂ قالب است۔

حضرت شاہ عبد الرشید برادر کلانِ جدِ ایں فقیر قدس اللہ اسرارہما از مدینہ طیبہ عَلٰی صَاحِبِہَا اَلْفُ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَّتَحِیَّۃٍ بہ جناب مسکین تحریر نمودند۔ در رسالۂ خود مورد فیض در مراقبۂ معیت قالب را نوشتہ اند و رنگ لطیفۂ نفس مائل بہ بیاض تحریر نمودہ اند مگر از حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ تاحال بہ ہمہ۔ بزرگانِ ایں طریقہ دریں یک دیگر کہ سلوک رسیدہ است از رُوئے آں موردِ فیض در مراقبۂ معیت قلب یعنی دل معلوم می شود۔ و نورِ لطیفۂ نفس بے کیف و بہ ہمیں طور دست بہ دست ارشاد شدہ آمدہ است۔ و در طریقہ خلاف حضرت مجدد نمودن باعثِ تبدیل طریقہ است۔ و نامرضیٔ اکابر۔ لہٰذا التماس دارد کہ اگر رسالۂ خود را بہ رسالۂ جدِ امجدِ فقیر و شاہ رؤف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہما کہ نزد آں شفیق باشد مقابلہ نمودہ ہر چہ کہ خلاف آں رسالہ۔ کہ موافق احوال حضرت مجدد است۔ موافق نمایند۔ نور علی نور و باعثِ استقامتِ طریقت است۔ انتہی حضرت مسکین بہ جواب نوشتہ اند۔ خادم در مکتوبات شریف کہ حرز جاں می دارد بہ غور مطالعہ نمودہ۔ کسے جا موردِ فیض در مراقبۂ معیت قلب را نہ یافت۔ و عبارت رسالۂ حضرت ابو سعید صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہمین است۔ و علامت رسیدن قلب در دائرۂ ولایت صغریٰ آں است کہ توجہ فوق مضمحل شدہ احاطۂ شش جہت می فرماید و معیت بے چون حضرت حق سبحانہ تعالیٰ را بہ ادراک بے چُوں محیط خود و محیط ہمہ عالم می بیند۔ ازیں جا مفہوم می گردد کہ در مراقبۂ احدیت قلب اصل و قالب فرع و در مراقبۂ معیت بالعکس۔ ہر چہ بہ قلب می رسد بہ طفیل قالب می رسد پس خوبی قالب را چہ تشریح دہد کہ از تقریر و تحریر بیرون است۔ خوبی قالب است کہ تاج الصلاۃ معراج المومنین را بر سر نہادہ و کُحل بصر گردیدہ خلعت رویت اخروی را در بر گرفتہ۔ اصل عالم کبیر ہمین است کہ بر منصۂ خلافت ظہور فرمودہ۔ و عبارت رسالۂ حضرت رؤف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمین است۔ بدانند کہ دریں مقام مراقبۂ معیت می کنند وَہُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ یعنی مفہوم ایں در لحاظ داشتہ کہ حق

سبحانہ تعالیٰ باما است۔ معیّت او بہ ہر لطیفہ ما است و بہ ہر موئے جسم ما بلکہ بہ ہر ذرّۂ از ذرّات جہاں۔ متوجہ می شوند۔ وذکر اسم ذات ونفی واثبات بہ لحاظ معیت می کنند۔ معیّت حق باخلق از نص ثابت است۔ امّا علما مَعِیّتِ علمی گویند وصوفیہ مَعیّتِ ذاتی۔ دریں تردد وتشکک باید افتاد وہمیں لحاظ باید کرد کہ حق تعالیٰ باما است آں چہ معیّت سزاوار اوست ونصِّ قرآنی برآں ناطق است۔ ازیں عبارت مورد فیض درمراقبہ معیّت قالب بلکہ تمام ممکنات مفہوم می گردد۔ چراکہ معیت عام ومورد فیض خاص منصور نہ می گردد بلکہ خلاف نص قرآنی درضمن آں معانی ظاہر می گردد۔ وخادم نور لطیفہ نفس کہ مائل بہ بیاض نوشتہ است آں لطیفہ نفس از اجزائے قالب است کہ منشا فیض آں نیز مُراقبہ معیت است۔ بعد تزکیہ وتصفیہ قابلیتے پیدا می کند کہ مورد فیض مراقبہ اقربیّت گردد ودرآں زماں بہ بےکیفی تعلق دارد۔ واز ابتدا او بہ وسط آرد۔ خادم رسالہ کہ نوشتہ است بنا برمبتدیان ایں طریقہ۔ پس تحریر وتقریر کہ درآں واقع شدہ بہ احوال مبتدیاں مناسب دانست۔ علاوہ بریں خادم از پیر دستگیر خود یعنی حضرت شاہ **سعد اللہ صاحب** رحمۃ اللہ علیہ وقَدس سرّہُ العزیز کہ باوجود ارادۂ ومُریدی از قطب الأقطاب وفرد الأفراد حضرت **غلام علی شاہ صاحب** قبلہ رحمۃ اللہ علیہ۔ تربیت یافتہ حضرت جدّ امجد آں عالی جناب بودند فیضِ مراقبہ معیت برقالب ارشاد یافتہ است من بعد ہر چہ حکم آں جنابِ عالی باشد بِالرَّاسِ وَالْعَینِ عمل کردہ می آید۔ بندہ راچہ عذر کہ بہ غیر از بندگی چارہ نہ دارد۔

چہ کند بندہ کہ گردن نہ نہد فرماں را | چہ کند گوئے کہ عاجز نہ شود چوگاں را

ھٰذَا مَاکَتَبَہٗ حَضْرَۃُ الْمِسْکِیْنِ۔ اُنْظُرْ مَکَاتِیْبَہٗ فِی الْجُزْءِ الثَّالِثِ مِنْ مَجْمُوْعَتِیْ رَسَائِلِہٖ۔ فقیر مؤلف ایں رسالہ عَفَی اللّٰہُ عَنْہُ وَاَصْلَحَ اَحْوَالَہٗ گوید۔ کہ جناب مسکین رسالۂ حضرت شاہ **ابوسعید** قدس سرّہٗ رامطالعہ کردہ است وفکر وتوجہ خود را برقول ایشاں۔ احاطۂ شش جہت می فرماید۔ وبرقول ایشاں۔ محیط خود ومحیط ہمہ عالم می بیند مصروف داشتہ است واستدلال کردہ است کہ چوں معیّت عام بود مورد آں خاص منصور نہ می شود۔ اگر ایشاں تمام عبارت حضرت شاہ **ابوسعید** را بہ دقت مطالعہ می کردیقیناً نصیحتِ حضرت شاہ **عبد الرشید** راقبول می کرد وزحمت استدلال نہ می کشید کہ دراں ہم موفق نہ شدہ۔ ایں علم شریف استدلالی نیست۔ اگر کار بہ دلیل اُفتد

الوان انوارِ لطائف را چہ دلیل باشد بلکہ در نفس لطائف و محل و قوع آں چہ گفتہ خواہد شد۔ ایں علم شریف وہبی و عطائی است کہ حضرت مجدد قدس سرہٗ بہ بیان آں مامور شدہ۔ ہر چہ از جناب ایشاں بہ ثبوت رسیدہ الحق ہماں درست و صحیح است۔

اِذَا قَالَتْ حَزَامِ فَصَدِّقُوْھَا ۔۔۔ فَاِنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَتْ حَزَامِ

عبارتے را کہ جناب مسکین نقل نمودہ اند۔ اوّلِ آں عبارت این است ع و علامتِ رسیدنِ قلب در دائرۂ ولایت صغریٰ آن است۔ حضرت ایشاں دریں جا تصریح قلب فرمودہ اند۔ وایشاں وجہ ملاحظۂ معیّت او سبحانہ و تعالیٰ با خود و با ہمہ لطائف و با ہر ذرہ از ذات ممکنات بیان نمودہ اند کہ در دائرۂ امکان توجہ قلب بہ فوق بودہ۔ چُوں قلب معیّت پروردگار را با ہمہ اشیاء ادراک کند توجہ فوق مضمحل شدہ احاطۂ شش جہت خواہد کرد و بہ سرِ معیّت وَھُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ خواہد رسید۔ کجا ادراک نمودن قلب شش جہت را و کجا قالب را مورد فیض ساختن۔

در روز روشن از نور آفتاب تمام عالم منور می باشد۔ حجرۂ مسدود المنافذ در اں روز روشن از درون تیرہ و تاریک می باشد۔ در سقف آں حجرہ اگر سوراخے پیدا شود۔ البتہ نور آفتابِ عالم تاب ازاں روزن داخل خواہد شد و در ظلمت کدۂ حجرہ بمثابۂ منارۂ یا عمودے بہ نظر خواہد آمد۔ اگر ناظر بہ نوعے تا سرِ روزنِ خود را رساند و نظرش بر عالمِ نورانی افتد۔ آں زماں منارۂ نور یا عمود نور از نظرش مخفی می شود و نیک می شناسد کہ نور آفتاب تمام اشیاء را منور ساختہ است۔ ظلمت حجرہ از فقداں در و دریچہ است۔ ہمیں حال قلب انسان است۔ در جسدِ خاکی کہ از کدورتہائے غفلتہا و ظلمتہائے آثام نورانیت و صفائے خود را در باختہ بہ رنگ حجرۂ مسدود المنافذ تیرہ و تار گشتہ۔ احمد و ترمذی و حاکم وایں ہر دو آں را صحیح گفتہ اند و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کردہ اند کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اَذْنَبَ ذَنْبًا نُكِتَتْ فِیْ قَلْبِهٖ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَاِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صَقَلَ قَلْبُهٗ وَاِنْ عَادَ زَادَتْ حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهٗ فَذٰلِكَ الرَّانُ الَّذِیْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِی الْقُرْاٰنِ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۔

چُوں طالب حق بر دست حق پرست پیر و مرشد برحق از صدق دل توبہ و استغفار

می کند و قلب را بہ ذکر شریف اسم پاک پروردگار جل شانہٗ وعم احسانہٗ مصروف می سازد آں رحیم مطلق غشاوہائے غفلت و پردہائے ظلمت را یک یک کردہ دور می سازد و در خلوت خانہٗ دل روزنے از نور می کشاید۔ آں زماں سالک مینارہٴ یا عمودے از نور می بیند کہ آں را حضرات ما قدس اللہ اسرارہم فتح باب می گویند۔ چوں لطیفہٴ شریفہ بہ اصل خود می پیوند کہ آں فوق العرش در اوّل عالم امر است می بیند کہ ایں روزنہ خلوت خانہٴ قلب او را در گرفتہ است بلکہ تمام عالم را محیط است۔

دیدہ بکشا و جمالِ یار بیں ہر طرف ہر جا رخ دلدار بیں

مدار کار بر قلب است کہ بذریعست از قلب کلی کہ آں را قلب کبیر و حقیقت جامعہٴ انسانی گویند چنانچہ در لطائف عشرہ بیانش گزشتہ۔ لہذا اگر ابتدائے ذکر است از لطیفہٴ قلب است۔ اگر در نفی و اثبات ضربات اند بر قلب اند۔ اگر وضع یازدہ اصول اند برائے استقامت قلب اند۔ ازیں جا است کہ فرزندان گرامی حضرت مجدد قدس اللہ اسرارہم از لطائف خمسہٴ امر بر قلب اکتفامی نمودند۔

در راہِ خدا دو کعبہ آمدہ منزل یک کعبہٴ صورت است و یک کعبہٴ دل
تا بتوانی زیارت دلہا کن! بہتر ز ہزار کعبہ باشد یک دل

حضرات کرام بہ صراحت نوشتہ اند کہ کار خانہٴ قلب در دائرہٴ ولایت صغریٰ بہ اتمام می رسد۔ چنانچہ شاہ ابو سعید نوشتہ اند علامتِ رسیدن قلب در دائرہٴ ولایت صغریٰ آن است و حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ در مکتوب نہم می نویسند۔ اوّل اسم ذات باز نفی و اثبات بہ لحاظ مذکور باز محض وقوف قلبی وگاہے۔ صورت مرشد در نظر داشتن و در ہر ذکر ایں صورت در نظر دارند مفید تر باشد و بہ توجہ قلب گاہے مراقبہٴ احدیت و مراقبہٴ معیت وگاہے بہ لطیفہٴ فوقانی مراقبہٴ اقربیت وگاہے مراقبہٴ محبت۔ این است طریقہٴ ایں خاندان۔ الخ و حضرت ایشاں در رسالہٴ ایضاح الطریقہ ارقام نمودہ اند۔ بعد تمام شدن معاملہٴ قلب تہذیب لطیفہٴ نفس کہ محل آں پیش حضرت مجدد رضی اللہ عنہ پیشانی است معہود است و علم بہ تمامی مقام قلب کہ آں ولایت صغریٰ است ارباب کشف و معرفت را آسان است۔ و حضرت غلام یحیٰی خلیفہٴ اجل حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید کہ در حیات پیر و مرشد خود وفات یافتہ اند صریح تر ازیں نوشتہ اند۔ لطیفہ کہ براں انتظار ورود فیض باید کشید در دائرہ امکان و

ولایت صغری لطیفۂ قلب است۔ الخ۔ تصریحات را گزاشتن و در پئے مستفادات افتادن یقیناً باعث اشتباہ خواہد شد۔

وآں چہ کہ جناب مسکیں بحث عموم معیت وخصوص مورد فرمودہ اند غالباً ایشاں بہ اصول فقہ مراجعہ نہ نمودہ اند۔ در اصول العام الذی ارید بہ الخصوص بحث مستقل دارد۔ قال اللہ تعالیٰ قال لہم الناس ای نعیم بن مسعود۔ وقال جلّ وعزّ اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ ای النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع ہذا فقیر گوید آں کدامیں وصف پروردگار است جل شانہ کہ عموم نہ دارد۔ بندہ در دعا می گوید۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ارْحَمْنِیْ۔ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ اغْفِرْلِیْ۔ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ اقْضِ حَاجَتِیْ۔ یَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قَلْبِیْ عَلٰی طَاعَتِکَ۔

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب — گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم — تو کہ با دشمناں نظر داری

وآں چہ از ارشاد مرشد خود نوشتہ اند پس باید دانست کہ حضرت شاہ **غلام علی** قدس سرہٗ بہ عمر ہشتاد و دو سال رحلت فرمائے خلد بریں گشتہ اند۔ از کلاں سالی و از کثرت ذکر و فکر و مراقبہ در چند سال اخیر ضعف و کمزوری بہ غایت رو دادہ بود۔ چنانچہ ارشاد فرمودہ اند۔ الحال ضعیف شدہ ام پیشتر در مسجد جامع شاہجہاں آباد آب تلخ حوض می خوردم دہ سیپارۂ کلام مجید می خواندم۔ دہ ہزار نفی و اثبات می کردم نسبت باطن چناں قوی بود کہ تمام مسجد پر از نور می شد ہمچنیں در ہر کوچہ کہ می گزشتم۔ بر مزار عزیزے اگر می رفتم نسبتش پست می گشت من خود را پست می کردم و تواضع آں بزرگ می کردم۔ و فرمودند۔

ز ناتوانی خود ایں قدر خبر دارم — کہ از رخش نہ توانم کہ دیدہ بردارم

دریں ایام ضعف و ناتوانی چوں قصد توجہ بہ طالبان حق می فرمودند ایں شعر می خواندند۔

ہر چند پیر خستہ دل و ناتواں شدم — ہر گہ کہ یاد روئے تو کردم جواں شدم

و باز بہ قوت تمام توجہات می دادند کسانیکہ دریں چند سال آخریں بہ خدمت ایشاں رسیدہ اند اگرچہ از آں جناب بیعت شدہ اند و در حلقات توجہ ایشاں شریک شدہ اند و آں جناب نیز بر حال ایشاں توجہات مبذول داشتہ اند۔ لیکن آں جناب ایشاں را بہ خلفائے گرامی قدر خود حوالہ می نمودند۔ مثلاً حضرت شاہ **ابوسعید**۔ حضرت شاہ **رؤف احمد**۔ حضرت شاہ **احمد سعید**۔ حضرت **بشارت اللہ**۔ حضرت **عبدالغفور** خورجوی و امثالہم۔

چنانچہ پیرومرشد جناب مسکین از شاہ ابوسعید تربیت یافتہ اند حضوری ایں جماعت در حلقات درس کمتر شدہ اگر از ایشاں در استنباطِ حکمے خللے واقع شود ہیچ غرابتے نیست۔ اگر از حضرت سعد اللہ جناب مسکیں ایں قول نقل کردہ اند از بعض دیگر کہ از خلفاے دورِ آخر حضرت شاہ غلام علی بودہ اند خلفائے ایشاں بعض اقوال نقل کردہ اند کہ وجہ صحت آں در کلام حضرات یافتہ نہ شد۔ واللہ اعلم۔

مدرج سوم دائرۂ ولایتِ کبریٰ

دریں مدرج سیر در تجلیاتِ اسماء و صفات و شیونات الٰہیہ دست می دہد۔ ولایتِ صغریٰ ولایت اولیا و دائرۂ ظلال بودہ کہ مقام سکر و توحیدِ وجودی است۔ در انجام مراقبۂ معیّت می کردند کہ غایتِ معیّت مشعر بہ اتحاد می شود۔ وایں ولایتِ کبریٰ ولایتِ انبیا است، چہ آں سروران علیہم السلام چوں بہ ایں مقام می رسیدند نبوتِ ایشان ظاہر می شد۔ وایں ولایت مبادیِ تعیّناتِ حضرات انبیا است۔ اینجا ظل را اثر است و نہ سکر را۔ دریں مقام توحید شہودی منکشف می شود، در اینجا ابتدا از مراقبۂ اقربیت است کہ مشعر بر اثنینیت می باشد چہ کمال اقربیت در دوئی است۔ چوں بہ مقام اقربیت فائز گردید قدم در شاہراہ محبت می نہد و از محبتے کہ اسماء و صفات و شیونات را دراں مدخلے می باشد گزشتہ بہ محبت ذاتیہ خود را می رساند و آں زماں نفس امّارہ و لوّامہ راضیہ و مطمئنہ گشتہ بر تختِ صدر ارتقامی نماید۔

ایں مرتبہ را بلند و پستی نہ بود ... خودبینی و خویشتن پرستی نہ بود
در ہر قلمے زنیست بینی اثرے ... جائے برسی کہ نام ہستی نہ بود

باید دانست کہ ولایت علیا متضمن است بر سہ دائرہ و یک قوس۔ در دائرۂ اولیٰ مراقبۂ اقربیت می فرمایند یعنی مفہوم کریمہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد یعنی فیض

وارد می شود از آں ذات پاک کہ بہ ما از رگ جان ما قریب تر است۔

دوست نزدیک تر از من بہ من است وِیں عجب تر کہ من از وے دورم

چہ کنم باکہ تواں گفت کہ او در کنارِ من و من مہجورم

ومورد فیض بہ اصالت لطیفۂ نفس است و بہ تبعیت لطائفِ خمسہ۔ دریں جا لطائف خمسہ را عروجِ تام حاصل می شود در نصف سافل ایں دائرہ سیر در تجلیات اسماء وصفات زائدہ نصیب وقت می شود۔

و در نصف عالی سیر در تجلیات شیونات واعتبارات می باشد۔

در دائرۂ دوم و در دائرۂ سوم و در قوس مراقبۂ محبت می کنند۔ مفہوم کریمۂ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ را در لحاظ می دارند یعنی فیض وارد می شود از آن ذات پاک کہ مرا دوست می دارد و من اورا دوست می دارم۔ یعنی درمیان من و او رشتۂ محبت است بر لطیفۂ نفسِ من۔ مورد فیض دریں دو دائرۂ و در قوس صرف لطیفۂ نفس است کہ محلِ آں در پیشانی است۔

باید دانست کہ دائرۂ دوم اصلِ دائرہ اولیٰ است۔ و دائرہ سوم اصل دائرۂ دوم است و قوس اصل دائرۂ سوم است لہذا در وقت مراقبہ کردن لحاظ ایں امر کردہ شود۔ در دائرۂ دوم لحاظ کند کہ فیض وارد می شود ازاں ذات پاک کہ درمیان من و او رشتۂ محبت است او مرا دوست می دارد و من اورا دوست می دارم از دائرۂ کہ اصلِ دائرۂ اولیٰ است یعنی دائرۂ تجلیات اسماء وصفات وشیونات بر لطیفۂ انائے من و در دائرۂ سوم لحاظ کنند کہ از دائرۂ کہ اصل الاصل دائرۂ تجلیاتِ اسماء وصفات است و در قوس لحاظ کنند کہ از قوس کہ اصل ثالث است۔ وطریقۂ مراقبہ در دائرۂ دوم و سوم و قوس آن است کہ خود را بہ خیال داخل در دائرہ یا قوس می کنند آں دائرۂ بمنزلۂ قرص آفتاب و قوس بمنزلۂ نیم قرص آفتاب بر سالک مکشوف می شود۔ ہر قدر کہ ازاں قطع می شود آں حصہ نورانی ظاہر می شود و باقی ماندہ حصۂ مثل قرص آفتاب بہ ہنگام کسوف بے نور می نماید۔ چوں کہ از ابتدائے ولایت کبریٰ مورد فیض لطیفۂ نفس می باشد معاملۂ فیض باطن بہ دماغ متعلق می شود۔ تا وقتیکہ معاملۂ فیض بہ دماغ تعلق داشتہ باشد باید دانست کہ معاملۂ ولایت کبریٰ بہ انجام نہ رسیدہ است۔ چوں نفس مطمئنہ می گردد۔

و چون و چرا از احکام قضا مرتفع می شود۔ بہ مقام رضا ارتقا فرمودہ در ایوان صدر می نشیند۔ باید دانست کہ سیر ولایت کبری بہ اتمام رسید دریں وقت شرح صدر حاصل می شود و وسعت سینہ آں قدر می شود کہ از بیان خارج است۔ البتہ ایں قدر باید فہمید کہ اگرچہ بہ قطع ولایت کبری تزکیہ لطیفۂ نفس بہ حصول می پیوندد و خصائل رذائل مبدل بہ حسنات می گردد۔ لیکن دنارت و تلون و کبر و رعونت کہ ناشی از عناصر اربعہ است ہنوز اندفاع آں ہا بالکلیہ متعذر است۔ تاوقتیکہ تزکیۂ عناصر اربعہ حاصل نہ شود۔ در ولایت علیا کہ ولایت ملاء اعلیٰ است تزکیہ باد و آب و آتش خواہد شد و در دائرۂ تجلیات ذاتیہ در دائرۂ کمالات نبوت تزکیۂ عنصر خاک می شود۔ زیرا کہ لطیفۂ نفس بمنزلۂ رب و لب عناصر اربعہ است کما ذکرنہ من قبل۔ پس تزکیۂ نفس بہ تمام و کمال بعد از قطع دائرۂ کمالات نبوت حاصل خواہد شد۔ حضرت عبید اللہ احرار قدس سرہٗ فرمودہ انا الحق گفتن آسان است و انا را دور کردن مشکل مشعر بہ فنائے تام لطیفۂ نفس است۔

تو مباش اصلا کمال ایں است و بس
رو در و گم شو وصال ایں است و بس

بہ اتمام سیر دریں ولایت سیر در مظاہر اسم ھو الظاہر بہ انتہا می رسد حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ دریں مقام بہ مراقبہ اسم ھو الظاہر ارشاد می فرمودند تا سالک بہ تمام و کمال از مظاہر ایں اسم شریف مستفید شود۔ و باید دانست دریں ولایت تہلیل لسانی بالحاظ معنی با توجہ قلب بہ او سبحانہٗ بسیار مفید است۔

مراقبہ اسم الظاہر

منشا فیض آں ذات پاک کہ از اسماء مبارکۂ او یک نام مبارک الظاہر است۔ و مورد فیض لطیفۂ نفس مع لطائف خمسہ۔ دریں مراقبہ سیر در تجلیات اسماء و صفات می شود بے ملاحظۂ ذات تعالت و تقدست بعد ازیں مراقبہ بعض حضرات بہ مراقبۂ شرح صدر امر می فرمایند۔ اتماماً للفائدہ بیان آں کردہ می شود۔

مراقبۂ شرح صدر } سینۂ خود را مقابل سینۂ مبارک جناب رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم داشتہ بہ جناب الٰہی عرض نماید کہ الٰہی

فیض انشراح صدر از صدرِ مبارک آں سرور بہ صدرِ من برساں۔ سورۂ الم نشرح را تا آخر بخواند۔

مدرج چہارم دائرۂ ولایت عُلیا



ولایت علیا ولایتِ ملاءِ اعلیٰ است و ایں ولایت یک دائرہ دارد و آں دائرہ مبادی تعیناتِ ملائکہ کرام است علیہم السلام۔ دریں مقام سیر در تجلیات اسماء و صفات الٰہیہ جل مجدہٗ می باشد کہ گاہے بہ تجلیات ذاتیۂ الٰہیہ ہم مشہود می گردد۔ چوں سالک دریں دائرہ قدم می نہد ایں دائرہ مانند خطوطِ شعاعِ آفتاب ظاہر می شود کہ اسماء و صفاتِ حضرتِ واجبی آں دائرہ را احاطہ نمودہ است لیکن احیاناً خطوط ایں دائرہ ہم مشہود می شود و در کمال بے رنگی ظاہر می گردد۔ رفتہ رفتہ آں خطوطِ شعاعی روپوش و مستتر می گردند۔ ہماں رشتۂ محبت کہ در دو و نیم دائرہ ولایتِ کبریٰ سالک را تا بہ اوج رعنا رسانیدہ بود ایں جا ہم سالک را کشاں کشاں از پردہائے تجلیات اسماء و صفات تا نگار خانۂ تجلیات ذات می رساند۔

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی بازار خویش و آتش ماتیز می کنی

حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ در مکتوب نودم نوشتہ اند۔ در دائرۂ دوم وغیرہ (از ولایت کبریٰ) نگرانی توجہ بہ فوق کہ متوہم می شد مدرک نہ می گردد کہ نفس صاحب توجہ فنا یافتہ نگراں کہ باشد دریں جا مطمئنہ بر تختِ صدر ارتقامی نماید و انجذاب صدر را مدرک می شود۔ دریں جا مراقبۂ حضرت ذاتیہ من حیث المحبۃ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ تا ولایت علیا می کنند۔ تعبیر از مقامات قرب کہ مرتبۂ بے چونی و تنزیہ حاصل است و در عالم مثال مشہود می شود بہ دائرۂ مناسب دیدہ اند و الّا جائے کہ خلا است دائرہ کجا است۔ بعد تمام شدن ولایت کبریٰ و سیر در اسم ہو الظاہر سیر و سلوک در ولایت علیا است کہ ولایت ملاءِ اعلیٰ است علیہم الصلاۃ و دریں ولایت کار بہ عناصر ثلاثہ سوائے عنصر خاک افتد دریں جا مراقبۂ ذاتے است کہ مسمّٰی ہو الباطن است تہلیل و صلاۃ نافلہ ترقی می بخشد۔ الخ۔ و حضرت مولوی غلام یحیٰی نوشتہ اند۔ و در باقی دو دائرہ ہمچنیں در قوس و ہمچنیں در ولایت علیا علاقۂ محبت میان ما و او سبحانہ است کہ آیہ کریمہ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ مشعر بہ آن است۔ الخ۔ موردِ فیض دریں دائرہ عناصر

ثلاثہ آب و ہوا و آتش اند۔ وسعت در تمام بدن پیدا می شود و احوال لطائف بر تمام قالب وارد می شوند۔ تہلیل لسانی با توجہ قلب و فہم معنی و صلاۃ تطوع باطول قنوت ترقی بخش ایں مقام است۔ دریں مقام ارتکاب رخصت شرعی ہم خوب نیست کہ عمل بہ رخصت آدمی را بہ بشریت می کشد و عمل بہ عزیمت مناسبتے بہ ملکیت پیدا می کند پس ہر قدر بیشتر مناسبت بہ ملکیت حاصل شود دریں ولایت ترقی بیشتر میسر آمد۔ چوں سالک بہ عنایت پروردگار تا آخر ایں دائرہ سیر و سلوک را بہم می رساند۔ دو پر پرواز و بازوہائے قوی برائے طیرانِ عالم قدس حاصل می کند۔ یکے مظاہر اسم ہوالظاہر و دیگرے مظاہر اسم ہوالباطن کہ بہ زور قوتِ ایں دو بازو سالک از پردہائے تجلیاتِ اسماء و صفات گزشتہ بہ سرادقات تجلیات ذات خود را می رساند۔ باید دانست کہ در صفات واجبی ذات اُو تعالیٰ و تقدس ملحوظ نیست۔ مثلاً در سمع و بصر و قدرت و ارادت و امثال آں لحاظ صفت می باشد۔ و در اسماء صفاتیہ مثلاً در سمیع و بصیر و قدیر و مرید و جز آں دیگر اسماءِ صفاتیہ با صفت ذاتِ اُو تعالیٰ و تقدس نیز ملحوظ می باشد یعنی آں ذات پاک کہ سمع بہ او متعلق است یا بصر یا قدرت یا ارادت یا غیر آں صفتے دیگر بہ آں ذاتِ پاک قائم است۔ پس سیر سالک در تجلیات صفات سیر در مظاہر اسم ہوالظاہر است چہ اُو تعالیٰ و تقدس ظاہر است بہ اسماء و صفات و آیات و سیر سالک در تجلیات اسماءِ صفاتیہ سیر در مظاہر اسم ہوالباطن است۔ حضرتِ مجدد قدس سرہٗ نوشتہ اند۔ شروع سیر دریں اسماء نمودن قدم نہادن است در ولایت علیا۔ الخ۔ چہ ذاتِ او تعالیٰ در پردہائے اسماء و صفات از توہمات و تخیلات و از مشابہت معقولات و محسوسات باطن است۔ فَھُوَ جَلَّ مَجْدُہٗ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ ظَاھِرٌ بِالْاَحَدِیَّۃِ وَالتَّصْرِیْفِ وَبَاطِنٌ بِالصَّمَدِیَّۃِ وَالتَّعْرِیْفِ۔

مراقبہ اسم الباطنْ

دریں دائرہ مراقبۂ اسم ہوالباطن می کنند۔ منشاء فیض ذات بحت کہ از اسماء او یک نام پاک الباطن است۔ و مورد فیض عناصر ثلاثہ آب و ہوا و آتش اند ترقیات بالاصالہ نصیب ایں سہ عناصر است کہ ملائکہ کرام علیہم السلام را نیز ازیں عناصر سہ گانہ نصیب است لیکن بالتبعیت تمام بدن بہ تمام و کمال از مظاہر ایں اسم شریف مستفید می شود و وسعت پیدا می کند۔ منتہائے ولایت علیا بالاصالت مخصوص بہ ملاء اعلیٰ است کہ جامع جمیع ولایات است۔

حضرت مجدد قدس سرہٗ بہ مخدوم زادۂ عالم حضرت محمد صادق قدس سرہٗ نوشتہ اند۔ ایں موطن منتہائے ولایت کبریٰ است کہ ولایت انبیاء است عَلَیْهِمُ الصَّلٰوتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ چوں سیر تا ایں جا رسانید مُتَوَہِّم شد کہ مگر کار را تمام کردہ باشد۔ ندا در داد ندکہ ایں ہمہ تفصیل اسم الظاہر بودہ کہ یک بازوے طیران است و اسم باطن ہنوز در پیش است کہ بازوے دوم است از برائے طیران عالم قدس و چوں آں را بہ تفصیل بہ انجام رسانی دو جناح از برائے طیران طیار کردہ باشی۔ الخ۔ و نیز دریں مکتوب نوشتہ اند۔ سیر در اسم الظاہر سیر در صفات است بے آں کہ در ضمنِ آنہا ذات ملحوظ گردد تعالیٰ و تَقَدَّسَ و سیر در اسم الباطن نیز ہر چند سیر در اسماء است اَمّا در ضمنِ آنہا ذاتِ تعالیٰ الملحوظ است و آں اسماء در رنگ سپر ہا اند کہ روپوش حضرت ذات تعالیٰ و تقدس گشتہ مثلاً در صفۃ العِلم ذات تعالیٰ اصلاً ملحوظ نیست و در اسم العلیم ملحوظ ذات است تعالیٰ در پس پردۂ صفت زیراکہ علیم ذاتے است کہ مراو را علم است فَالسَّیْرُ فِی العِلْمِ سَیْرٌ فِی الْاِسْمِ الظَّاهِرِ وَالسَّیْرُ فِی الْعَلِیْمِ سَیْرٌ فِی الْاِسْمِ الْبَاطِنِ وَقِسْ عَلٰی هٰذَا سَائِرَ الصِّفَاتِ وَالْاَسْمَاءِ۔ و نیز نوشتہ اند۔ و منتہائے ولایت علیا عبارت از تعین اول است کہ جامع جمیع مراتب اسماء و صفات و شیوں و اعتبارات است و نیز جامع است مر اصول ایں مراتب را و اصولِ اصولِ اینہا را و منتہائے اعتبارات ذاتیہ است کہ شمائیۂ آنہا بہ علم حصولی مناسب است۔ بعد ازاں اگر سیر واقع شود مناسب علم حضوری خواہد بود۔ اے فرزند اطلاق علم حصولی و علم حضوری دراں حضرت جَلَّ سُلْطَانُهٗ بہ اعتبار تمثیل و تنظیر است زیراکہ صفاتے کہ وجود آنہا زائد است بر وجود ذاتِ تعالیٰ تقدس علم آنہا مناسب علم حصولی است و اعتبارات ذاتیہ کہ اصلاً زیادتی آنہا بر ذات تعالیٰ و تَقَدَّسَ متصور نیست علم آنہا مناسب علم حضوری وَ اِلَّا فَلَیْسَ ثَمَّةَ اِلَّا تَعَلُّقُ الْعِلْمِ بِالْمَعْلُوْمِ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّحْصُلَ مِنَ الْمَعْلُوْمِ فِیْهِ شَیْءٌ فَافْهَمْ۔ الخ۔ و نوشتہ اند۔ فَهُوَ سُبْحَانَهٗ بَعْدُ وَرَاءَ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءَ الْوَرَاءِ ثُمَّ وَرَاءَ الْوَرَاءِ۔

ہنوز ایوانِ استغنا بلند است　　مرا فکرے رسیدن ناپسند است

مدرجِ پنجم دائرہ کمالاتِ ثلاثہ

ایں دائرہ تجلیات ذاتیہ الٰہیہ است کہ آں را دائرہ کمالات ثلاثہ نیز گویند۔ کمالات نبوت و رسالت و اولوالعزم۔

کمالاتِ نبوت

دائرہ
کمالاتِ نبوت

ازیں جا تجلیات ذات بے پردہ تجلیات اسما و صفات شروع می شود۔ یک نقطہ ازیں مقام شگرف بہتر از جمیع مقامات ولایت است

زہر یک نقطہ اش چوں سُنبلِ تر   شمیمِ وصلِ جاناں می زند سر

دریں دائرہ مراقبہ ذات بحت معری از ہمہ تعینات و مبری از جمیع اعتبارات کہ منشی کمالات نبوت است می کنند و انتظار فیض ازاں ذات مقدسہ تعالت و تقدست می کشند۔ و مورد فیض بہ اصالت لطیفہ خاک پاک است ہرچہ بہ سائر لطائف می رسد بہ تبعیت ایں لطیفہ مبارکہ می رسد۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ

در بہاراں کے شود سر سبز سنگ   خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

دریں مقام حضور بے جہت و برد یقیں حاصل می شود۔ بے تابی و طپشِ طلب و نگرانی و توجہ ہائے سابقہ زائل می شود۔ توحید وجودی و شہودی در راہ می ماند۔ بے کیفیتی و یاس و حرماں رو می نماید۔ تلاوتِ قرآنِ مجید بہ آداب و ادائے صلاۃ باطول قنوت و اشتغال بہ احادیث نبویہ عَلٰی صَاحِبِهَا اَلْفُ صَلٰوةٍ وَّ تَحِيَّةٍ۔ دریں مقام و در مقامات فیما بعد الی آخر النہایات ترقیات می بخشد۔ حضرت مجدد قدس سرہ نوشتہ اند۔ کمالاتِ جمیع ولایات چہ ولایت صغریٰ و چہ ولایت کبریٰ و چہ ولایت عُلیا ہمہ ظلالِ کمالاتِ مقامِ نبوت اند۔ و آں کمالات شبح و مثال اند حقیقت ایں کمالات را و لائح می گردد کہ نقطہ کہ در ضمن ایں سیر قطع می یابد زیادہ از جمیع کمالاتِ مقامِ ولایت است پس قیاس باید کرد کہ جمیع ایں کمالات را چہ نسبت بود بہ جمیع کمالاتِ ما تقدم۔ دریائے محیط را نیز نسبتے است بہ قطرہ دریں جا آں

ہم مفقود است۔ مگر آں کہ گوییم نسبت مقامِ نبوت بہ مقامِ ولایت ہمچوں نسبت غیر متناہی است بہ متناہی۔ سُبحانَ اللّٰہِ۔ جاہلے ازیں سر می گوید اَلوِلایَۃُ اَفضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ ودیگرے از عدمِ آگاہی ایں معاملہ در توجیہ او می گوید۔ وِلایَۃُ النَّبِیِّ اَفضَلُ مِن نُبُوَّتِہٖ۔ کَبُرَت کَلِمَۃً تَخرُجُ مِن اَفوَاھِھِم۔ الخ۔

فائدہ بعد از اتمام سیر در دائرہ کمالات نبوت ہر یکے از لطائفِ عشرہ من کل وجہ مجلی و مصفی شدہ باہم متحد شدہ ہیئتِ وحدانی پیدا می کنند۔ آں زماں نسخۂ عزیز الوجودِ انسانِ کامل بہ ظہور می آید کہ متصف بہ اوصافِ الٰہی می باشد مالک بر ہوا و نفسِ خود می باشد۔ ہیچ فعل در نامرضی پروردگار از و صدور نہ می یابد و بر خود قادر می باشد کہ در ہیچ امر نسبت قدرت بہ خود نہ می کند۔ ہر چہ می کند یا می گوید از رضائے او سبحانہ می کند و می گوید۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

ہر چہ در مرتبۂ وجوب است بہ طریقِ صورت در و ظہور می یابد۔ قَالَ الصَّادِقُ المُصَدَّقُ صَلَواتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیہِ خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ عَلٰی صُورَتِہٖ۔ ہر چہ در عالم امکال بِاَسرِہٖ موجود است بہ طریقِ حقیقت در و موجود است کما تقدم البیانُ فِی بیانِ اللَّطَائِفِ العَشَرَۃِ حضرت شاہ **ابو سعید** قدس سرہ می نویسند۔ ہیئت وحدانی عبارت از مجموع عالم خلق و عالم امر است کہ بعد تصفیہ و تزکیہ ہر کدام را ہیئتے دیگر پیدا شدہ مثلاً شخصے خواہد کہ معجونے از ادویہ چند مختلف التاثیر درست سازد۔ اول ہر یک ازاں ادویہ را جدا جدا کوفتہ بیختہ می نہد من بعد ہمہ ادویہ را در قوام قند یا عسل جمع می سازد۔ ادویہ مذکورہ ہیئتے دیگر و خواص دیگر پیدا کردہ معجون نام می یابد۔ ہمچناں لطائف عشرۂ سالک یک ہیئت پیدا کردہ۔ الخ

باید دانست کہ از کمالات رسالت تا آخر سلوک موردِ فیض ہیئتِ وحدانی سالک است۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ نوشتہ اند۔ ایں معاملہ مخصوص بہ ہیئت وحدانی انسانی است کہ از مجموع عالم خلق و عالم امر ناشی گشتہ است مع ذلک درین موطن نیز رئیس ہمہ عنصر خاک است۔ الخ۔ و منشا فیض کما تقدم ذات بحت است دریں مواطن مدار ترقی بر فضل و کرم پروردگار است ہے تا یار کرا خواہد و میلش بہ کہ باشد۔ تلاوت قرآن مجید و مطالعۂ احادیث مبارکہ و نماز با نیاز فوائد ہا می رساند۔ اعمال صالحہ اگرچہ برائے ترقی درجات وسائل اند لیکن درون سراوقات عظمت و کبریائی یارائے دخول نہ دارند۔ البتہ اگر با کلمہ تہلیل محمد رسول اللہ

ضم نمایند یا در اول و آخر ذکر شریف اسم مبارک جناب محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کنند و چند بار بہ توجہ و اخلاص درود شریف بخوانند ابواب ترقیات مفتوح می شوند و بہ بارگاہ قدس راہ پیدا می کنند۔ روی الترمذی عن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْھَا شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

عملہا را بہ حضرت رابطہ اوست　　اگر مقبول گردد واسطہ اوست

کمالات رسالت

دائرۂ
کمالات رسالت

ایں دائرۂ دوم است از سیر تجلیات ذاتیۂ الٰہیہ دائمیہ و ورود فیض از ذات بحت کہ منشی کمالات رسالت است بر ہیئت وحدانی سالک می باشد دریں مقام در تفکر و حزن اضافہ می شود۔ و سرِّ و کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دَائِمَ الْحُزْنِ مُتَوَاصِلَ الْفِکْرِ بہ ظہور می آید۔ ایں آں ماہ تفکر است کہ از آسمانِ ولایت طلوع نمودہ۔ و ایں آں مہر حزن است کہ از سپہر نبوت سر برآوردہ فَطُوْبٰی لِمَنِ ابْتَلٰی بِہٖ ثُمَّ طُوْبٰی لَہٗ ثُمَّ طُوْبٰی لَہٗ و ایں بے رنگیہا و بے لطافتہا تا آخر سلوک نقد وقت سالک می باشد۔

دل درد ترا بہ جاں مداوا نہ کند　　در عشق تو جاں زغم محابا نہ کند
مارا۔ زغمت بہ کس نہ گویم۔ اگر　　بوئے جگر سوختہ رسوا نہ کند

کمالات اولوالعزم

دائرۂ
کمالات اولوالعزم

ایں دائرۂ سوم است از سیر تجلیات ذاتیۂ الٰہیہ دائمیہ۔ ورود فیض از ذات بحت کہ منشی کمالات اولوالعزم است بر ہیئت وحدانی سالک می باشد۔ دریں مقامات اسرار مقطعات قرآنی منکشف می شوند۔ احکام شرائع و اخبار غیب از وجود حق سبحانہ و تعالیٰ و از صفات او۔ و معاملۂ قبر و نشر و حشر و دوزخ و بہشت و جمیع ما اخبر بہ الصادق الامین صلی اللہ علیہ وسلم بدیہی و عین الیقین می گردند

وجود حق سبحانہٗ وتعالیٰ بہ مثل آئینہ و وجود اشیا مثل صور مرتبیہ در آئینہ می باشد لیکن باید دانست کہ صور اشیا در وہم وخیال می باشد و وجود آئینہ فی الواقع۔ قاعدۃً در آئینہ صور و اشکال اول محسوس می شوند و احساس آئینہ فی مابعد می باشد لیکن ایں جا قضیہ برعکس است۔ اول وجود آئینہ مرئی می شود و باز چوں بہ دقیق نظر دیدہ شود صور اشیا بہ نظر می آیند۔ لہٰذا وجود حضرت حق بدیہی می شود و وجود ممکنات نظری۔ عجب تر معاملہ بشنوید کہ باوجود علو و بساطت و بیرنگیہائے ایں مقامات ثلاثہ وقتے کہ انکشاف تام دریں جا حاصل می گردد معلوم می شود کہ از ابتدائے سلوک ایں مقام مقابل نظر بود۔ وحیرت می افزاید کہ باوجود محاذی بودن ایں مقام و اقربیت آں چرا دریں تمام مدت بہ نظر نہ می آمد۔ چرا ما دیدہ ہا را نہ می کشادیم و چرا در کوچہائے لطائف عالم امر مقصود را می جستیم۔

در دیدہ عیاں تو بودی و من غافل — در سینہ نہاں تو بودی و من غافل
از جملہ جہاں ترا می جستم — خود جملہ جہاں تو بودی و من غافل

از کمال بے رنگی و لطافت ایں مواطن صاحبِ ایں مقامات خود را از نسبت بالکلیہ خالی می بیند و ہیچ فیض و برکت در خود مشاہدہ نہ می کند۔ ازیں جا است کہ حضرت مجدد قدس سرہ ارقام فرمودہ اند۔ دریں مقام نزدیک است کہ نزدیکان دوری جویند و واصلاں راہ مہجوری پویند۔

در طاعت حق بکوش و با صبر بساز — گر فیض جمال لم یزل می خواہی

مدرج ششم حقائق الہیہ جل مجدہٗ

محققاں فرمودہ اند حقائق الہیہ نسبت بہ کمالات ثلاثہ امواج اند۔ شاہ ابو سعید می نویسند معنی ایں سخن آں باشد کہ چوں در کمالات ظہور تجلیات ذاتی دائمی است لاجرم ہر نسبتے کہ فوقانی است خارج از مرتبہ ذات نہ می تواند شد پس اطلاق لفظ امواج درست آمد و آں چہ در ادراک ایں ناقص العقل آمدہ است در نسبت حقائق چیز ہا ظہور می کند کہ در نسبت کمالات آں ظہور نیست مثلاً در حقیقت کعبۂ معظمہ ظہور عظمت و کبریائی و مسجودیتِ ممکنات را بہ نحوے ظہور می فرماید کہ عقل در ادراکِ آں لنگ و عاجز می ماند۔ الخ۔

بہ طرازِ دامنِ نازِ او چہ زخاکساریِ ما رسد — نہ زِ دو آں مژہ بہ بلندی کہ زِ گردِ ما دعا رسد

حقیقتِ کعبۂ ربّانی

دائرۂ حقیقتِ کعبۂ ربانی

ایں دائرۂ اول است از حقائقِ الہیہ ۔ دریں جا فیض وارد می شود از ذاتِ بحت کہ مسجودِ جمیع ممکنات و منشئ حقیقتِ کعبۂ معظمہ است بر ہیئتِ وحدانی سالک ۔

باید دانست کعبۂ ربانی را صورتے است و حقیقتے است ۔ و ظاہر است کہ در صورت و حقیقت مناسبتے می باشد ۔ مثلاً ظل را مناسبتے است بہ اصل صورت چہ صورت مظہر اسرار حقیقت است و ظل بہ صورتِ اصل جلوہ می دہد ۔ حقیقتِ کعبہ از عالمِ بے چون است و مسجودِ کل ممکنات است ۔ چوں صورتِ او در عالمِ چُوں جلوہ نمود حکم سجدہ بہ آں جہت شد ۔ چہ او مظہرِ حقیقتِ خود می باشد کہ عبارت از مسجودیت حضرت ذات است تعالت و تقدست کہ در ہر مقام مسجود و معبود است ۔

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔

حقیقتِ قرآنِ کریم

دائرۂ حقیقتِ قرآن کریم

ایں دائرۂ دوم است از حقائقِ الہیہ ۔ دریں جا فیض وارد می شود از ذاتِ بحت کہ مبدأ وسعتِ بے چوں و منشئ حقیقتِ قرآن است بر ہیئتِ وحدانی سالک ۔

دریں مقام بواطن کلام پاک ظاہر می گردد ۔ ہر حرف دریائے بے کراں و موصل بہ کعبۂ حقیقی می باشد ۔ زبان تلاوت کنندہ حکم شجرۂ موسوی پیدا می کند و برائے تلاوت تمام قالب بمنزلۂ زباں می گردد ۔ انکشاف انوارِ قرآن مجید در باطنِ عارف ثقل و گرانی می آرد و حقیقتِ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا را واضح می نماید ۔

حقیقت صلاۃ

دائرۂ
حقیقت صلاۃ

این دائرۂ سوم است از حقائق الٰہیہ۔ درین جا فیض دارد می شود از ذات بحت کہ کمال وسعت بے چُونی دارد و منشی حقیقت صلاۃ است بر ہیئت وحدانی سالک۔ در نماز ابواب احسان می کشایند و غایت قرب بے نشان حاصل می شود کہ اَقْرَبُ مَا یَکُوْنَ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ بیان آن می کند۔ نماز است کہ معراج مومن آمدہ۔ نماز است کہ چہرۂ مطلوب را می نماید و عاشق را بہ معشوق می رساند۔ نماز است کہ لذت بخش غمگساران است و راحت دہ مُشتاقان۔ اَرِحْنِیْ یَا بِلَالُ رمزے است ازان وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ بیانے است ازان۔

گر تو خواہی در دو عالم زندگی ! بندگی کن بندگی کُن بندگی
کار کن تا مزد یابی بر مزید کاں ترا از بہر ایں کار آفرید

سالکے کہ از حقیقت صلاۃ حظّے گرفتہ چوں برائے تکبیر تحریمہ ہر دو دست می بردارد گویا کہ از ہر دو عالم دست می افشاند۔ از نشأتِ دنیوی بر آمدہ در نشأتِ اخروی می درآید۔ در حضور حضرت بے چُون خود را می یابد و بہ عرض نیاز مصروف می شود و از خشوع استادہ می ماند و از تحیر بہ رکوع می رود و گاہے از فرط شوق سر بہ زمیں می نہد۔

سر در قدمش بردن ہر بار چہ خوش باشد راز دل خود گفتن با یار چہ خوش باشد

باید دانست در حقائق الٰہیہ تا آخر ایں دائرۂ سالک را سیر قدمی حاصل است و از ان سپس کہ دائرۂ معبودیت صرفہ است نصیب سالک سیر نظری است۔

در مکتوبے حضرت مجدد قدس سرہٗ می نویسند۔ تنبیہہ۔ آں چہ بالا گزشتہ است کہ وصول نظری بالاصالت نصیب حضرت خلیل است و وصول قدمی بالاصالت نصیب حضرت حبیب علیٰ نبینا وعلیہ الصّلاۃ والسّلام نہ بہ آں معنی است کہ آں جا شہود و مشاہدہ است و یا قدم را آں جا گنجائش است۔ آں جا مُور را گنجائش نیست قدم چہ باشد بلکہ دراں جا وصولے است مجہول الکیفیۃ۔ اگر در صورتِ مثالیہ بہ نظر مُرتسم گشت وصولِ نظری می گویند۔ و اگر بہ قدم۔ وصولِ قدمی۔ و اِلّا نظر و قدم از اں حضرت جلّ شانہٗ ہر دو وَالہ و حیراں۔ انتہیٰ۔

آنہا کہ ز معبود خبر یافتہ اند — از جملہ کائنات سر تافتہ اند
دریوزہ ہمی کنم ز مرداں نظرے — مرداں ہمہ قرب از نظر یافتہ اند

معبودیتِ صرفہ

دائرہ
معبودیتِ صرفہ

ایں دائرہ چہارم و منزلِ آخر از حقائق الہیہ است۔ ایں جا فیض وارد می شود از ذات بحت کہ معبود صرف است بر ہیئتِ وحدانی سالک۔ ایں جا سیر نظری است ہر قدر تواند سیر کند۔

ما تماشا کناں کوتاہ دست — تو درخت بلند بالائی

احتمالے دارد کہ در معراج شریف چوں آں سرورِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم بہ منتہائے مدارجِ قرب رسید و خطابِ قِف یا محمد فان ربک یصلی صدور یافت آں وقفہ برائے توقفِ سیر قدمی امتیاں باشد کہ بالاتر ازاں برائے ایشاں جائے قدم نہادن نہ ماندہ۔

آنجا کہ عقاب سرنگوں خواھد بود — بارے بنگر کہ جغد چوں خواھد بود

مدرج ہفتم حقائق انبیاء علی اصحابہا السلام

حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ در ایضاح الطریقہ نوشتہ اند۔ بداں کہ نزد حضرت مجدد رضی اللہ عنہ اول تعین حُبی است و مرکز آں تعینِ حب بہ اعتبار محبوبیت و محبیت ممتزج تعین حقیقت محمدی و تعین جسدی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم است و بہ اعتبارِ محبیت صرفہ حقیقت موسوی است علیہ السلام و محیطِ آں مرکز کہ مثل دائرہ است در صورت مثالی خُلت است آں حقیقتِ ابراہیمی است علیہا السلام۔ الخ۔

حقیقتِ ابراہیمی علی صاحبہا السلام

دائرہ
حقیقت ابراہیمی

ایں اول دائرہ است از حقائق انبیا علیہم السلام کہ آں دائرہ خُلتِ اعلیٰ۔ مقام کثیر البرکات و از بس شگرف است. در ینجا فیض وارد می شود

از ذات بحت کہ باخود اُنس و موانست دارد و منشی حقیقت ابراہیمی است بر ہیئت وُحدانی سالک درین مقام انس خاص و خلوت باختصاص بہ حضرت ذات پیدا می شود۔ بکمال فضل و کرم و بندہ نوازی ہر کرا خواہند بہ این مقام مشرف می سازند و بہ ذوق یارانہ و کیفیت خلیلانہ ہر کرا خواہند سرفراز می نمایند۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

این سعادت بہ زورِ بازو نیست ۔۔۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

حضرات انبیاء علیہم السلام درین مقام تابع حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اند چنانچہ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا اشارت است بہ آن۔ کثرت صلاۃ ابراہیمی کہ در نماز می خوانند۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ درین مقام ترقی می بخشد۔

حقیقتِ موسوی علی صاحبہا السلام

دائرہ حقیقت موسوی

این دائرہ دوم است از حقائق انبیاء علیہم السلام کہ آن دائرہ مُحبّیت صرفہ است۔ درین جا فیض وارد می شود از ذات بحت کہ مُحب خود است و منشی حقیقت موسوی است بر ہیئت وُحدانی سالک۔

درین مقام باوجود ظہور مُحبّیت شانِ استغنا و بے نیازی نیز ظہور می فرماید و ہمیں سر معلوم می شود آنچہ از حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام بعض کلمات جرأت آمیز صدور یافتہ۔ درود کلیمی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ خُصُوْصًا عَلٰى كَلِيْمِكَ مُوْسٰى وَبَارِكْ وَسَلِّمْ درین مقام ترقی می بخشد۔

حقیقتِ محمدی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام

دائرہ حقیقتِ محمدی

این دائرہ سوم است از حقائقِ انبیاء علیہم السلام کہ آن دائرہ مُحبّیت ممتزجہ با محبوبیت است۔ درین جا فیض وارد می شود از ذات بحت کہ محب و محبوبِ خود است و منشی حقیقتِ محمدی است بر ہیئت وُحدانی سالک۔

دو میم در اسم شریف محمد صلی اللہ علیہ وسلم گویا اشارہ بہ محبیت و محبوبیت می کنند کہ عبارت ازیں مقام است و بعد از دو میم لفظ حدمی ماند کہ بہ معنی منتہی و پایاں است فہو صلی اللہ علیہ وسلم حدٌّ وَاَمَدٌ فِی الْمُحِبِّیَّةِ وَالْمَحْبُوبِیَّةِ ۔ وَمَا اَحْسَنَ صَنِیْعُ سَیِّدِنَا حَسَّان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ اِخْرَاجِ اِسْمِهِ الشَّرِیْفِ مِنْ اِسْمِ مَحْمُوْدٍ حَیْثُ یَقُوْلُ ۔

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِیُجِلَّهٗ ۔ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ

دریں مقام بالخصوص ایں درود شریف ترقیات می بخشد اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ۔

حقیقتِ احمدی علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام

دائرہ حقیقت احمدی

ایں دائرہ چہارم است از حقائقِ انبیاء علیہم السلام کہ آں دائرہ محبوبیت صرفہ است و دریں جا فیض وارد می شود از ذات بحت کہ محبوب خود است و منشی حقیقتِ احمدی است بر ہیئتِ وحدانی سالک ۔ درود شریف آنف الذکر موجب ترقیات می باشد ۔ میمے کہ در اسم شریف احمد است اشارہ بہ مقام محبوبیت می کند و بعد از میم لفظ احد می ماند کہ آں بہ معنی فرد است ای المحبوبُ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ فَرْدٌ فِی الْعُبُوْدِیَّةِ وَالْمَحْبُوْبِیَّةِ ۔ حضرت فریدالدین عطار قدس سرہٗ اشارۃً بہ ایں معنی چہ خوش دُر رِ غُرر سفتہ ۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء ۔

بہ معنی بُد مقدم بر ہمہ کس ۔ اگرچہ صورت او آمد از پس
بہ صورت آدم اُو را گر پدر بُد ۔ بہ معنی او پدر ۔ آدم پسر بُد
عملہا را بہ حضرت رابطہ اوست ۔ اگر مقبول گردد واسطہ اوست
محمد در شریعت نام اوداں ۔ ولیکن در حقیقت احمدش خواں
بیفگن میم احمد از طریقت ۔ کہ تا نامش بدانی در حقیقت
خدا را در الٰہیت احد خواں ۔ نبی را در عبودیت یکے داں
چو حق اندر خدائی فرد و دانا است ۔ نبی در بندگی بے مثل و ہمتا است
یقیں داں تا کہ نشناسی خدا را ۔ نہ دانی قدر و جاہ مصطفا را

تو او را چو بدانستی تمام است　　　ترا کارِ دو عالم با نظام است

حضرت شاہ ابو سعید قدس سرہ نوشتہ اند کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ در جائے تحقیق فرمودہ اند کہ حقیقتِ کعبۂ معظمہ بعینہٖ حقیقتِ احمدی است معنی ایں سخن در فہم قاصر نمی آمد چہ حقیقتِ کعبہ در حقائق الٰہیہ است و حقیقت احمدی در حقائقِ انبیاء است پس چہ طور یک حقیقت باشد روزے در حقیقتِ احمدی متوجہ بُودم ناگہاں دیدم کہ ظہور حقیقتِ کعبۂ معظمہ واقع شد و ندا در داد ند کہ عظمت و کبریائی ہم خاصۂ محبوب است و محبُوبیت و مسجودیت ہر دو از شیونات آں حضرت است پس در سخن صاحب الطریقہ جائے ریب و تردد نیست۔ الخ۔ فقیر گوید آنچہ حضرتیں قدس اللہ اسرارہما فرمودہ اند قطعاً درست و صواب است کما سیاتی بیانہ فی الدائرۃ الآتیۃ۔

حُبِّ صرفہ ذاتیّہ

دائرۂ
حب صرفہ ذاتیہ

ایں دائرۂ پنجم است از حقائقِ انبیاء علیہم السلام و از مقامات مخصوصہ حضرت محبوب رب العالمین است صلی اللہ علیہ وسلم۔ دریں جا فیض وارد می شود از ذات بحت کہ منشی دائرۂ حب صرفہ ذاتیہ است بر ہیئتِ وحدانی سالک۔ بہ سببِ قربِ ایں مقام بہ حضرت اطلاق علو و بے رنگی از لوازمہ اوست۔

عنقا شکار کس نہ شود دام بازچیں　　　کا ینجا ہمیشہ باد بدست است دام را

نزد امام الطریقہ حضرت مجدد قدس سرہٗ تعین اول کہ حضرت لاتعین را شدہ آں تعینِ حب است کما ورد فی الحدیث القدسی کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیّاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ وہماں تعین اول حقیقتِ جنابِ محبوب کبریا است صلی اللہ علیہ وسلم۔ علامہ قسطلانی و علی قاری و دیگر اکابر گفتہ اند۔ از احادیث صحیحہ ایں مضمون ثابت است کہ حق تعالیٰ بہ حبیب خود خطاب کردہ گفتہ۔ اگر تو نمی بودی آسمانہا را پیدا نہ کردمے و خدائی خود را بہ ظہور نہ آوردمے پس معلوم شد مبدأ خلقت وجود باجود آں سرور عالمیان است اول نور پاک آں جناب بہ ظہور رسید و از آں نور بہ ظہور عرش و کرسی و لوح و قلم و آسمانہا و زمینہا و ملائک و جن و انس و تمام کائنات بہ وجود آمد ند۔ چنانچہ ارشاد شدہ کنت

نبیاً و آدم بین الروحِ والجسدِ۔ آں جناب بدرجۂ اتم مظہر صفاتِ حضرتِ احدیت گردید ہر چہ از ظہور بکمال در مخلوقے شدہ فی الحقیقت آں کمال از کمالاتِ محبوبِ کبریا است۔ از ظہور ہماں نور حضرت آدم علیہ السّلام مسجود ملائک گشت و از تجلیات ہماں نور کعبۂ معظمہ مسجود خلائق گشتہ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ در حقائق انبیاء علیہم السلام تا آخر ایں مقام برائے سالک سیرِ قدمی تجویز فرمودہ اند و بعد ازیں جائے قدم نہادن نیست۔

لاتعیّن وحضرت اطلاق جلّ مجدہٗ

دائرہ ششم و آخر دائرہ از دوائرِ حقائق انبیاء علیہم السّلام دائرہ لاتعیّن است۔ دریں جا فیض وارد می شود از ذات بحت کہ مبرّیٰ و منزّہ است از تعیّنات، بہ ہیئتِ وجدانی سالک۔ دریں مقام قدم بےچارہ عاجز و لنگ ماندہ و نظر حیران و سرگرداں گشتہ۔

دائرہ لاتعین وحضرت اطلاق جلّ مجدہٗ

اے زدردت خستگاں را بوئے درماں آمدہ — یادِ تو مر عاشقاں را راحتِ جاں آمدہ
صد ہزاراں ہمچو موسیٰ ہست در ہر گوشۂ — ربِّ ارنی گو شدہ دیدار جویاں آمدہ
سینہا بینم ز سوزِ ہجرِ تو بریاں شدہ — دیدہا بینم ز دردِ عشق گریاں آمدہ

ایں جا سیرِ نظری تجویز فرمودہ اند، لیکن در بارگاہِ عظمتِ کبریا نظر بیچارہ حیران و سرگردان ماندہ۔

بہ گوشِ ہوش بشنو مر صدائے لن ترانی را — کجا طاقت مکانی را کہ بیند لامکانی را

اندریں مواطنِ مقدسہ تجویزِ سیرِ قدمی و سیرِ نظری نہ بایں معنی است کہ در آنجا نفوذ و شہود است، بلکہ بایں معنی است کہ اگر آں مراتبِ لامکانی را بہ مقاماتِ مکانی در صورتِ مثالیہ مرتسم آرند، آں سیر را تعبیر بہ سیرِ قدمی یا سیرِ نظری خواہند کرد۔ کما مرّ بیانہ۔

باید دانست کہ ہر دائرہ کیفیاتِ خاصہ دارد و آں عبارت از قرب بے نہایت بکیفیاتِ خاصہ است۔ بے نہایت ہیچ صورتِ نہایت نہ دارد، و آنچہ بہ انتہائے دائرہ گویند باعتبار احوال سالک گویند یعنی حظے کہ سالک را دراں موطن بود بہ اتمام رسید، لکن را اندریں مواطن غیر از وجدان نصیبے نیست، ہم کسے است کہ بکشف و عیاں ممتاز شدہ۔ ایں است بیان مختصر از سلوکِ حضرات نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ اسرارہم۔

رمزے ز مقاماتِ نہایاتِ طیور — گفتم بہ تو گر فہم کنی منطقِ طیر

تتمہ در بیانِ بعض دوائر

باید دانست کہ ایں راہ سلوک از بس مرتب و مستقیم است کہ سالک را بتوفیق اللہ وقوتہ بہ اقرب وقت و بہ احسن وجہ تا مقصود می رساند۔ مثالش آں راہے می تواند شد کہ بہ خط مستقیم در زروع وصحاری و غابات وجبال واقع شدہ کہ نہ پیچ و خم دارد و نہ مزلات و معاثر۔ کسے کہ بر چنیں شارع طویل سفر می کند ضروری است کہ بس مناظر خلابہ و اشیار کثیرہ بہ یمین و یسارِ خود خواہد دید۔ ہمیں حال سالک است کہ بہ یمیں و یسار ایں راہ در امواجِ بحر نور مقاماتِ کثیرہ و نشانات عجیبہ خواہد دید۔ سالک ہوشیار ہماں است کہ در پس تحقیق و تفتیش آں مقامات خود را نہ اندازد۔ چہ اسمار و صفات جل سلطانہ نہایتے نہ دارد کہ بعد از قطع آنہا بہ مقصد اسنی تواند رسید۔ چنانچہ در اول بیانِ مراقبات قدرے ازیں بیاں گزشتہ۔ حضرت شاہ ابو سعید در رسالہ خود تذکرہ سہ مقامات کردہ اند و محل وقوع آں نیز بیاں کردہ اند وَ اِلَیْکَ بِمَا قَالَہٗ بِالْاِخْتِصَارِ۔

۱۔ دائرہ سیف قاطع کہ در محاذی ولایت کبریٰ واقع است۔ سیف قاطع از اں گویند کہ چوں سالک دراں دائرہ قدم می نہد مانند شمشیر برندہ ہستی سالک را نیست و نابود می کند۔

۲۔ دائرہ قیومیت ناشی از دائرہ کمالات اولو العزم است۔ چہ منصب قیومیت متعلق بہ انبیائے اولو العزم بودہ است۔ چونکہ علمائے امت مرحومہ بہ منزلہ انبیائے بنی اسرائیل اند اگر در بنی اسرائیل جماعات انبیا بودہ اند انبیائے اولو العزم نیز گزشتہ اند۔ خدمت انبیار بنی اسرائیل بہ علمار و اولیائے ایں امت مفوض شدہ است چنانچہ ابدال و اوتاد و قطب و غوث و قیوم را ظہور شدہ۔ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ۔

۳۔ دائرہ حقیقتِ صوم در محاذات دائرہ حقیقت قرآن کریم واقع است۔
باید دانست کہ اصل مقصود از سلوک تہذیب اخلاق و دوام توجہ بہ مبدأ فیاض است کہ بہ پائے استقامت و مثابرہ بر وجہ عاجزی و نیازمندی و اخلاص نقد وقت می تواند شد رَزَقَنِیَ اللّٰہُ وَاِیَّاکَ صِدْقَ الْعَمَلِ وَاِخْلَاصَ النِّیَّۃِ وَالتَّوْفِیْقَ لِمَرْضَاتِہٖ۔

از کریماں کارہا دشوار نیست

اے زاہد خود بیں کہ نئی محرم راز
چندیں بہ نماز و روزہ خویش مناز
کارت ز نیاز می کشاید نہ نماز
بازیچہ بود نماز بے صدق و نیاز

خاتمہ در بیان بعض فوائد

طریقۂ بیعت۔ بیعت بہ معنی عہد کردن و استوار بودن بران است۔ چوں طالب برائے استفادہ نزد شیخے بیاید۔ شیخ را باید اول امتحانِ او کند۔ صدق و اخلاصِ او را بسنجد۔ عجز خود ظاہر نماید و معذرت کند۔ اگر بفہمد کہ طالب صادق الارادہ مخلص النیہ است قبول فرماید و اگر امر بہ استخارہ کند بہتر است۔ چوں قصدِ بیعت نماید طالب را پیش خود دو زانو بنشاند۔ دست او را گرفتہ توبہ بدہد و بہ استغفار خواندن امر کند و معنی استغفار را بفہماند و کلمۂ توحید و کلمۂ شہادت و کلمۂ ایمان را بخواند و طالب نیز بخواند معنی کلمۂ ایمان را بیان فرماید تا قرار گیرد کہ ارکانِ اسلام را بجا آرد۔ در ادائے فرائض و واجبات ہرگز کوتاہی نہ کند۔ از حرام و مکروہ تحریمی خود را دور دارد۔ اکتفا از توبہ برین قدر نماید و تفصیل را حوالہ بہ مرورِ ایام نماید۔ و باز تلقینِ ذکر شریف نماید و التجا بہ بارگاہِ بے نیاز رب العزت کند کہ او سبحانہٗ و تعالیٰ بہ کمالِ مرحمت خود او را و توبہ او را قبول فرماید و ابواب رحمت بروے بکشاید و باز توجہ بر حالِ طالب مرعی دارد تا لطائف شریفۂ او بہ اسمِ پاک پروردگار ذاکر گویا گردند۔

طریقۂ توجہ بہ طالب۔ شیخ را باید ہنگام توجہ نمودن متوجہ بہ پیران کبار باشد و بہ واسطۂ ایشاں از جناب الٰہی طلبگارِ فتحِ باب شود۔ حضرات مشائخ ما قدس اللہ اسرارہم و افاض علینا من برکاتہم بہ وقتِ توجہ طالباں گاہے خود را بہ صورت مرشد خود تصور نمودہ توجہ می نمایند۔ و گاہے خود را از میاں برداشتہ و بہ جائے خود از ائمۂ طریقت کسے را تصور کردہ القائے نسبت شریفہ می فرمایند۔ مثلاً خود را بہ جائے حضرت مُشکل کشا شاہ نقشبند یا حضرتِ عبید اللہ احرار یا حضرت مجدد یا حضرت جان جانانِ مظہر شہید قدس اللہ اسرارہم و السنۃ القائے نسبتِ شریفہ می نمایند و خود را بیش از واسطۂ تصور نہ می کنند۔ درین توجہ متضرع و ملتجی بہ حضرت مبدأ فیاض گشتہ عرض نماید کہ در تمتع و اخذ فیوض و برکات ماہر دو را شریک ہمدیگر گرداں۔ اگر مرید حاضر نہ باشد صورتِ مثالی او را پیشِ خود نشاندہ توجہ فرمایند

فرمودہ اند کہ توجہ تا آں وقت فرمایند کہ ذکر شریف در لطیفۂ طالب سرایت کند کہ بہ قدر صد انفاس یا کم و بیش ازاں می باشد۔

طریقۂ دریافت نمودن احوال لطائف ۔ طریقۂ دریافت نمودنِ اثر ذکر شریف در لطیفۂ طالب آں است کہ متوجہ بہ ہماں لطیفۂ شریفہ خود شود اگر غلبۂ ذکر و استیلاء آں در لطیفۂ خود محسوس کند بداند کہ توجہ اثر نمودہ است و ذکر شریف در لطیفۂ طالب سرایت کردہ است و شکر پروردگار بجا آرد۔

احسان ترا شمار نہ توانم کرد یک شکر تو از ہزار نہ توانم کرد

و نیز برائے کشف انوار باطن بر چشم سالک القائے توجہ می نمایند ۔ ایں عاجز گویا احیاناً حضرت پیر و مرشدِ برحق قدس سرہٗ متوجہ بہ چشمان سالک می شدند چوں نظر فیض اثر ایشاں بر چشم سالک می اُفتاد آں بے چارہ تاب دید نیاوردہ چوں مرغ بسمل می طپید و کسانے کہ صاحب ظرف و استعداد می بُودند از شدت اثر می لرزیدند۔

بہ کدام آئینہ مائلی کہ ازیں وازان غافلی تو نگاہ دیدۂ بسملی مژہ و اکن و بہ کفن درآ

طریقۂ دریافت نمودنِ کیفیاتِ باطن ۔ باید کہ اول خود را از نسبت متکیفہ خود خالی سازد۔ باز بہ صفتِ علمی او تعالیٰ بہ تضرعِ تام متوجہ شود و عرض نماید اے علیم و اے خبیر از کیفیتِ باطنِ ایں شخص مطلع گرداں۔ تکرار ایں ہر دو اسم از زبان در طریقۂ حضراتِ مانیست حضرت مجدد قدس سرہ نوشتہ اند۔ طریق ماطریقِ دعوتِ اسمانیست اکابر ایں طریقت استہلاک در مُسمّائے ایں اسما اختیار فرمودہ اند۔ الخ۔ ہمہ تن متوجہ بہ صفتِ علمی پروردگار شود۔ چوں بفیضِ صفتِ مذکورہ فائض شود۔ متوجہ بہ باطن آں شخص شود۔ آں زماں ہر چہ از احوال و آثار در باطن خود مشاہدہ کند آں را عکسِ شخصِ مقابل داند ظہور ضیق و قبض و ظلمت و انقباض دلیلِ فسق و فجورِ آں شخص است۔ نور و سرور و اطمینان و جمعیت و انبساط آثار صلاح و تقوی است۔ از اہلِ چشت حرارت و گرمی و شوق و از اصحاب قادریہ صفا و لمعاں و از اربابِ نقشبندیہ بے خودی و اطمینان مدرک می شود۔ احوالِ سہروردیہ مشابہ بہ احوال نقشبندیہ است۔ و از مجددیاں از اصحابِ ولایتِ صغریٰ بر لطیفۂ قلب ذوق و شوق و حرارت و محبت رومی نماید و از اصحاب ولایت کبریٰ بر لطیفۂ نفس اطمینان و استہلاک و اضمحلال ظاہر می شود بلکہ تمام بدن را در می گیرد و در دیگر مقامات لطافت و بے رنگی و وسعت

به جمیع لطائف محیط می شود که از ادراک آں نزدیک است که نزدیکان دور باشند تا به دوراں چه رسد۔ فیض نسبت اہل اللہ مثل نور خورشید که از روزنے می تابد یا مثل ابر محیط یا شبنم لطیف ظاہر می شود۔

طریقۂ اشراف بر خواطر۔ برائے اشراف بر خاطر کسے باید که اول خود را از جمیع خطرات پاک کند چوں در ساحتِ سینه اثرے ہم از آثار خطرات نه ماند متوجه به آں شخص شود۔ آں زماں ہرچه از خیر و شر در خاطر ظہور نماید عکس آں شخص داند۔ شرط اعظم بر اشرافِ خواطر۔ نفی خواطرِ خود است ہر که براں قادر است او را ایں ملکه حاصل است۔

فقیر گوید عفی اللہ عنه وَ اَلْحَقَهُ بِآبَائِہِ الْکَامِلِیْنَ جناب پیر و مرشد برحق قدس سرہٗ را ایں ملکه به وجهِ اتم حق تعالیٰ عنایت کردہ بود۔ ہر وسوسه را علی الفور می گرفتند و براں متنبه می فرمودند احیاناً به نوعے که غیر از صاحب آں وسوسه دیگرے نه می فہمید مثلاً ارشاد می کردند افسوس بعض افراد به ایں قسم می گویند یا خیال می کنند چنانچه از جناب رسول خدا صلی اللہ علیه وسلم مروی است که آنجناب نیز به ایں قسم تنبیه فرمودہ اند که مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَفْعَلُوْنَ کَذَا۔ و احیاناً اظہار فرمودہ بیاں می نمودند۔ گاہے به صورت لطف و مرحمت و گاہے به صورت زجر و توبیخ۔ موافقِ ارشاد اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ۔ کما رواہ مسلم۔ کَیْفَ لَا وَ قَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔

طریقۂ دریافت احوال صاحب قبر۔ باید که پشت به قبله و رو به جانب قبر کردہ در مقابل سینه به نزدیکی قبر به حد ادب بنشیند و در صورتے که اگر جائے به قرب آں قبر نه یا بد پس ہر جا که تواند بنشیند او لاً چیزے از کلام الٰہی خواندہ ایصال ثواب کند۔ باز از نسبت و کیفیات خود را تہی ساخته به صفت علمی پروردگار متوجه شود۔ به نوعے که پیشتر بیاں شدہ۔ چوں فیض اسم مبارک در گیرد متوجه به صاحب قبر گردد۔ آں زماں ہرچه از آثار سعادت و شقاوت بیند عکس صاحب قبر داند۔

فقیر گوید حضرت پیر و مرشد برحق سیدی الوالد قدس سرہٗ اکثر سورہ یٰسٓ به کمال تبتل و ترتیل تلاوت می فرمودند۔ و گاہے سورۂ مُلک می خواندند و باز متوجه می شدند۔ و بعض اوقات دیدہ شدہ که به راہ روانند۔ استادہ سورۂ فاتحه و ہر چہار قل می خواندند و ایصال ثواب کردہ و قدرے توقف نمودہ می رفتند۔ روزے در عرابه سوار بودند چوں نزد

چتلی قبر رسید ندکہ در سر کوچہ واقع است و کوچہ بہماں نام مشہور شدہ۔ فرمودند دریں جا ہیچ نسبت معلوم نمی شود از فیض و برکت خالی است۔ فیما بعد فقیر از بعض افراد شنید کہ ایں قبر از جیوائے است کہ کسے آں را دفن کردہ بود۔ و بہ مرورِ ایام جہلا آں را ضریح و مزار ساختند و نسب و سلسلہ نیز فراہم آوردند۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الامر۔

طریقۂ استفادہ از صاحب قبر۔ برائے استفادہ از صاحب قبر مناسب است کہ اول سلام بخواند اگر بہ الفاظ ماثورہ باشد بہتر است۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہٗ بہ ایں الفاظ سلام می خواندند اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ نَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَ لَکُمُ الْعَافِیَۃَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَ الْمُسْتَاْخِرِیْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ مَکَّۃَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَ الْاَمْوَاتِ اِنَّکَ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

باید کہ سلام استادہ بہ صورت ادب و خشوع خواند من بعد قبالہ سینۂ صاحب قبر نزد قبر بہ حد ادب بنشیند و از کلام پاک الٰہی آنچہ میسر باشد بخواند قدرے بہ آواز بلند۔ و ایصال ثواب نماید و خود را از نسبت و کیفیت تہی ساختہ سینۂ خود را محاذی سینۂ صاحب قبر تصور کردہ متوجہ شود ہر چہ از آثار و انوار و کیفیات یابد آں را نسبت صاحب قبر داند۔

طریقۂ ازالۂ مرض۔ فاتحہ خواندہ ثوابش بہ ارواح حضرات پیراں رساند۔ باز اسم مبارک یَا شَافِیْ خواندہ متوجہِ انوار شریفۂ ایں اسم مبارک گردد چوں فیض اسم مذکور فائض شود توجہ بہ ازالۂ مرض نماید۔ بہ نہجے کہ مریض مقابل باشد و ہمت نمودہ مرض را از بدنِ او جدا نمودہ پس پشت او بیندازد۔ و بہ ایں عمل مشغول ماند تا وقتے کہ آثار توجہ ظہور نماید۔ چند روز ایں عمل جاری دارد۔

طریقۂ دیگر برائے ازالۂ مرض۔ آن است کہ مریض را پیش رو نشاندہ بہ قدر پنجصد نفس اشتغال بہ نفی و اثبات کند بہ نوعے کہ از لَا اِلٰہَ انتفائے مرض مراد گیرد و از اِلَّا اللّٰہُ شفا را مراد گیرد۔ یعنی مرض زائل شد و دور شد و جایش شفا گرفت۔

در ازالۂ مرض از نفی و اثبات طریقۂ دیگر از حضرت شہید قدس سرہ منقول است

فرموده اند که در صورت نفی و اثبات بانفسے که اندروں می رود عوارض جسمانی مریض تصوّر نماید که از بدن او جدا می شود و بانفسے که بیروں می آید تصور نماید که عوارض معهوده از اندرون سلب کننده با نفس او بر روئے زمین می افتد تا سلب کنند متاثر و متاذی نه گردد۔

از مقایسۂ امراض جسمانی طریقۂ سلب امراض روحانی نیز مُبَیَّن گشت و طریقۂ سلب نسبت و رفع قبض و برائے بسط نیز همچنیں است ۔ البته در سلب کردن نسبت کسے یا در صورت رفع کردن قبض در صورتے که از حضرت مظهر شهید قدس سرهٗ منقول شده است در نفسے که بیرون می آید تصور نمودن انداختن نسبتِ مسلوبه یا قبض بر روئے زمیں لازم نیست ۔ چه خود متاذی نه خواهد شد ۔ و در صورت اول که به صفتے از صفات پروردگار متوجه شدن است پس برائے سلب نسبت و برائے رفع قبض به اسم شریف یا قابض و برائے بسط به اسم شریف یا باسط متوجه شدن است و همچناں برائے قهر اعدا به یا قاهر و برائے نصرت به یا ناصر و برائے امور دیگر به اسمار شریفۂ دیگر که ملائم آں امر باشد متوجه شدن است ۔

و اگر خواهد که از آثار توبه و صلاح و تقوی و پرهیزگاری در باطن عزیزے افاضه نماید پس آں عزیز را پیش خود بنشاند اگر آں عزیز حاضر است و الّا صورتِ مثالیش را پیش روئے خود تصور دارد و آنچه از آثار توبه و صلاح در باطن پیدا می شود آں کیفیت را در باطن آں عزیز القا نماید ۔ در چند صحبت انشاء الله اثر ظاهر خواهد شد و اگر استعجال تاثیر مطلوب بود پس هر وقت ایں کیفیت را در تصور دارد و بهتر آں است که اول در سلب اوصاف ذمیمه توجه برگمارد و به اسم شریف یا قابض متوجه شده رذائل را دُور کند و باز در القائے آثار اوصافِ حسنه توجه خود را مبذول کند که ایں طریق سریع التاثیر است و بر همیں نهج برائے جلبِ منفعت یا دفع مضرت یا غیر آں که حصول یا دفع آں مطلوب بود همت برگمارد ان شاء الله تعالیٰ موفق شده به مطلوب خواهد رسید ۔

حضرت شاه **غلام علی** قدس سرهٗ در مکتوب نودم نوشته اند ۔ بدانکه از کلام اکابر متقدمین ایں طریقۂ شریفه قدس الله اسرارهم کمال عبارت از رسوخ ملکۂ حضور و حصول فنا و بقا معلوم می شود می فرمایند آخر کار انتظار است پس اگر طالب به دوام حضور و وسعت نسبت قلبی مشرف شود و حضور جهات سته را احاطه نماید و توجهے باشد بے کیف و بر همیں

بس نموده پرداخت آں نماید به درجات حضور که بیاں کرده شد البته برسد واز دوستان خدا است مستغرق دریائے وحدت وقابل اجازت طریقه اما در طریقۂ علیۂ مجددیه تا به فنائے نفس وکمالات ولایت کبری نه رسد اجازت مطلقه نه می شود و در فنائے قلبی خطره از دل برود اما از دماغ ریزاں شود و بعد فنائے نفس از دماغ نیز منتفی گردد و بعد ازاں در ادراک خطره که از کجا می آید حیرت است انتفائے خطره از دل و دماغ پیش ارباب عقل معقول نیست لیکن طریقۂ دوستان خدا ورائے نظر وعقل است۔ الخ۔ و نوشته اند۔ از اجلۂ واقعات رویت باری تعالیٰ و زیارت آں حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اگر از شائبۂ وہم و خیال مبرا باشد۔ وجہ اشتباه حقیقت به موہوم آں که لمعان انوار ذکر یا محبت و اخلاص یا مناسبت استعداد به جناب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا رضائے مرشد یا نسبت باطنی او یا کثرت درود یا خواندن بعضے اسماء یا احیاء سنت یا ترک بدعت یا خدمت سادات یا توغل به علم حدیث به صورت آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متصور می شود۔ پندارد که به شرف زیارت مشرف شده است وآں چناں نیست بلکه به نمے ازاں دریائے رحمت سیراب شده۔ ازیں است که به صورت مختلفه آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را می بنید۔ اگر صورت مبارک که در مدینۂ منوره موجود است وصاحب شمائل آں را بیاں نموده بنید البته سعادتے است بزرگ وموجب ترقی در باطن وازدیاد توفیق می شود۔ والاّ دل به وہم وخیال خوش می شود۔ الخ۔

بود در جہاں ہر کسے را خیالے ۔۔۔ مرا از ہمه خوش خیالِ محمّد
به رُوئے زمیں گشته سلطانِ عالم ۔۔۔ ہر آں کو بود پائے مالِ محمّد

و در مکتوب نود و پنجم نوشته اند۔ به ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وصد دم بار محمد رسولُ اللّٰه عروج وجذبه حاصل می شود اگر بعد چند بار محمد رسول اللّٰه گوید عروج ونزول در می یابد واگر تمام کلمه بخواند جمله نزول می شود۔ در کثرت اسم جذبه می آید واز کثرت تہلیل فنا دست دہد خواطر و آرزو کم گردد واز کثرت درود خوابہائے نیک می بنید واز کثرت تلاوت انوار بسیار می شود واز کثرت نماز تضرع دست دہد۔ الخ۔

یارب دل پاک وجان آگاہم ده ۔۔۔ آه شب وگریۂ سحر گاہم ده
در راه خود اول زخودم بے خود کُن ۔۔۔ بے خود چو شدم زخود به خود راہم ده

و در مکتوب ہشتاد و یکم نسبت بہ مراقبات لطائف خمسہ نوشتہ اند۔ و در ہر لطیفہ توجہ بہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برائے آن است کہ مناسبتے والتفاتے از آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر شود و مرا ناگوار می آید کہ توجہ بہ غیر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کردہ شود اگرچہ ایمان و یقین بہ حضرات انبیا علیہم السلام حاصل است لیک در وحدت توجہ کہ اصل ایں راہ است قصورے می آید و مشائخ را رحمۃ اللہ علیہم مثل عینک تصور نمودہ بہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت حق سبحانہٗ متوجہ باشند۔ در ہر امر نیت متابعت آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم ضرور است در ہر امر و ہر عمل کہ از آں حضرت بہ امت رسیدہ است از فرض و نفل توجہ بہ آں حضرت باید نمود کہ آں حضرت مبدأ العمل اند۔ و در خوراک خوردن گوشت و سرکہ و کدو و شیرینی و خربزہ و تربوز آں چہ خوردہ می شود نیز توجہ بہ جناب مبارک باید کرد کہ آں حضرت فرمودہ و کردہ اند تا عنایت از جناب آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در رسد و منصبغ بہ انوار اتباع فرماید۔ الخ۔

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے

باید دانست ظہور تمام تاثیرات کہ در خاتمہ بیاں شدہ و نمود ہر گونہ تصرفات بدون حصول دولت فنا و بقا دست نہ می دہد۔ و از متوسطان ایں راہ ایں گونہ تصرفات بیشتر بہ ظہور می رسد منتہیانِ در صدد چنیں امور نہ می باشند چہ التفات ایشاں بہ امور کونیہ نیست ایشاں بہ مقام رضا رسیدہ اند و بہ مشاہدات انوار و تجلیات ذاتیہ مشرف شدہ اند۔

آں را کہ در سرائے نگارے است فارغ است
از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

منتہی مثل مبتدی است اما فرق ایں قدر است کہ مبتدی ازیں امور واقفیت نہ دارد و نہ بریں امور قدرت دارد و منتہی باوجود واقفیت و قدرت بہ ایں امور خسیسہ سر فرو نہ می آرد و اشتغال بہ امور یقینیہ دارد ایں بزرگواراں توجہ بہ نسبت چنیں امور تضییع اوقات می شمارند۔ رضائے ایشاں در رضائے پروردگار است کارے کہ ایشاں را منظور می باشد او سبحانہٗ و تعالیٰ بہ فضل و کرم خود بے آں کہ ایشاں توجہ و التفات فرمایند۔ آں کار را بہ انجام می رساند چنانچہ آں سرور عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم ازیں کیفیت خبر دادہ اند۔ روی الترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِیْ أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًی وَأَسُدَّ فَقْرَكَ

وَاِنْ لَا تَفْعَلْ مَلَأْتُ یَدَکَ شُغْلاً وَلَمْ اَسُدَّ فَقْرَکَ ۔

آنہا کہ ہمے دہند از دیدہ نشاں ‏ ‏ ‏ در عین تحیر اند و در بحر گماں

سِرّے است نہاں ز دیدۂ عالمیاں ‏ ‏ ‏ آں را کہ نمودند بہ بستند زباں

شجرۂ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ خیریہ

الٰہی بہ نامت چہ نامے است آں ‏ ‏ ‏ کلیدِ درِ رحمتِ بے کراں

الٰہی بہ سردارِ کُل کائنات ‏ ‏ ‏ جناب محمد علیہ الصّلاۃ

الٰہی بہ آں کانِ صدق و صفا ‏ ‏ ‏ ابوبکر صدیق رمز وفا

الٰہی بہ سلمانِ خیر و صفی ‏ ‏ ‏ کہ شد داخلِ آلِ پاکِ نبی

الٰہی بہ قاسم امامِ طریق ‏ ‏ ‏ منارِ ھدیٰ نورِ چشمِ عتیق

الٰہی بہ آں جعفرِ ذی نسب ‏ ‏ ‏ کہ وے راست صادق مبارک لقب

الٰہی بہ آں محوِ انوارِ دید ‏ ‏ ‏ شہِ عارفاں حضرتِ بایزید

الٰہی بہ شربِ شہِ بوالحسن ‏ ‏ ‏ کہ سرشار بد از شرابِ کہن

الٰہی بہ دانائے رمزِ خفی ‏ ‏ ‏ بہ مُلکِ بقا نیّرے بُو علی

الٰہی بہ آں یوسفِ پرضیا ‏ ‏ ‏ کہ ہمداں ازو گشت ملکِ صفا

الٰہی بہ آں خواجۂ خواجگاں ‏ ‏ ‏ شہِ عبدِ خالق امامِ جہاں

الٰہی بہ آں عارفِ بے مثال ‏ ‏ ‏ کزو ریوگر شد محطِّ الرِّحال

الٰہی بہ محمود عالی مقام ‏ ‏ ‏ کہ انجیر فغنہ ازو یافت نام

الٰہی بہ خواجہ عزیزاں علی ‏ ‏ ‏ ز کویش بخیزد ہزاراں ولی

الٰہی بہ بابائے روشن ضمیر ‏ ‏ ‏ محمد بہ سماس بدرِ منیر

الٰہی بہ آں شہسوارِ کمال ‏ ‏ ‏ بہ سُوخار سید امیرِ کلال

الٰہی بہ دارُوئے ہر دردمند ‏ ‏ ‏ امام الطریقہ شہ نقشبند

الٰہی بہ عطّار دیں را علا ‏ ‏ ‏ معطّر ازو گشت بزمِ صفا

الٰہی بہ یعقوب دانائے راز ‏ ‏ ‏ کزو چرخ شد بر فلک سرفراز

الٰہی بہ احرار عرفاں پناہ | زہے ناصرِ دین عُبَیدِ اِلٰہ
الٰہی بہ زاہد محمد ولی | کہ بُد واقفِ رمزہائے خفی
الٰہی بہ آں کاملِ بے نظیر | محمد بہ درویشِ گشتہ شہیر
الٰہی بہ آں مرشدِ خاص و عام | بہ خواجہ کہ امکنگ دارد مقام
الٰہی بہ آں فانیِ بحرِ نور | کہ باقی است مشہور نزدیک و دور
الٰہی بہ آں شیخ احمد ہمام | مجددز الفِ دوم شد امام
الٰہی بہ معصوم والا تبار | عجب زیب بخشید آخر بہ کار
الٰہی بہ آں سیفِ دُنیا و دیں | طراوت ازو یافت شرعِ متین
الٰہی بہ آں سیّدِ پاک ذات | چہ نورِ محمد ستودہ صفات
الٰہی بہ آں طائرِ لامکاں | حبیبِ اِلٰہ مظہرِ جانِ جہاں
الٰہی بہ آں عبدِ اللہ ولی | مُلقب بہ شاہِ غلامِ علی
الٰہی بہ اخلاصِ آں بوسعید | کہ شد غرقِ انوار در روزِ عید
الٰہی بہ نبروے عالی ہمم | شد احمد سعید آں امامِ حرم
الٰہی بہ اسرارِ صاحب نظر | کہ وے نام دارد محمد عمر
الٰہی بہ غوّاصِ بحرِ یقیں | ابوالخیر عبدِ اِلٰہ محی دین
الٰہی بہ ایں پاک مردانِ خویش | کہ بودند از عشقِ تو سینہ ریش
دلِ بوالحسن زید را رہنما | زلطفت درِ فیض بروے کشا
مبیں سوئے اعمالِ ناگفتہ حال | ببیں رحمتت را تو اے ذوالجلال
ولائے کہ دارد بہ خاصانِ تو | بیامرز یک زعصیانِ او
دلِ تیرہ اش را تو پرنور کن | زجامِ مے عشق مخمور کن
بہ یُمن ظلال و بہ نورِ صفات | رسد تا مجالِ تجلّیِ ذات
چناں مست گردد در اوجِ حضور | کہ ازبے شعوری نہ ماند شعور

حق تعالیٰ جلّ مجدہٗ حضرات مشائخ قدس اللہ اسرارہم را اجرِ بے غایت عنایت فرماید کہ چہ راہ احسن و اجمل و اسہل برائے مادون ہمتاں تجویز فرمودہ اندکہ ہزاراں ہزار افراد در اندک زماں ازاں راہ بہ کعبۂ مقصود رسیدہ دامنہائے خود را از خوشہائے مراد پرساختہ راحتِ ابدی یافتہ اند

رُوئے خود مالم بہ عجز و افتقار — دائما بر آستانِ ایں کبار
خوشہ چینِ حشرِ منِ اہلِ دلم — خاک پائے رہ روانِ کاملم
از قبولِ حضرتِ صاحب کمال — برترم از ہر چہ اندیشد خیال

وَهٰذَا آخِرُ مَا قَصَدْتُ اِيْرَادَهٗ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ - چوں فقیر از تسوید و تبییض ایں رسالۂ شریفہ فراغت یافت تاریخ تالیفش را نظم کردہ گفت ۔

چو یافت زید فراغ از رسالۂ عرفاں — بہ عونِ مَبْدَأ فَیّاضِ ذُو الْمِنَنِ رحماں
چہ خوش سروش بگفت ایں نوید تاریخی — زہے مدارجِ خیر و مناہجِ لمعاں

۱ ۳ ۳ ۷ ۶

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا اَوَّلًا وَّآخِرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ دَائِمًا وَّاَبَدًا مُجَدَّدًا عَلٰى سَيِّدِنَا وَسَنَدِنَا وَوَسِيْلَتِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ -

پنجشنبہ ۲۹ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۷۶ھ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۵۷ء

قطعاتِ تاریخ تالیف و طبع ایں رسالۂ شریفہ

از جناب برادرِ محترم و ابن حضرت العم المکرم صاحبُ المعرفت والفضل والکمال حضرت حافظ محمد ابو سعید مجددی مدظلہ فرزند اصغر حضرت شاہ محمد معصوم قدس اللہ سرہُ العزیز۔

رسالہ کہ ازاں بوئے معرفت آید — چو دیدمش پئے طلاب رہنما گفتم
مرتبش خلفِ حضرتِ ابو الخیر است — زہے علم و عمل زید با صفا گفتم
سعید خواست کہ تاریخ طبع او گردد — چہ خوش مناہجِ سیر و فا بجا گفتم

۱ ۳ ۳ ۷ ۶

از برادر زادۂ عزیز فاضل حافظ قاری عبد الحمید مجددی سلمہ اللہ تعالیٰ
فرزند حضرت برادر محترم سابق الذکر

تَالِيْفُ (زَيْدٍ) كَضَوْءِ الْفَجْرِ يَأْتَلِقُ — فِيْهِ الْهُدٰى وَبِهِ الْاَسْرَارُ تَنْبَثِقُ
(مَنَاهِجُ السَّيْرِ) مِنْ رَمْزِ يُعَلِّمُنَا — كَيْفَ الْقُلُوْبُ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعْتَلِقُ

